نغمۂ درد



[illegible] متخلص بہ عاشق رئیس و زمیندار موضع چوندا متعلقہ پرگنہ فتحپور ہسوا مصنف دیوان نغمہ درد شاگرد رشید جناب منشی محمد اکرام علی صاحب متخلص بہ [illegible] امیر

مطبوعہ مطبع لامع النور باہتمام حافظ محمد عبد الغفور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلے پر عکس پڑ سکتا نہین رخسار جانان کا
بیاض نور ہین کیونکر ورق شامل ہو قرآن کا

اگر مضمون لکھون طول شب تاریک ہجران کا
نہ چمکے صبح محشر تک بھی مطلع میرے دیوان کا

تصور بندھ گیا ایسا فضاے کوے جانان کا
رہا پیش نظر ہر وقت اک تختہ گلستان کا

نہ لیتے نام بھی پھر حضرت خضر آب حیوان کا
جو ملتا بوند بھر پانی ترے چاہ زنخدان کا

ملے مضمون اگر نظم کتاب روے جانان کا
یہ ممکن ہے چمک اوٹھے نہ مطلع میرے دیوان کا

کسی صورت گذر ہو گھر مرے اوس ماہ تابان کا
کہین کالا ہو یارب منھ شب تاریک ہجران کا

مجھے بوسہ ملے کیونکر لب جان بخش جانان کا
سکندر نے نہ پایا ایک قطرہ آب حیوان کا

گنہ کرتا ہون مین بخشش پر اوسکی مطمئن ہو کر
ثواب آخرت ٹھہریگا بدلا میرے عصیان کا

عدم کے جانے والے آج تک پھر کر نہین آئے
کہ اوسنے پوچھتے احوال کچھ شہر خموشان کا

میان بزم جانان دیکھکر غیر سیہ رو کو
کہا دل نے ہوا فردوس مین پھر دخل شیطان کا

نظر آئین نہ کیونکر خواب مین مار سیہ مجکو
سراسر دل کو سودا ہے کسیکی زلف پیچان کا

فراق یار مین رو رو کے اک طوفان اوٹھایا ہے
کچھ ایسا حال ابتر ہے ہماری چشم گریان کا

بغل اوس شعلہ رو سے گرم ہوگی اچھے موسم مین
بڑی راتون کے دن ہونگے کہ وعدہ ہے زمستان کا

بھلایا دین و دنیا کو بتون کے الفت رخ نے
گمان محراب ابرو پر نہ کیون ہو طاق نسیان کا

صفائے عارض پر نور پر آئینہ حیران ہے
فدا ہے دست رنگین پر تمھارے پنجہ مرجان کا

اسیر دام عشق زلف و رخ سارا زمانہ ہے
لیا دل چھین تیرے حسن نے گبر و مسلمان کا

عجب کیا خامہ و قرطاس دونون خاک ہون جلکر
کرون تحریر اگر کچھ حال اپنے سوز پنہان کا

کیا نابود سر ٹکرا کے دیوانون نے وحشت مین
پتا ڈھونڈھے نہین ملتا کہین دیوار زندان کا

مرے دیوان کا مطلع غیرت خورشید محشر ہے
لکھا ہے وصف مینے آفتاب روئے جانان کا

رخ زیبائے دلبر کا ازل سے عشق ہے مجکو
نہ مین عاشق پری کا ہون نہ شیدا حور و غلمان کا

ہوا ہے قرب حاصل زلف کا رخسار جانان کو
تعجب خیز ہے یہ ربط ہندو سے مسلمان کا

زمانے مین نکیون میرے سخن کی قدر ہو **عاشق**
کہ مین شاگرد ہون ذاکر سے اُستاد سخندان کا

جم گیا نقشہ اگر اوس چاندسی تصویر کا
خوب ہی خاکہ اوڑیگا ماہ کی تنویر کا

میری باتین سنکے بھی ساکت ہو وہ رشک چمن — ہے دہن پر اوسکے عالم غنچۂ تصویر کا

جلد او قاتل خبر لے رحم کا موقع یہ ہے — طائر جان تشنہ ہے آب دم شمشیر کا

کیون مرے دل کی تپش کو پوچھتے ہین بار بار — کیا نہین دیکھا تڑپنا آپنے نخچیر کا

کھینچا بھی مانی نے تو کیا مین ہون وہ برباد حال — یکقلم اوڑ جائیگا خاکا مری تصویر کا

پائی تخم الفت گیسو نے کیا نشو و نما — مزرعۂ دل مین مرے دانہ اوگا زنجیر کا

میوہ ہاے باغ جنت کی ہوس کیون ہو اوسے — جسنے پھل چکھا ہے او ظالم تری شمشیر کا

دیکھا مجھ دیوانے کو کسنے نگاہ شوخ سے — بنگیا چشم پری حلقہ مری زنجیر کا

ہجر مین اوس غیرت لیلی کے ہون یہ ناتوان — جسم لاغر پر گمان ہے قیس کی تصویر کا

لاکھ اے **عاشق** کرون تدبیر تو ہوتا ہے کیا
مٹ نہین سکتا نوشتہ خامۂ تقدیر کا

سنتا ہے حال کب وہ دل ناصبور کا — ہے عرش پر دماغ بت پر غرور کا

تھا میکشی مین دھیان جو اک رشک حور کا — ساغر مرا اٹھا جام شراب طہور کا

روز فراق روز قیامت سے کم نہین — عالم ہے میرے نالے مین آواز صور کا

فیض قدم سے بزم نہ روشن ہو کس طرح — عالم ہے ساقیا مین تری شمع نور کا

دل بھی اوسیکی سمت ہے اللہ بھی اودھر — شکوہ کرون مین کس سے بت پر غرور کا

وو زہر یا پلاؤ نہ مجھے شربتِ وصال — کچھ تو کرو علاج دلِ ناصبور کا ×
کیا بازپرس حشر کا واعظ خیال ہو — بندہ ہون مین خدائے کریم و غفور کا
جامِ مے وصال کا اللہ رے اثر — اب تک ہمارے دل مین ہے عالم سرور کا

عاشق برنگ سایہ رہا اوس پری کے ساتھ
دیوانے پن مین کام کیا کس شعور کا

عالم ہے جسکے رُخ سے عیان برق طور کا — عاشق ہون لے کلیم مین اوس رشکِ حور کا
پیش نگاہِ بام ہے اوس رشک حور کا — نزدیک اپنی فکر سے مضمون ہر دور کا
کشتہ کسیکے جلوۂ برقِ نگہ کا ہون — تعویذ میری قبر پہ ہو سنگِ طور کا ×
وعدہ جو اوسنے حشر مین ملنے کا ہی کیا — ہر دم ہے انتظار نہ مجھے نفخ صور کا
جسپر پڑی غش آیا اوسے صورتِ کلیم — طور اوس نگاہ مین ہے مگر برق طور کا
فرقت مین اوسکے نالے مین کرتا جو ایکدم — ہوتا گمان ہر ایک کو آواز صور کا
لکھتا ہون رنج دوریِ جانان مین جب غزل — مضمون سوجھتا ہے مجھے دُور دور کا

عاشق ہمارے دل کی لگی ہے اوسی سے لو
جلوہ چراغ مہر مین ہے جس کے نور کا

کیا مجکو پس و پیش ہو ارزان و گران کا — سودے مین ترے دھیان نہین سود و زیان

تحریر کی طاقت ہے نہ یارا ہے بیان کا
ہے دل کو مرے عشق اوسی آفتِ جان کا
کیا خاک خیال آئے مجھے قصرِ جنان کا
دم بند ہے قاتل تری تیغِ دو زبان کا
مین زخمی خنجر ہون نہ مجروحِ سنان کا
ممکن ہی نہین مجھسے کبھی نسبت زاہد
دیکھا جو ترے عارض گلگون کو چمن مین
ہاتھ آئے نہ جبتک قلم شہپرِ عنقا
محراب حرم دل مین ہے زاہد جسے سمجھا
سمجھا مین سحر ہو گئی سورج نکل آیا

طول ایسا ہے افسانۂ شبِ ہجر بتان کا
جسکی ہر ادا کج ہے ہر انداز ہے بانکا
نقشہ ہے نگاہون مین مری کجِ بتان کا
کُھل جاے جو میرے دہنِ زخم کا ٹانکا
بسمل ہون مگر ناوکِ بیدادِ بتان کا
خواہان مین صنم کا ہون وہ ہے حورِ جنان کا
مُنھ شرم سے پتون مین ہر اک پھول نے ڈھانکا
کیونکر ہو رقم وصف تری موے میان کا
نقشہ ہے وہ طاقِ خمِ ابروے بتان کا
غرفے سے جو وہ مہر لقا رات کو جھانکا

عاشق مجھے کیون بیڑیان پہناتا ہے حداد
پابند ہون زنجیر سر زلف بتان کا

وہ صورت ناوک ہے مین نقشہ ہون کمان کا
ہم خانہ بدوشون کا ٹھکانا بھی کہین ہے
اوس ترکِ جفا جو نے دیا بوسۂ ابرو

قائم رہے کیا ربط بھلا پیر و جوان کا
کیا خاک نشان آپکو دین اپنے مکان کا
مشتاق سمجھکر ثمرِ شاخ کمان کا

یون لاکھ کوئی بات بنایا کرے لیکن
قائل ہین اوسیکا ہون جو سچا ہے زبان کا

پھر قمریان رُخ بھی نکرین سوے صنوبر
دیکھین اگر انداز میرے سرو روان کا

حالِ دلِ بیتاب سُناتا ہون جو اونکو
فرماتے ہین خاموش یہ قصہ ہے کہان کا

رنگین لبِ سوفار ہوا میرے ہی خون سے
میرے ہی رگ و پے سے بنا بند کمان کا

عاشق کسی دن معرکۂ شعر و سخن مین
کھل جائیگا جوہر تری شمشیر زبان کا

کیا پتا پوچھتے ہو مسکن کا
پھرنے والا ہون مین تو بن بن کا

ہے یہی شغل بخیۂ وحشت
پھاڑنا روز جیب و دامن کا

ہاتھ اوس بت کا اپنے دیکھا ہے
پانون پوجون نہ کیون برہمن کا

گالیان دینا کوسنا مجھکو
کھیل تھا اون کے یہ لڑکپن کا

رات غیرون مین تھا وہ زہرہ جبین
نہین ماتھا مرا عبث ٹھنکا

گلِ عارض کا اوسکے عشق آخر
ہو گیا ہار میری گردن کا

کیون ہے بلبل بجاے پروانہ
گل ہوا کیا چراغ روغن کا

زلف پیچان کی یاد مین ہر دم
ہے عجب حال دل کی اُلجھن کا

مسی مالیدہ لب نے اوس گل کے
رنگ پھیکا کیا ہے سوسن کا

کیا نزاکت بیان ہو اوس گل کی — بار ہے جسکو ہار گردن کا
چاک دامان گل کرے بلبل — دور دیکھے جو تیرے دامن کا

گور مین داغ دل کا لے عاشق
کام دیتا ہے شمع روشن کا

نہو بہر خدا دشمن کسی کا — کہا مان او بت پر فن کسی کا
کسی کا ہے عدو دشمن کسی کا — نہو گا وہ بت پر فن کسی کا
رہا برسون پس دیوار گلشن — غم صیاد سے مسکن کسی کا
لڑائی کس مزے کی تھی شب وصل — کسی کا ہاتھ تھا دامن کسی کا
چمک کر پھر نہ نکلے چرخ پر ماہ — اگر دیکھے رخ روشن کسی کا
مسی مالیدہ لب کا قول ہے یہ — دہن ہے غنچۂ سوسن کسی کا
نسیم صبح سے کہدو چلے ساتھ — ارادہ ہے سو گلشن کسی کا +
بٹھا لے آنکھ کے پردہ مین کوئی — کہین چھپ سکتا ہے جوبن کسی کا
چلے برسات مین وان ساغر مے — کٹے رو رو کے یان ساون کسی کا
شب تاریک ہجران کام آیا — خیال عارض روشن کسی کا
تمنا ہے یہی میری کہ تا زیست — نچھوٹے ہاتھ سے دامن کسی کا

غرض کیا جلوۂ شمس و قمر سے
بنا جسکو سمجھکر تل رہا ہے
صبا یہ کہتی نکلی اوس گلی سے

نظر میں ہے رخِ روشن کسی کا
لہو ہے اے بتِ پُرفن کسی کا
ہے کوچہ غیرتِ گلشن کسی کا

چراغِ گورِ عاشق دیکھتے ہی
چمکتا دور سے توسن کسی کا

جو وہ بت نہیں آشنا ہے کسی کا — تو کیوں اوسپہ دل مبتلا ہے کسی کا
شکایت مجھے اپنی تقدیر سے ہے — نہ شکوہ ہے نہ مجھکو گلا ہے کسی کا
مرا نامہ پڑھکر یہ کہتا ہے وہ بت — خدا جانے کیا مدعا ہے کسی کا
قسم کھا کے شوخیِ رفتار کہدے — نہیں خاک میں دل ملا ہے کسی کا
کہے دیتی ہے باسی ہارونکی خوشبو — وہ گل شب کو مہمان رہا ہے کسی کا
مجھے گھر سے اب جانبِ دشتِ وحشت — نیا عشق کچھ لیچلا ہے کسی کا
تمنائے دیدار لاتی ہے ورنہ — گلی میں تری کام کیا ہے کسی کا
شبِ تارِ ہجران بلا سے تمھاری — برا حال ہے یا بھلا ہے کسی کا
عبث لوگ مرتے ہیں اوس بیوفا پر — نہ ہوگا نہ ابتک ہوا ہے کسی کا
روا ہے تجھے خونِ عشاق ظالم — دمِ قتل ڈر تجھکو کیا ہے کسی کا

نہین آئیگا تیرے غمزون مین عاشق
وہ بیٹی پڑھایا ہوا ہے کسی کا

کچھ ہنسی کھیل نہین یار لگانا دل کا
جبکہ عادت ہی تری ٹھہری ستانا دل کا
ہو نہین سکتی ترے تیر نگہ کی تعریف
راز کی بات مین کہدون سر محفل کیونکر
کچھ تو تاثیر مری آہ مین بھی ہے آخر
ایک مدت ہو وہان بھی نہین ملتا ہی پتہ
تا قیامت نہ چھٹے قید پریشانی سے
جان جائیگی مری مفت مین ہوگے بدنام
خوب ہوتی ہی حسینونکی محبت لیکن

ایک ہے جان کا جانا ہو کہ آنا دل کا
او ستمکیش بھلا کیا ہے ٹھکانا دل کا
کس صفائی سے اوڑاتا ہے نشانا دل کا
چل کے تنہائی مین سن لیجیے فسانہ دل کا
دیکھ اچھا نہین ہر وقت ستانا دل کا
پہلے تو کوئی صنم مین تھا ٹھکانا دل کا
ہم سے سیکھے کوئی زلفون مین پھنسانا دل کا
دیکھو اچھا نہین ایجان ستانا دل کا
ہے قیامت کسی بیرحم پر آنا دل کا

گرم جوشی یہ بجا شمع رخون کی عاشق
انکو منظور ہے در پردہ جلانا دل کا

چھونا نہین آسان تری زلف دوتا کا
یاد بت کافر مین کسی روز زبان تک

ایجان کھلانا ہے یہ اک مار بلا کا
بھولے سے بھی آیا نہ کبھی نام خدا کا

خونِ دلِ عشاق نے گلرنگ کیا ہے
اوس شوخ کے ہاتھون مین نہین رنگ حنا کا

کیسی ہی بُری شکل ہو اچھی نظر آئے
آئینہ جو دیکھے ترے نقشِ کفِ پا کا

شاہون کو نہین پاس تلک آنیکی اجازت
اللہ رے یہ رتبہ ترے کوچے کے گدا کا

سرتاب ترے حکم سے کب ہو سکے کوئی
قبضہ ہے زمانے پہ تری تیغِ ادا کا

رہتا نہین کس شب مری آغوش مین وہ بُت
کب شاملِ حال اپنے نہین فضلِ خدا کا

اوڑ جاتا ہون مین ضعف سے مانندِ پرِ کاہ
آجاتا ہے جھونکا جو کوئی بادِ صبا کا

آئی جو نظر رات کو مہتاب کی صورت
جلوہ مجھے یاد آگیا اوس ماہ لقا کا

رہتا ہے جو سایہ تری دیوار کا سرپر
طالب نہین ہوتا مین کبھی ظلِ ہما کا

تو جرمِ وفا پر جو مجھے قتل کریگا
لیگا نہ مرے بعد کوئی نام وفا کا

کسطرح خوشی کا ہو گذر کشورِ دل مین
جب لشکرِ آلام ہو رہ روکے ہوئے ناکا

سو پیچ سے اوس زلف کے مضمون کو باندھون
عاشق مین زمانے مین وہ شاعر ہون بلا کا

انگل ہے یہ افسون تری غنچہ دہنی کا
منھ بند ہے گلزار مین ایک ایک کلی کا

حورانِ جنان دیکھین تو نادم ہون بتقریر
وہ حسنِ خداداد ہے اوس سنگدلی کا

کہتے لبِ شیرین سے ہین سرکا کے وہ آنچل
اب بھی ہے مزا شربتِ دیدار کا پھیکا

افسوس ہین کس سے کہون حال دل پر درد
پرسان ہی زمانے مین نہین کوئی کسی کا

پلٹا ہین درِ گلشن رضوان سے بصد غم
دلمین جو خیال آگیا اوس بت کی گلی کا

تجھ بن مین شمار دن کے ہین اک شب ہجران
افشان مین جبین کے ہے کہان تِل کا ٹیکا

تلوار سے وہ ابروے پر خم ہے کہین تیز
دکھلاتا ہے ہر سو سے قمر کاٹ چھری کا

الفت ہے مجھے اک صنم یاد رہا ہے
مین حور کا عاشق ہون نہ دیوانہ پری کا

غنچون کے تبسم مین کہان لطف یہ عاشق
انداز ہی کچھ اور ہے اوس گل کی ہنسی کا

طالب نہ کیون ہون رحمت رب کریم کا
آنکھون پھر ہے خوف گناہ عظیم کا

ہوتا نہ کیون دماغ معطر نسیم کا
چھو سکا تھا کوئی گیسوے عنبر شمیم کا

مجھ ناتوان کو لے کے اوڑی آہ بارہا
کیا بوے گل کو ملگیا مرکب نسیم کا

کیون ہو نہ یاد مین قد و زلف و دہن کے پیچ
مجھکو مد ہے الف و لام و میم کا

تا حشر پھر ہوا ہے گلستان نہ اوسکو بو
آنکھین یار سے جو گذر ہو نسیم کا

ہمکو تو سیر کوچہ جانان پسند ہے
زاہد کو اشتیاق ہے باغ نعیم کا

کیا کیا ہوا ہے دامن گلگون یار تک
ہوتا ہے چاک چاک گریبان نسیم کا

جھیلے ہوے ہے صدمہ شبہاے ہجر کا
کیا خوف ہیر سے دلکو عذاب الیم کا

کیا کیا کرم ہے اپنے عطا کی ہین نعمتین
عاشق ہزار شکر خدا اے کریم کا

اوڑ زیا سے کہا سے اے پر پری وصل یہ لپکا
بنا لیتا ہے دیوانہ جو سکو زلف کی لٹکا

خیال آیا جو شب کو اوسکے دروازے کی کھٹکا کا
نہ آئی نیند بھر دیوار سے تا صبح سر پٹکا

کہو ن کس طرح بیٹھے کیون نہ اوسکے قد عالی کو
کہ بالا ہے فلک سے رتبہ جسکے سرو کی گٹکا

چلے جاتے ہین بیخوف و خطر اب گھر مین ہم اونکے
نہ ہے اغیار کا وہ ڈر کا نہ ہو دربان کا کھٹکا

کیا اسدرجہ ضبط مینکشی ساقی کی فرقت مین
کبھی اک جام پانی بھی پیا تو حلق مین اٹکا

ادہر تڑپا کیے ہم وصل مین تا صبح اے عاشق
اودھر شب بھر ذرا پہلو نہ بدلا اوس کروٹ کا

سرو سے موزون ہے قد دلدار کا
گل سے خوشتر رنگ ہے رخسار کا

کہدے اوس رشک مسیحا سے کوئی
وقت آخر ہے ترے بیمار کا

اٹر نہ سیر گلستان کی ہو گیا
باغ سے بہتر ہے کوچہ یار کا

کی نگاہ لطف قاتل نے کبھی
ہاتھ اوچھا پڑ گیا تلوار کا

چاندنی چھپی اولٹ دی جو نقاب
ماہ تابان رخ ہے گویا یار کا

وہ سکندر تھے بنایا حق نے یہ
آئینے سے صاف ہے رخ یار کا

یان بدن ٹوٹا جو سرا اوسکا دکھا
تپ چڑھی چہرہ جو اترا یار کا

عشق مین اوس سبزۂ رخسار کے
زرد ہے رنگ اپنے جسم زار کا

آیا جبدن اوس گل رخ کا خیال
خواب دیکھا رات بھر گلزار کا

جانتا ہے آپکو عاشق مسیح
حال پوچھا کیجئے بیمار کا

یاروں پہ جفا غیروں سے یارانہ ہے اوس کا
کچھ طرز مروت ہی جداگانہ ہے اوس کا

ممکن نہین اے دل کبھی جمعیت خاطر
رہتا ہے پریشان جو دیوانہ ہے اوس کا

اوڑ جائیگا خود کیا ہے کبوتر کی ضرورت
وہ شمع ہے نامے پروانہ ہے اوس کا

لے بڑھکے خبر اے دل صد چاک ذرا تو
گستاخ سر زلف بہت شانہ ہے اوس کا

غفلت کرو یا ظلم ہر حال مین خوش ہون
شکوہ مجھے کچھ تمسے نہ اِسکا نہ ہے اوس کا

کیا کوئی ہوا در پئے غیرت یوسف کا خریدار
جو مہر کی قیمت ہے وہ بیعانہ ہے اوس کا

ہے قابل افسوس محبت مین زمانہ
مرتا ہے کوئی یا کوئی دیوانہ ہے اوس کا

تا پردۂ گوش آئی ہے سننے کے شعبان
دلچسپ کچھ اسطرح کا افسانہ ہے اوس کا

ظاہر وہین انمی پہچانے سے ہین دندان
یا حلقۂ گیسو سے عیان شانہ ہے اوس کا

راضی ہین عتاب و کرم دوست پہ عاشق
ہر حال مین لازم ہمین شکرانہ ہے اوس کا

ظلم ہی مجھپہ کئے جائیے گا
یا کبھی لطف بھی فرمائے گا

مہندی پاؤن کی نہ چھوٹ جائیگی
میرے گھر تک جو کبھی آئے گا

شوخیاں مجھسے نہ کیجے ہر دم
مین بھی چھیڑونگا تو شرمائے گا

دیر آنے مین جو کی نزع کے وقت
زندہ در گور مجھے پائے گا

ہے وہ قصہ مرے درد دل کا
جسکو سنتے ہی تڑپ جائے گا

کرکے بدنام جہان مین مجکو
یہ تو فرمائے کیا پائے گا

جیتے جی خیر نہ آئے نہ سہی
سر مدفن تو کبھی آئے گا

کھلکے یہ مجھسے ہوے وہ رخصت
جلد آئینگے نہ گھبرائے گا

رات باقی رہے جب تھوڑی سی
چھپ کے گھر اپنے چلے جائے گا

وعدۂ وصل نہ کیجے لیکن
کچھ تو تسکین کو فرمائے گا

کبھی تنہائی کا موقع جو ملے
عاشق زار کو بلوائے گا

دل بیتاب جو پہلو سے نکل جائیگا
عاشق زار ترا کچھ تو سنبھل جائیگا

دیکھ پائیگا جو اوس بت کے صفائے رخ کو
پائے نظارۂ زاہد بھی پھسل جائیگا

جسقدر روؤنگا مین ہوگا کلیجا ٹھنڈا
سوز دل آنسوؤنکے ساتھ نکل جائیگا

غم تو یہ ہے کہ بسر ہوگی شبِ غم کیونکر
صبح کا دن جو کسی طور سے ڈھل جائیگا

شعلہ رویون سے نہ کسطرح ہو عاشق کو گریز
موم سے نرم ہے دل اوسکا پگھل جائیگا

نالہ ہاے دلکش اب کچھ کچھ اثر ہونے لگا
گھر تک اپنے نگاہ کا اوسکا گذر ہونے لگا

آگے وہ بیٹھے بغل مین پر نظر ہے سوے غیر
درد پہلو جب تھا اب دردِ جگر ہونے لگا

بام پر اوس مہروش نے رخ سے کیا الٹی نقاب
کیون چراغِ ماہ شمعِ صبح پر ہونے لگا

یاد اون دانتونکی کیا آئی دمِ گریہ مجھے
آنسوؤنکا تار کیون سلکِ گہر ہونے لگا

وہ مسیحا کیا عیادت کو مری آتا ہے آج
خود بخود کیون کم مرا دردِ جگر ہونے لگا

دیکھکر اوس قامتِ موزون پہ جوبن کا ابھار
مین یہ سمجھا سرو مین پیدا ثمر ہونے لگا

طاقتِ نالہ تھی جب تاثیر یہ تھی تب کہان
اب لبِ خاموش پر صدقے اثر ہونے لگا

جان جاتی ہے تری فرقت مین مجھ بیمار کی
اے مسیحا حالِ نزع دگر ہونے لگا

آیا ہے وہ بخیر مدفن پہ میرے لیکر خبر
عاشق اب آیا کرے مین کیونکر خبر ہونگا

ارمان کوئی پورا مرے داد نہین ہوتا
پہلو مین کسی شب جو وہ دلبر نہین ہوتا

اک روز بھی وصل اوسکا میسر نہین ہوتا
قابو مین ہمارے دلِ مضطر نہین ہوتا

برگشتگیِ بخت سے پرکار کی صورت
کس روز مرے پاؤں کو چکر نہیں ہوتا

حسرت سے لہو روتی ہیں جانبازوں کی آنکھیں
آغشتہ بخوں جب ترا خنجر نہیں ہوتا

آئینے میں منہ دیکھکے کہتا ہے وہ بے مہر
اس رخ سے خجل کب مہِ انور نہیں ہوتا

پھنسنا ہے اگر دامِ بلا میں تو پھنسے آ دل
کیوں شیفتۂ زلفِ معنبر نہیں ہوتا

اک تم ہو کہ گھر تک مجھے آنے نہیں دیتے
اک میں ہوں کسی بات سے باہر نہیں ہوتا

کسطرح لکھوں جوششِ گریہ کا اوسے حال
کوزے میں کبھی بند سمندر نہیں ہوتا

اس ڈر سے نہ افشا ہو کہیں رازِ محبت
آنکھوں سے کوئی اشک بھی باہر نہیں ہوتا

کیا مرتبۂ غیر مرے سامنے چمکے
ذرہ کبھی سورج کے برابر نہیں ہوتا

کیونکر نہ دلِ صاف کی ہم اپنے کریں قدر
ہر اک کو یہ آئینہ میسر نہیں ہوتا

ہوتا ہوں میں سرگرمِ فغاں صورتِ بلبل
پہلو میں مرے جب وہ گلِ تر نہیں ہوتا

ٹلجاتی ہیں کب جو بلا آتی ہے مجھپر
کسدم کرمِ خالقِ اکبر نہیں ہوتا

میں ٹل کر کہاں جاؤں اب اوس گل کی گلی سے
کانٹا کبھی گلزار سے باہر نہیں ہوتا

کہتا ہوں یہ رو رو کے شبِ ہجر بصد یاس
وصل اوسکا کسی طرح میسر نہیں ہوتا

کیونکر میں کہوں لعل لبِ سرخ کو تیرے
تشبیہ کے لائق کبھی پتھر نہیں ہوتا

کیوں دلمیں مرے یاد بتوں کی ہے رہے عاشق
کعبہ کبھی بتخانۂ آذر نہیں ہوتا

کاش اوس کا کل پیچان کا نہ سودا ہوتا / شکل سنبل نہ پریشان دل شیدا ہوتا

تیغ کا رنج نہ غم مرنے کا اصلا ہوتا / میری بالین پہ جو وہ رشک مسیحا ہوتا

کون کہتا تھا مجھے پہلے کہ سودائی ہو / مین نہ آتا ترے کوچے مین نہ رسوا ہوتا

دیکھ لیتا جو تجھے ایک نظر بھی ایجان / آئینے کو نہ کبھی حسن کا دعویٰ ہوتا

کیون نہین کہتے کہ ہے قطع تعلق منظور / مفت الزام لگانا نہین اچھا ہوتا

چشم دکھاتا نہ اگر اوسکو وہ رشک یوسف / شکل یعقوب ابھی آینہ اندھا ہوتا

باز آ کچھ خدا اب بھی جفا سے ظالم / دیکھ ہر دم کا ستانا نہین اچھا ہوتا

ہم نہ نہین بت بے مہر کے آتے عاشق
اپنے قابو مین اگر یہ دل شیدا ہوتا

خفا ہے جو وہ ماہ پارا ہمارا / ہے گردش مین شاید ستارا ہمارا

تمھین حسن بخشا دیا عشق ہمکو / جو خالق ہے ایجان تمھارا ہمارا

اوٹھا دین وہ اغیار کو انجمن سے / ذرا بھی جو پائین اشارا ہمارا

دلا کچھ نہ کچھ رحم فرماتے بیشک / وہ سنتے جو افسانا سارا ہمارا

دکھا کر وہ آب اپنے خنجر کی بولے / نہین مانگتا پانی مارا ہمارا

ٹھہر کوئی دم اوراے جوش گریہ / ہنوز از دل آشکارا ہمارا

عدو رشک سے دلمیں کٹ جائیں عاشق
جو ہو قتل اونکو گوارا ہمارا

ہوگا نہوا وہ کبھی مہمان ہمارا
نکلا نہ کبھی نکلیگا ارمان ہمارا

کیونکر نرہے حال پریشان ہمارا
بھولے سے بھی کرتے نہیں وہ دھیان ہمارا

آیا نہ شب وعدہ بھی وہ وعدہ فراموش
نکلا نہ کبھی وصل کا ارمان ہمارا

وان غنچے کے مانند قبا چست بدن پر
یان صورتِ گل چاک گریبان ہمارا

ہم یاد کیا کرتے ہین اوس شوخ کو ہر دم
افسوس کہ کچھ اوسکو نہین دھیان ہمارا

جب جیتے ہی جی دل کی تمنا نہ بر آئی
کیا بعدِ فنا نکلیگا ارمان ہمارا

دیکھا ہے ترے گیسوِ پرپیچ کو جب سے
دل رہتا ہے ہر لحظہ پریشان ہمارا

جب تیرے تصور کو بھی آنے مین ہوا اغماض
پھر خانۂ دل کیون نہو ویران ہمارا

رسوائی کا اے دستِ جنون کچھ نکیا پاس
کیا ملگیا پھاڑا جو گریبان ہمارا

جسکے دہنِ تنگ سے نکلی نہ کبھی بات
کیا خاک نکالیگا وہ ارمان ہمارا

یون جل کی نہ لی ہے تو اے زلف پریشان
ہے تجھسے سوا حالِ پریشان ہمارا

تا صبح رہا دورِ مئے ناب برابر
وہ مست جو تھا رات کو مہمان ہمارا

رویا مین بھی اعدا نے نہین دیکھا ہے جسکو
وہ مصحفِ رخسار ہے قرآن ہمارا

ہم مان لیا کرتے ہیں کہتا ہو جو تو باتیں
تو بھی تو کسی روز کہا مان ہمارا

سر کاٹ کے کس ناز سے کہتے ہیں وہ عاشق
گردن پہ تری اب تو ہے احسان ہمارا

کر علاج اذیتِ بے مہر خدارا میرا
جل گیا جسم تپِ ہجر سے سارا میرا

مہربان حال یہ میری ہے سبب رشکِ قمر
کیا بلندی پہ ہے ان روزوں ستارا میرا

کیا ہی خوش ہوں جو ترے خنجرِ براں کے تلے
دم نکل جائے کہیں او ستم آرا میرا

جسقدر جی چاہو تم آج ستا لو مجھکو
فیصلہ حشر میں کل ہو گا تمھارا میرا

کیا ہوا اب جو نہیں بات بھی سنتی میری
پہلے کافی تھا تمھیں ایک اشارا میرا

بچ گیا صدمۂ فرقت سے جو ابکی عاشق
باز دل راند ہم ہیچ دل آرامے را

کیوں نہ مشتاق ہو ای یار زمانا تیرا
ہے غضب پردے سے باہر نکل آنا تیرا

غیر کیا جانیں سمجھتے ہیں سمجھنے والے
عین اک صلح ہے آنکھوں کا لڑانا تیرا

کون آگاہ نہیں شہرۂ خوبی سے ترے
سارے عالم میں ہے مشہور فسانا تیرا

گل کھلائیگا کسی روز یہ ای غنچہ دہن
ساتھ اغیار کے گلزار میں جانا تیرا

جب نظر پڑتی ہے نرگس پہ دمِ سیرِ چمن
یاد آتا ہے مجھے آنکھ دکھانا تیرا

کیا ہی بیچین ہوا یاد جو آیا اسے شوخ
آرزوئے دلِ صد چاک سے مدت سے یہی
لاکھ سمجھایا تجھے ہنسنے پر اے بانیٔ شر
جسکو دیکھا نگہِ ناز سے وہ لوٹ گیا
غیر خون تھوکتے ہین یاد جو آجاتا ہے
دل لیا جاتا ہے ہر گام پہ ہنگامِ خرام

گدگدا اگر وہ شبِ وصل جگانا تیرا
تا سرِ زلف پہونچ کر سے بنے شانا تیرا
نہ چھٹا محفلِ اغیار مین جانا تیرا
چوکتا ہی نہین اے یار نشانا تیرا
دستِ رنگین سے مجھے پان کھلانا تیرا
ہے غضب ملکے حنا پاؤن کا دکھانا تیرا

کیون ہے آبادیٔ صحرا مین تامل عاشق
دورِ مجنون کا اوٹھا اب ہے زمانا تیرا

دلکو سودا کاکلِ عنبر فشان کا ہو گیا
حال کیا سوزِ تپِ فرقت سے اپنا ہو گیا
آجتک پلٹا نہ کیون لیکر جوابِ خطِ یار
مثلِ پروانہ جلا کرتا ہون سوزِ عشق مین
جب شبِ تاریک مین آیا مرا رشکِ قمر
آگیا اوسکا لبِ رنگین دمِ گریہ جو یاد
گھل گیا ایسا مین اوس سوکے کمر کی عشق مین

دردِ سر بیٹھے بٹھائے مفت پیدا ہو گیا
آگئی خشکی لبون پر زرد چہرا ہو گیا
مرغِ نامہ بر وہان کیا جاکے عنقا ہو گیا
جب سے دل اوس شمع رو پر اپنا شیدا ہو گیا
سارے گھر مین پرتوِ رخ سے اوجالا ہو گیا
دیدۂ تر سے روان اک خون کا دریا ہو گیا
جسمِ لاغر بے نشان مانندِ عنقا ہو گیا

قصۂ فرہاد و مجنون سے زیادہ مشتہر
عشق کا اپنے زمانے مین فسانا ہو گیا

ہو گیا سنبل پریشان زلف پر جب کی نگاہ
آنکھ نرگس نے جو دیکھی اوسکو سکتا ہو گیا

زندگی عاشق مزاجون کی ہے بدتر موت سے
مر گیا جسدن مریضِ عشق اچھا ہو گیا

حالِ دل کسکو سناؤن بات تک سنتا نہیں
شکل تصویری وہ کچھ بیزار ایسا ہو گیا

فیض سے استاد فاکر کے ہوا حاصل فخر
شاعرون مین رتبۂ عاشق وہ بالا ہو گیا

جب سے مجھپر مہربان وہ ماہ پارا ہو گیا
اوج پر اپنے مقدر کا ستارا ہو گیا

آگیا جسدم خمِ ابرو کے قاتل کا خیال
خنجرِ غم سے کلیجا پارا پارا ہو گیا

عارضِ پرنور جانان کے مقابل رات کو
گھٹ گیا خجلت سے ایسا کہ تارا ہو گیا

ظلم کرتے کرتے وہ بت ہو گیا خود منفعل
صبر کرتے کرتے پتھر دل ہمارا ہو گیا

آگیا صد شکر وہ رشکِ مسیحا وقتِ نزع
اب تو اپنی زیست کا دم بھر سہارا ہو گیا

بے طلب ملنے لگے اب بوسہ ہائے ملیح
شکر ہے عاشق نمک کا تو سہارا ہو گیا

کیا ہی مشتاقِ شہادت ہاتھ ملکر رہ گیا
میان سے جب خنجرِ قاتل نکلکر رہ گیا

وان وہ حیلہ جو حنا پانون مین ملکر رہ گیا
یان شبِ وعدہ جو دیکھا ادھر دم نکلکر رہ گیا

شوخ ہے چشمِ بتان کیطرح طفلِ اشک بھی
دامنِ مژگان تک آتے ہی مچلکر رہگیا

کیا غضب اوٹھی ساری زمین تاثیرِ آہ سرد سے
نالۂ دلگیر ہم سے گردون دہلکر رہگیا

ہاتھ کھینچا کیسے سفاک میرے قتل سے
تجھکو کیون میان سے باہر نکلکر رہگیا

محتسب اک ساغرِ مے پیکے بہکا کسقدر
میکشو کمظرف تھا آخر اوبلکر رہگیا

لیچلے تجھے ہم بغل مین داب کر دلکو مگر
کوے جانان تک نہ پہونچے ہی مچلکر رہگیا

وان بھی غیرون نے اوسکے پانو نازک ہین حنا
یان حسد سے ہین کفِ افسوس ملکر رہگیا

پڑ گئی جسدم نظر شمعِ عذارِ یار پہ
موم کے مانند میرا دل پگھلکر رہگیا

حیف وقتِ نزع بھی تو نے نہ لی میری خبر
آخر اودھر شکلِ مسیحا دم نکلکر رہگیا

محتسب کا پاک قصہ ہو چکا تھا میکشو
گرتے گرتے آج بھٹی مین سنبھلکر رہگیا

ہمکلام اوس بت سے ہو کر کب رہا ثابت قدم
یہ چکنی چکنی باتون پر زاہد پھسلکر رہگیا

کان تک اوس گل کے ہیہات آجتک پہونچا نہین
نالہ کیا جانے کہان دل سے نکلکر رہگیا

آکے جب اوس شعلہ رو کی بغل با رونکی گم
آتشِ رشک و حسد سے غیر جلکر رہگیا

کھینچ سکی آخر نہ اوس روے مصفا کی شبیہ
ہاتھ سے بہزاد کے خامہ پھسلکر رہگیا

ضعف سے جانے نہ پایا منزلِ مقصود تک
دو قدم ناکامیِ قسمت سے چلکر رہگیا

شمعِ رخسارِ صنم پر پڑ گئی جسکی نگاہ
دم زدن مین صورتِ پروانہ جلکر رہگیا

بڑگئین چھینٹین جو اوڑکر ہیر کے خون گرم کی
دے سکا صحرانوردی مین نہ ہرگز اپنا ساتھ

ہاتھ مین سفاک کے خنجر پگھلکر رہگیا
دو قدم ہمراہ میرے قیس چلکر رہگیا

ہون وہ زار و ناتوان جس جگہ مین بیٹھا کبھی
زیر پا مور اے تمنا عاشق کچلکر رہگیا

سبب شورِ عنادل کا صبا کیا
خفا تو ہوگیا اے دلربا کیا
ہوا وہ برق وش مجھسے جدا کیا
ستم کرتا ہے وہ بت مجھپہ کیا کیا
نہ پلٹا کو چۂ گیسو سے اب تک
بُرے جی سے جو اک بوسہ دیا ہے
ہمارے خون کی چھینٹو نسے بڑھکر
جوابِ نامہ لیکر کیون نہ پلٹا
دل و جان دین و ایمان ان بتون کو
جب اپنی بات ہی سنتا نہین وہ
نکیون مسرور ہون کھانیسے اوسکے

چراغِ قبر پھر گل ہو گیا کیا
نگہ کیون پھیر لی مجھسے ہوا کیا
طپان ہے دل مرا سینے مین کیا کیا
خدا جانے ہوئی مجھسے خطا کیا
ہوا پھر دل گرفتارِ بلا کیا
بھلا اسمین مرا ہوگا بھلا کیا
اوڑیگا طائرِ رنگِ حنا کیا
کبوتر میرا عنقا ہوگیا کیا
سبھی دے بیٹھے اب باقی رہا کیا
کہون مین حالِ دل اوس سے بھلا کیا
تمھارے غم سے بہتر ہے غذا کیا

علاج دردِ دل ہوگا تمہین سے
طبیبو نسے مری ہوگی دوا کیا

نہ ٹوٹے زخم پر جب تک نمکدان
تڑپنے کا ارے ظالم مزا کیا

مشبک کر دیا سینہ سراسر
ارے او ناوکِ غم یہ کیا کیا

زمین سے تا فلک پہونچا شبِ غم
تڑپنے کی ہے میرے انتہا کیا

عیادت کو نہین آتا دمِ نزع
مرے عیسیٰ کو یا رب ہو گیا کیا

گلے سے ایسی لپٹی تیغِ قاتل
ملیگا آشنا سے آشنا کیا

ستاؤ جسقدر تم چاہو مجکو
مین ہون اہلِ وفا خوفِ جفا کیا

ہمارے دل سے پوچھے آکے زاہد
محبت مین بتون کی ہے مزا کیا

مریضِ عشق ہون مین اے طبیبو
کریگی فائدہ مجکو دوا کیا

مرا دستِ ہوس ٹھتا ہے جبوقت
چہوراتی ہے بدن شرم و حیا کیا

وبالِ جان ہوئی چوٹی کی الفت
مرے پیچھے پڑی ہے یہ بلا کیا

خیالِ آتشین رخ مین شبِ ہجر
جلا ہون شمع کے مانند کیا کیا

تری زلف سیہ سے اے مری جان
کریگی ہمسری کالی گھٹا کیا

جلایا عاشقِ بیجان کو آکر
مرا قاصد مسیحا ہو گیا کیا

نہین ہی حسن مین ہم پلہ کوئی اوس پریرو کا
جمال حور اک پلا سنگ ہی اوسکے ترازو کا

تصور چشم تر مین جب سے ہے اوس قد دلجو کا
نہین خوش آتا نقشہ قامت و لب جو کا

نکلتا ہی تڑپ کر آنکھ سے جب قطرہ آنسو کا
مچلنا یاد آجاتا ہی مجھکو طفل بدخو کا

نہین تشبیہ لازم سنبل گلزار رخت سے
کہ بالاتر کہین ہی سلسلہ اوس گل کے گیسو کا

کھلایا پان جو اوسنے مجھے دست حنائی سے
رقیب روسیہ نے رشک سے خون جگر تھو کا

دم گریہ شرر اوڑتے ہین جسدم آہ سوزان کے
چمکتا موسم بارش مین یاد آتا ہی جگنو کا

خبر اوس سروقش کی دیدہ ترکیون نہ مجھکو
اسی خاطر سے تو باندھے ہوے ہین تار آنسو کا

گلی اوس غیرت شمشاد کی یاد آگئی مجھکو
چمن مین جب گھڑی قمری نے باندھا تار کوکو کا

ہین جنس حسن جو بازار الیساءٓن نگاہ عین
جو میری آنکھ کا پلہ ہے پلہ ہے ترازو کا

پریشان دل کو رکھتی ہی تلاش مشکبو ہمدم
ہوا ہے جب سے مجھکو عشق زلف عنبرین بو کا

رہے غافل نہ دم بھر اپنے اپنے فن سے ہم دونون
نہ ہم طرز وفا بھولے نہ وہ بت ظلم سے چوکا

گدائی ہے در میخانہ کی شاہی سے بھی بڑھکر
فزون کم مرتبہ ہی جام جم سے میرے چلو کا

کرون کیون ترک ایمان کفر پر کیون کمر باندھون
دم تحریر مدح رخ لکھون کیا وصف گیسو کا

سمجھکر جینی چشم سیاہ یار اے عاشق
بجائے طوق پھنساتے ہین حلقہ چشم آہو کا

لکھتا ہون جو مضمون خم ابروے صنم کا
جھک جاتا ہے قد مثل کمان بانی قلم کا

گھر دل ہی ہے غم و حسرت و اندوہ و الم کا
سینہ ہے ہدف ناوک بیداد و ستم کا

پہلو سے مرے اوٹھنے کا ہی قصد صنم کا
لازم ہے کرون مین بھی سفر ملک عدم کا

جلوہ جو سر بام رخ یار کا دیکھا
خورشید ندامت سے نہ پھر چرخ پہ چمکا

مژگان پہ گمان ہی ہے مجھے تیر کا دھوکا
ابرو کی کجی پر ہے گمان تیغ دو دم کا

جس دن سے جدا مجھسے ہے وہ دلبر رعنا
رہتا ہے مرا ساتھ غم و رنج و الم کا

سمجھا کہ ہوئی برق عیان ابر سیہ مین
اوس بت کا دُر گوش سر زلف جو چمکا

لکھتا جو فسانہ دل پر درد و ستم کا
ہوتا دم تحریر جگر چاک قلم کا

یان دُردین ہی جام مئے وصل صنم کا
کیا خاک خیال آئے مجھے ساغر جم کا

خوش آتی ہے اوس حور کے کوچہ کی مجھے سیر
طالب ہون نہ فردوس کا عاشق نہ ارم کا

بارش کو بند کر تو ذرا دیر تھم گھٹا
آ لینے دے اوسے نہ بڑھا میرا غم گھٹا

کچھ رنج ہی گھٹا نہ کبھی دلسے غم گھٹا
ہر دم لگا رہا مرے گھر مین یہ جمگھٹا

دیکھے جو تیری زلف سیہ الضیم گھٹا
چھپائے چہرہ السیارہ گہ بار کے نہ دم گھٹا

جسطرح تارے ہون مہ نو کے آس پاس
ہے گرد یار یون ہی حسینون کا جمگھٹا

تھوڑی سی بات کو نہ بڑھا لب کا بوسہ دے
بکھرا کے زلف بام پر اپنے جو تم ہنسے
جسدن سے ربط شمع رخ یار بڑھ گیا
سامان آج سب ہو بادہ کشی کا تب آئے لطف
جامِ شراب جلد کوئی اسطرف بڑھا
نشہ سے اور بڑھ گئی مجکو ہوا وصل
کھولی جو زلف عارض روشن پہ تمنے آج

کوتاہ قصہ کر نہ مرا دل صنم گھٹا
خجلت سے اشکبار ہوئی اے صنم گھٹا
و و دِ جگر نہ دل سے مرے اکیدم گھٹا
آب روان بہار گلستان صنم گھٹا
اوٹھی ہے کیسی جھومتی آج اے صنم گھٹا
فرقت مین بادہ نوشی سے مطلق نہ غم گھٹا
مین سمجھا رات بڑھ گئی دن اے صنم گھٹا

عاشق پھر اسطرح نہ کبھی بل کی لے سکے
دیکھے جو اوسکے گیسوؤں کے پیچ و خم گھٹا

جس طرف ہو کے پریرو ترا شیدا نکلا
ہر طرف چشم تصور نے جہا نمین ڈھونڈھا
مین شب ہجر تڑپتا رہا کس ضبط کے ساتھ
پھول عارض ہر غنچہ ہر گیسو سنبل
بید مجنون کیطرح خوف سے کانپ اوٹھا
قامت رعنا اک سرو مین لیکن

لڑکے دوڑے یہ سمجھ کر کہ تماشا نکلا
کوئی معشوق طرحدار نہ تجھسا نکلا
آہ نکلی نہ مرے دلسے نہ نالا نکلا
گلشن حسن مین یکتا وہ سراپا نکلا
مین جو وحشت مین کبھی جانب صحرا نکلا
درمیان ہو کے کمر ہو نہیں سکتا نکلا

بزم میں بوسہ جو اوس گل کا لیا تھا مینے | دلسے ابتک نہ رقیبوں کے وہ کانٹا نکلا

پھاڑے کپڑے مرے پیراہنِ یوسف کیطرح | تو بھی لی بدست جنوں دستِ زلیخا نکلا

چار سو عالمِ ایجاد میں دیکھا لیکن | عاشقِ زار کوئی تیرا نہ مجھسا نکلا

نہ مرے پاس خود آیا نہ مجھے بلوایا | ایک بھی تمسے نہ ارمان مرے دل کا نکلا

میں تڑپتا ہوں مجھے دیکھکے ہنستا ہی وہ گل | جانِ بلبل کوئی کوئی محوِ تماشا نکلا

سوجھتا کچھ نہیں اوسکے تصور کے سوا | حسرتِ دید میں میں آنکھوں کا اندھا نکلا

ہوگئی آہ غمِ ہجر سے یہ شکل مری | نکلا جب نالۂ دل منہہ مرا تکتا نکلا

اوس پری رو نے مجھے دیکھکے عاشق پہ کہا | تجھسا دنیا میں نہ دیوانہ و شیدا نکلا

پہونچا صحرا سے جنوں طرفِ دشتِ عدم | جوشِ وحشت میں کہاں سے میں کہاں جا نکلا

ایک وہ ہیں کہ نہ باز آئے جفا سے کبھی | ایک میں ہوں کہ کبھی منہہ سے نہ شکوا نکلا

ساتھ غیروں کے وہ عاشق کی لحد پر آئے
بعد مرنیکے یہ کیا خوب نتیجا نکلا

کیوں مرے قتل پہ افسوس اوسے اصلا آیا | میری تو جان گئی ہاتھ ترے کیا آیا

جب گلستاں میں خیالِ قدِ بالا آیا | حالتِ سرو پہ کیا کیا مجھے رونا آیا

نامہ بر کوچۂ جانان سے نہ تنہا آیا | ساتھ اپنے لیے پیغام خوشی کا آیا

رعبِ حسنِ پر ہیبت مین ایسا آیا
دیکھا آہو بھی تو مین سمجھا چھلاوا آیا

اوسنے خط بھیجا ہی اغیار سے لکھوا کے مجھے
آج آگے مرے تقدیر کا لکھا آیا

دامنِ گل پہ ہوا قطرۂ شبنم کا گمان
رخ پر اوس رشکِ چمن کے جو پسینا آیا

دیر سے کعبہ کے جانیکی ہدایت ناصح
بات کا بھی نہ شعور آپ کو قبلا آیا

دیکھکے حور کو بھی دھیان نہ اوس بت کا گیا
شیخ جی دل ہی تو ہے جسطرف آیا آیا

بام پر آیا ہی ملنے کو جو وہ رشکِ قمر
اوج پر کیا مری قسمت کا ستارا آیا

رنج تنہائی سے جب دل کو پریشان دیکھا
دی صدا جوشِ جنون نے کہ نہ گھبرا آیا

ہے کبھی سکی شکایت کبھی اوسکا ہی گلا
تجھکو بے مہر انھین باتون کے سوا کیا آیا

ہون وہ دیوانہ کہ اک تار نہ باقی رکھا
جب کبھی ہاتھ مرے دامنِ صحرا آیا

وعدہ اک دن کا تھا کیا سال آنے کو چلا
اک مہینے مین جو لے ماہِ دو ہفتا آیا

بھول کر آیا کے سمت آنکھوں مین خواب
یاد مجھکو جو ترے ساتھ کا سونا آیا

آیا افلاس تو سب دوست احبا چھوٹے
پاس تک پھر نہ کوئی اپنا پرایا آیا

لائے ہم عالمِ بالا سے مضامین بلند
جب مرے فکر خیال قدِ بالا آیا

گل جو جامے مین نہین پھولے سماتے ہین صبا
کیا اپ سیرِ چمن وہ گلِ رعنا آیا

قتلِ عاشق کو ہی ابرو کا اشارہ کافی
لیکے تلوار عبث اوستم آرا آیا

ہمکو جو مرے خواب مین وہ سیمبر آیا
مقصود دل طالع بیدار بر آیا

وہ غیرت گل ہاتھو نسے تھامے جگر آیا
کچھ اسکو مری آہ مین رنگ اثر آیا

گیسو کے تصور مین جو یاد آگئی رخ کی
مین سمجھا شب آخر ہوئی وقت سحر آیا

کھیلا وہ کبھی گنجفہ بھی تو کیا یہ ظلم
ہر ہاتھہ مین شمشیر ہی کا مجکو سر آیا

مین عیب سمجھتا ہون ہنر کو بھی بتون کے
ایسا نہ کوئی مجکو خدایا ہنر آیا

اسد رجہ تصور سے تری آنکھین ہین مخمور
جس سمت نظر اوٹھ گئی تو ہی نظر آیا

افسوس کہ آزار محبت کا ہمارے
درمان نہ تجھے ایک بھی اے چارہ گر آیا

اُسکے دُر دندان کے مقابل مجھے عاشق
بے آب ہر اک گوہر یکتا نظر آیا

پہلو سے ترے غیر جو ٹل جائے تو اچھا
کانٹا یہ مرے دل سے نکل جائے تو اچھا

باتو نمین جو وہ طفل بہل جائے تو اچھا
آج اور مرے گھر ہی کل جائے تو اچھا

تلوار گلے پر مرے چل جائے تو اچھا
ارمان شہادت کا نکل جائے تو اچھا

اوس فتنے کو کچھ کہکے کرون مائل رفتار
یہ چال قیامت کی ہے چل جائے تو اچھا

ہے یاد بتون کی دل نازک کو دبائے
پتھر یہ مری چھاتی کا ٹل جائے تو اچھا

کہتا ہون یہی دام مین اوس زلف کی پھنسکر
پیچ اپنے مقدر کا نکل جائے تو اچھا

وعدہ تو وہ مدت سے وصل کا کرتا ہی ہان ہی
پر وہ لعین یہ کہتا ہے کہ ٹل جاے تو اچھا

ڈرتے ہے نہ کہین اونکا کلیجہ دہل اوٹھے
نالون کا مرے ڈھنگ بدل جای تو اچھا

جلتا ہی محبت سوزتپ ہجر سے ہر دم
دل شمع صفت کاش پگھل جای تو اچھا

کاٹے نہین کٹتی مری ایام جدائی
فرقت کا زمانہ ہی بدل جاے تو اچھا

سنتا ہون عیادت کے لئے آتے ہین وہ آج
دم بھر کے لیئے موت جو ٹل جای تو اچھا

جی مین ہی کہ سینے سے لگاؤن تجھے ای جان
دل کی یہ تمنا جو نکل جای تو اچھا

جاتے ہین اگر بزم سے اغیار تو جائین
محفل کا تری رنگ بدل جای تو اچھا

لپٹے نہ کہین جب وہ ستاکی یون مینا
ناصح مرے آگے سے جو ٹل جای تو اچھا

یارونکی بغل گرم رہے شعلۂ خون سے
اغیار کا دل رشک سے جل جاے تو اچھا

عاشق دل مضطر سے مرا ناک مین دم ہی
سینے سے یہ کمبخت نکل جاے تو اچھا

دل کو ہمارے عشق کا آزار ہی رہا
پہلو ہمارا خانۂ بیمار ہی رہا

وہ رشک گل گلے کا مرے ہار ہی رہا
آنکھونمین دشمنونکے جیسا خار ہی رہا

جب تک جیا مین طالب دیدار ہی رہا
مرجانے پر بھی منتظر یار ہی رہا

دل مبتلاے گیسوے دلدار ہی رہا
پھندے مین اس بلا کے گرفتار ہی رہا

محوِ تصورِ گلِ رخسار ہی رہا
دلمین بسا ہوا مرے گلزار ہی رہا

دل کو ہمیشہ عشقِ رخِ یار ہی رہا
آنکھون کو جوش حسرتِ دیدار ہی رہا

تجھسے بگڑ کے بات بنائی رقیب کی
وہ تند خو عدو کا طرفدار ہی رہا

مین مر چکا وہ عزمِ عیادت کرین نہ اب
کہدو نہ اب مریض نہ آزار ہی رہا

نیند آگئی جو اوس رخِ گلگون کی یاد مین
مین خواب مین بھی دیکھتا گلزار ہی رہا

رکھا نہ بزمِ مے مین کبھی بھول کر قدم
واعظ تمام عمر گنہگار ہی رہا

در تک نہ اوس پری کے رسائی ہوئی کبھی
سایے کیطرح مین پسِ دیوار ہی رہا

رخ بھی کیا نہ دیر و حرم کی طرف کبھی
پیشِ نگاہ سنگِ درِ یار ہی رہا

برسون ہی جان بلب مین رہا ہجر یار مین
اوس بیوفا کو وصل سے انکار ہی رہا

کسطرح تمکو رشکِ مسیحا کہے کوئی
عاشق تمھارے ہجر مین بیمار ہی رہا

نمایان رونمائی مین کیا وہ بت جو فن اپنا
خدا سمجھین یقین ہی اسکو شیخ و برہمن اپنا

جدا ہی تھا ہی ساری زمانیسے چلن اپنا
نکوئی ہمطریق اپنا نکوئی ہمسخن اپنا

جمایا باغ مین تو نے وہ رعب ای گلبدن اپنا
کہ غنچے بند رکھتے ہین ترا ڈرکے دہن اپنا

غضب ہے گردشِ چشم اور آفت جنبشِ ابرو
وہ اپنا سحر دکھلاتی ہی اور یہ بانکپن اپنا

اون لبون تک جام کی پہونچا تو سمجھا ہین بھی
جلوۂ رخ یون ہے زیرِ سایۂ زلفِ سیاہ

یہ وہ لب تو نکلے مقابل ہی نمایان آفتاب
ابر سے جسطرح ہوتا ہے نمایان آفتاب

کس پری کی رخسار پر عاشق یہ دیوانہ ہوا
پھاڑ کر نکلا ہے کیون اپنا گریبان آفتاب

پایا کسی نے مثل ترے خط و خال کب
تجھسا جہان مین ہے کوئی صاحب جمال کب

سر کینگے اونکے ابروِ پرخم سے بال کب
نکلیگا دیکھین ابرِ سیہ سے ہلال کب

دشنام دیکے کرتے تھے یون پائمال کب
پہلے تھی یہ تمھاری بھلا بول چال کب

قسمت دکھائے دیکھئے روزِ وصال کب
آیا ے شبِ فراق کا دسے ملال کب

اوس رشکِ گل کے قامتِ موزون کو دیکھکر
گلشن مین سرو کو ہوا انفعال کب

الفت سے ان بتونکے مر اوں جو پھیر دے
ایسا جہان مین ہے کوئی صاحب کمال کب

طرزِ خرام و طرزِ سخن ہے ترا جدا
طوطی و کبک کو یہ ملی بول چال کب

شاداب کب وہ سبزہ ہو زندگی جسکو تو
چھو لے تو جس شجر کو ہو وہ نہال کب

عقدے ہین زلفِ گرہ گیر کے کھلے
غیروں نے سلجھے الجھے ہوئے میرے بال کب

جو ہے عروج پر وہی ہمت مین پست ہے
کام آئی رزمگاہ مین تیغِ ہلال کب

دل چھین لیتی ہے تری آنکھ اک نگاہ مین
شوخی مین ایسی ہوتی ہے چشمِ غزال کب

ہونے کی بات ہوچکی بگڑ کر چلے گئے
کھائی ہے چیٹ کو جہکی اوس جور کے ہوا
دلمین تمہارے دھیان کے کچھ نہین مگر
دعوائے ہمسری جو کرین روئی یار سے
لایا ہی رنگ یہ کسی مجرم کا لہو

اب اونسے ہمسے دیکھئے ہو بول چال کب
باغ جنان کا آتا ہے مجکو خیال کب
جاتا ہے میرے دل سے تمہارا خیال کب
پایا ہے مہر و ماہ نے ایسا جمال کب
پہلے تھے ہاتھ آپکے مہندی سے لال کب

جب سے اثر ہوا ہے تپ سوز عشق کا
عاشق رہی ہے اپنی طبیعت بحال کب

وحشت دل ہوگئی ہے دشمن جان کیا سبب
زلف ہے ہم پہلوی رخسار جانان کیا سبب
دل پہ رہتا ہے خیال زلف پیچان کیا سبب
ہندوی خال سینہ کی دل سے سازش ہے ضرور
جامہ زیبی کیا کسی خونین حشم کی یاد آگئی
آگیا کسکے صفای رخ کا پہر دلکو خیال
تھی ابھی تو ابتدای عشق لطف زیست تھا
پیرہن وحشت مین عاشق ہو گیا کیون چاک کب

چھانتا پھرتا ہون خاک بیابان کیا سبب
ربط باہم رکھتے ہین گبر و مسلمان کیا سبب
دیکھتا ہون اب تک خواب پریشان کیا سبب
ہوگیا ہے گل چراغ نور ایمان کیا سبب
پنجۂ وحشت نے کسکو پہاڑا گریبان کیا سبب
ہو رہا ہون صورت آئینہ حیران کیا سبب
دیکھی دھوکا مجھے عمر گریزان کیا سبب
بنگیا پھانسی ہر اک تار گریبان کیا سبب

پرتو عارض سے اوسکے یون فروغ مہر ہے
ذرہ ہائے خاک کو جسطرح چمکاتی ہے دھوپ

جانتی ہے مجھکو اک دیوانہ نازک مزاج
اے پری پر تو سایہ دیوانہ پاتی ہے دھوپ

پھول ہین وہ اور جو جلتے ہین اون کو دھوپ مین
اوس گل رخ سے نہین وہ کم کمہلاتی ہے دھوپ

اشکباری سے مری تر ہو جاتا ہے دن
روز بارش ابر مین جسطرح چھپ جاتی ہے دھوپ

وصل کی شب روز ہے جب انکا آتا ہے خیال
چاندنی آگے مری آنکھون کے بنجاتی ہے دھوپ

فرش پر ہم یار بنکر جاتی ہے کیا عروج
چاندنی سے اوسکے آکر کیون لپٹ جاتی ہے دھوپ

چاندنی جسطرح ہو وے پیش تیغ آفتاب
عاشق اوس رخ کے مقابل ہے فق پڑ جاتی ہے دھوپ

جو دیکھے گیسو پیچان تمہاری نقاب مین سانپ
بلا کے پیچ مین آئے پھنسے عذاب مین سانپ

تمام عمر رہے پھر تو پیچ و تاب مین سانپ
تمہاری زلف سیہ دیکھ لے جو خواب مین سانپ

جو پڑ گیا قدح مے مین عکس زلف سیاہ
وہ مست ڈر کے یہ بولا کہ ہے شراب مین سانپ

خیال گیسو پیچان مین جب مین سوتا ہون
تمام شب نظر آتے ہین مجھکو خواب مین سانپ

غش آگیا مجھے دہشت سے چھو کے اوسکو
ہے تیری کاکل پر خم مرے حساب مین سانپ

اگر نہا کے نچوڑے وہ بال دریا مین
عجب نہین کہ نظر آئین موج آب مین سانپ

خیال زلف مین خط لکھتا ہو گیا کیا زہر
کہ اوسنے بھیجا ہے مکتوب کے جواب مین سانپ

ہے یادِ گیسوئے پُرخم میں پیچ و تاب ایسا
کہ لوٹتے ہیں مری دل میں اضطراب میں سانپ

خیالِ زلف نہ آئے کہیں دمِ گریہ
سما نجائے مرے دیدۂ پرآب میں سانپ

دکھا کے زلف کو پیتان پہ بولے وہ عاشق
کہ دودھ پیتا ہے یون کاسۂ حباب میں سانپ

ردیف تاکی

سویا جو بے نقاب وہ دلبر تمام رات
نکلا نہ شرم سے مہِ انور تمام رات

مٹتا نہیں تصورِ رخسار سارے دن
رہتی ہے یادِ زلفِ معنبر تمام رات

اوس ماہوش کے عارضِ تاباں کے سامنے
چمکا نہ ماہتاب فلک پر تمام رات

آتی ہے یادِ روئے پرافشان میں نیند کب
پیشِ نگاہ رہتے ہیں اختر تمام رات

تجھ باتمام سے جو کل ترے آنیکا انتظار
آنکھیں جھپکنے پائیں نہ پل بھر تمام رات

اسدرجہ تیرے ابروئے پرخم کا عشق ہے
پہلو میں رکھ کے سوتا ہوں خنجر تمام رات

قصہ جو روزِ ہجر کا میرے سنیگا تو
نیند آئیگی نہ اے بتِ خودسر تمام رات

لکھتا ہوں صفحۂ رخ کبھی تعریفِ زلفِ یار
رہتا ہے مشغلہ یہی دن بھر تمام رات

کروٹ نہ لی ادھر کی شبِ وصل تا سحر
مجھسے رہا کشیدہ وہ دلبر تمام رات

عاشق نہ آیا وعدہ پر اپنے وہ برق وش
تڑپا کیا مرا دلِ مضطر تمام رات

رہی وہ فرقتِ جانان مین بیقراری رات
تڑپ تڑپ کے بسر کی ہے ہم نے ساری رات

کسیکی زلفِ پریشان کی یاد مین شبِ ہجر
گنا کیا ہون مین تارے فلک پہ ساری رات

ہوا ہون گیسوئے شبگون کا جب سے سودائی
مری نگاہ مین دن سے کہین سیاہ ہے رات

خیال مین ترے مژگان کی نیند خاک آتی
ہمارے دلمین چلا کی چھری کٹاری رات

ہمارے دلکو رہا پیچ و تاب تابہ سحر
کسیکی زلف جو اغیار نے سنواری رات

ہوا یہ عارضِ پُر نورِ یار سے محجوب
نہ چمکا ماہ منور فلک پہ ساری رات

رہی فراق مین اوس ماہوش کی تا دمِ صبح
ہماری ہمنفس و غمخوار آہ و زاری رات

رسائی ہوتی جو اوس بام تک کہین عاشق
نہوتی کم شبِ معراج سے ہماری رات

ہے جو پہلو مین بتِ رشکِ قمر آجکی رات
عالم اک نور کا ہے پیشِ نظر آجکی رات

ہے جو اوس حور کا گھر مین گذر آجکی رات
غیرتِ خلدِ برین ہے مرا گھر آجکی رات

شام ہی سے ہے شبِ وصل وہ آمادہ جنگ
دیکھیں کسطرح ہو یہ معرکہ سر آجکی رات

چاندنی رات شبِ تار سے بدتر ہے مجھے
غیر کے گھر ہے جو وہ رشکِ قمر آجکی رات

تیز کیون ہوتا ہے خنجر سرِ شام اے قاتل
کیا مرے قتل پہ باندھے ہے کمر آجکی رات

پاؤن مین اوس بتِ کافر کے لگی ہے مہندی
خون روتے ہین مرے دیدۂ تر آجکی رات

زیست کس طرح ہو دیکھیں شب فرقت اے چرخ
صبح ہوتی ہی نہ سمجھا ہی مگر آچکی رات

وصل کی شب ہے نہ ہو وقت کہیں جلد اوٹھنا
ہی یہ کھٹکا مجھے اے مرغ سحر آچکی رات

آیا وہ ماہ نہ نیند آنکھوں میں آئی شب بھر
شام سے جاگ کے کی ہم نے سحر آچکی رات

یادِ دندان میں نہیں اشک رواں اے عاشق
موتی برساتے ہیں یہ دیدۂ تر آچکی رات

جب سے دیکھی نہیں اوس رشکِ قمر کی صورت
ہو گئی اور ہی مجھ خستہ جگر کی صورت

دیکھی حسد نے مرے رشک قمر کی صورت
الفلک زرد ہے خورشید سحر کی صورت

ہجر جانان میں گھٹا ہی یہ تنِ زار کہ اب
چشمِ مردم میں ہوں میں تار نظر کی صورت

وہ شب وعدہ بھی تشریف نہ لائے ہیہات
کیوں نہ اچھا لگے گر بیان ہوں سحر کی صورت

بڑھ گیا جب کہ لہو خشک دمِ فکر سخن
تب نظر آئی ہی اک مصرعۂ تر کی صورت

کہہ دو وہ تیغ ادا شوق سے کھینچیں مجھ پر
سینۂ عاشق بیدل ہی سپر کی صورت

ہے دمِ گریہ تصور جو ترے دانتوں کا
آنکھ سے اشک نکلتے ہیں گہر کی صورت

دونوں عارض پہ اشتباہ رہی ہی بینی کا
شکلِ خورشید ہی ایک قمر کی صورت

پرتوِ عارضِ پر نورِ صنم سے اے چرخ
ذرے نظر دیتے ہیں خورشید سحر کی صورت

قدر کیا اور حسینوں کی مقابل تیرے
شکل انجم ہیں وہ سب تو ہے قمر کی صورت

پردۂ چشم ہوے چاک کتان کی مانند
نظر آئی جو بُت رشکِ قمر کی صورت

نکلے ارمان ہم آغوشئی عاشق کیونکر
وصل سے جان چُرا تے ہو کمر کیصورت

کر باغبان ابھی سے تو صحن چمن درست
ورنہ تجھے کریگا وہ غنچہ دہن درست

ہر فصل مین یہ رکھتا ہی رنگِ سخن درست
دیوان کو مرے کہتا ہی رشک چمن درست

چشمِ صنم سے دعوئی ہمچشمی پھر کرے
بھلے کرالے آنکھ کو اپنی ہرن درست

گلشن مین وہ مسیح جو دیکھے اوٹھا کے آنکھ
ہو جاے دم مین نرگس بیمار تندرست

ہر بات مین کنایہ ہر اک گفتگو مین طنز
نکلا زبان سے اونکی نہ کوئی سخن درست

ہنستے ہین بے سبب ہی دہن زخم کے مری
قاتل نہین ہی تیغ کا تیری چلن درست

مشاطہ چاہیے تجھے اے رشک گل ضرور
بے باغبان بھی رہتا ہی کوئی چمن درست

جو ہین تمھاری آنکھ کے بیمار اوسکے کچھ
اے غیرتِ مسیح نہین اچھے تندرست

طرز کلام کا ہو نہین اوستاد لاکلام
عاشق ہر اک طرح سے ہی میرا سخن درست

تدبیر کی حاجت ہے نہ تسخیر کی حاجت
آہ دلِ عاشق کو ہے تاثیر کی حاجت

اوصافِ دہن مین نہین تقریر کی حاجت
مدحِ خط رخ مین نہین تحریر کی حاجت

اوس رو ہے کتابی پہ خط آئینے ہے ثابت
مصحف کے لئے ہوتی ہے تقطیع کی حاجت

ہاتھ آئے جو تقدیر سے خاک قدم یار
تا زیست نہ ہو پھر مجھے اکسیر کی حاجت

کافی ہے مرے قتل کو ابرو کا اشارہ
خنجر کی ضرورت ہے نہ شمشیر کی حاجت

مین قائل تحریر مقدر ہون ازل سے
کچھ فکر سے مطلب ہے نہ تدبیر کی حاجت

سودا ہمی تیری زلف مسلسل کا ہے کافی
دیوانے کو تیرے نہیں زنجیر کی حاجت

ہم دشت نوردون کے لئے قید کہان کیا
آزادون کو ہوتی نہیں تعمیر کی حاجت

پروانے سے کرتی نہ کبھی سرکشی ایسی
ہوتی نہ اگر شمع کو گلگیر کی حاجت

آیا نہ دم نزع بھی وہ رشک مسیحا
بر آئی نہ کچھ عاشق دلگیر کی حاجت

ردیف ٹے

رکھتی ہے قیامت کا تری تیغ نظر کاٹ
لاکھون ہی بیک چشم زدن لیتی ہے سر کاٹ

لازم ہے سر گیسو دم افعی سے ہمیشہ
دن زیست کے خوش ہو کے دلا شام و سحر کاٹ

ہوش اوڑ گئے سختی ہجر دن کی [illegible]
قاتل نے خنجر کا گیا آج کدھر کاٹ

سودائے محبت مرے سر سے نہین جاتا
بیداد ستم آرا مرا سر کاٹ

اوڑ جانیکا کیا خوف تھا صیاد بد اندیش
دم لینے نہیں دیتا ادھر شوق شہادت
جانباز ہوں دھمکاتا ہے کیوں تیغ سے قاتل

کیوں تو نے اسیران قفس کے بھی پر کاٹ
وہ تیغ دو دم کا ہین کہ جانیکو ادھر کاٹ
سر کاٹنا تجکو ہے اگر مد نظر کاٹ

مجھ عاشق جانباز کو مرنیکا نہیں غم
قاتل مرا سر شوق سے بے خوف و خطر کاٹ

اے نامہ رسان سچ ہی نہیں کہتے یہ ہم جھوٹ
آیا نہ یقین انکو لکھا میں نے جو احوال
کٹ جائیگا سر پر نہ تردد رہے اوٹھینگے
تلوار میں یہ خم ہیں کہاں جتنے ہیں شاعر
قاتل جو گیا وا لے کبھی پھر کے نہ آیا
واقف ہی نہیں راستی سے کیا جھوٹ تمھارے
پیش آیا وہی تھا مری قسمت میں جو لکھا
کھول آنکھ جو حق بین ہو جو دین ہو وہ کر بند

تحریر خط یار ہے سب تیری قسم جھوٹ
سب ٹھہرا مرا قصۂ بیتابی و غم جھوٹ
ہم کہتے نہیں ہیں ترے قدموں کی قسم جھوٹ
سب کہتے ہیں ابرو کو تری تیغ دو دم جھوٹ
کوچے کو ترے کہتے نہیں راہ عدم جھوٹ
ہوتے ہیں سب اقرار غلط قول و قسم جھوٹ
کب خامۂ تقدیر کی ہوتی ہے رقم جھوٹ
پھر دیکھ لے کیا سچ ہے تو اور کیا ہے صنم جھوٹ

نامہ تو شکایات میں لکھتے ہو تم انکو
عاشق کوئی مضمون نہ ہو جائے رقم جھوٹ

پر غضب ہو کے نہ تو پردۂ رخسار الٹ
سہم کر دم نہ مرا جائے کہیں یار الٹ

ہے نہیں زرہ بلبل مضطر کہ جو ہوں گرم فغاں
دوں بیک چشم زدن تختۂ گلزار الٹ

لوٹ جاتا ہے وہیں سانپ سا دل پر میرے
رخ سے دیتا ہے وہ جب گیسوئے خمدار الٹ

وصل کی رات نہیں منھ کا چھپانا اچھا
چاند سی شکل دکھا پردۂ رخسار الٹ

اس غزل کی نہیں آسان ہیں ای عاشق
کہ ردیف اسکی بہت سخت ہے یکبار الٹ

ردیف ث

غیر پر مہر و وفا مجھ پہ جفا کیا باعث
بے سبب مجھسے ہو کیوں آپ نے خفا کیا باعث

اب تک آیا نہ وہ بے مہر و وفا کیا باعث
نالۂ دل نے اثر کچھ نہ کیا کیا باعث

کیوں ہی برہم ہوئی کیا مجھسے خطا کیا باعث
اے صنم کچھ تو بتا بہر خدا کیا باعث

کوچۂ زلف سے اب تک دل وحشی نہ پھرا
رہ گیا ہو کے گرفتار بلا کیا باعث

دل سے کیا اوس بت کافر نے بھلایا ہے مجھے
یاد آتا ہے مجھے آج خدا کیا باعث

کسکا خوں ہوگا کروگے کسے پامال خرام
کیوں ملی جاتی ہے پاؤں میں حنا کیا باعث

کون ہے زہرہ جبین کی ہے تلاش ای عاشق
تا فلک جاتی ہے کیوں آہ رسا کیا باعث

کشیدہ ہو گیا کیوں ساقی گلفام کیا باعث
دیا مجھکو نہ مے سے بھر کے کوئی جام کیا باعث

خیال زلف بھی کیا آگیا ہے یاد عارض میں
نظر آتی ہے مجھکو صبح و شام کیا باعث

کیا ہے میں نے کیا او بدزبان جسکے عوض لاکھوں
مجھے دیتا نہیں ہے ہمدم و ہمراز دشنام کیا باعث

خرابی پڑ گئی یارب یہ کیسی بزم ساقی میں
کہیں خنجر ہے کہیں شمشیر ہے کہیں جام کیا باعث

تری جانب او نہیں خاص ایک تیں قتل کرتے تھا دل
کیا پیدا اگر یہ جوہر قتل عام کیا باعث

ادا نہیں کیا خط میں مضمون ناتوانی کا میں لکھتا ہوں
قلم کیوں آگے چلتا ہے دم ارقام کیا باعث

ہوا بدنام میں جسکے لیئے ساقی خدائی میں
خفا پھر مجھسے ہو کیوں شیخ دکام کیا باعث

بولا نامہ برا جو ممکن نتھا تم خود چلے آئے
زبانی غیر کے بھیجا ہے کیوں پیغام کیا باعث

بتاؤ تو سہی عاشق کو گھن کیا ہو گیا لاحق
نہیں ملتا کسی پہلو مجھے آرام کیا باعث

مبتلائے عشق ابرو کا ستانا ہے عبث
خود جو مرتا ہو اوسے خنجر دکھانا ہے عبث

قتل کا میرے جو تو بیڑا اوٹھا سکتا نہیں
او ستمگر پھر یہ تیرا پان کھانا ہے عبث

آتش فرقت نہ ہوگی سرد آب اشک سے
آرزوئے وصل میں آنسو بہانا ہے عبث

وصل میں لڑتی زبان باہم تو کچھ آتا مزا
دور سے اے جنگجو آنکھیں لڑانا ہے عبث

زندہ ہو کر پھر حسینوں پر مرے گا بالیقین
اے مسیحا اوسکے کشتے کا جلانا ہے عبث

صاف کہلا بھیجیے آنا نہ تھا منظور اگر | پاؤں میں مہندی لگانیکا بہانا ہے عبث
پیر بھیجتا ہے کیا نہیں ناصح کو سمجھاوے کوئی | آپکا حضرت یہاں تشریف لانا ہے عبث
لیگئے دزدیدہ نگہ سے دل اترائے کیوں | چور جب ٹھہرے تو پھر آنکھیں چرانا ہے عبث

دیکھکر اصنام کو عاشق خدا آتا ہے یاد
بتکدے سے سوے مسجد اٹھکے جانا ہے عبث

ردیف جیم

عاشق کا اگر قتل نہیں مد نظر آج | ع | پھر کسلیئے سفاک نے باندھی ہے کمر آج
باندھی ہے مرے قتل پہ قاتل جو کمر آج | ب | گر جائیگی نظروں سے تری تیغ دو سر آج
دکھلایا مری آہ نے کیا رنگ اثر آج | د | آتے ہیں وہ کھاتے ہوئے ہاتھوں سے جگر آج
اے نالۂ شبگیر دکھا دے وہ اثر آج | ا | اُس مہر لقا کو ہو یہاں آکے سحر آج
لیجا یہ خبر کہدو مسیحا سے یہ ورنہ | ل | بیمار محبت کا ہے دنیا سے سفر آج
غم یار ہر نوبت کا ہے نہ اغیار کا کھٹکا | غ | جاتا ہوں میں گھر یار کے بے خوف و خطر آج
فرقت میں کبھی تجھ دو [illegible] تو ان [illegible] | ف | کیا ہوئیگا کل یہ بھی نہیں مجھکو خبر آج
وہ ناز سے آئیگا سینہ نفس میں میرے | و | ہوگا رخ پر نور سے روشن مرا گھر آج

رد کون ہین سر راہ اوٹنے دوڑ کے عاشق
جائے تو سہی ہو کے ادھر غیر کے گھر آج

سامان شب وصل صنم ہے مرے گھر آج
کہدے کوئی خاموش ہے مرغ سحر آج

پہلو مین جو بیٹھا ہے بت رشک قمر آج
مین آپ کہان ہون یہ نہین مجھکو خبر آج

یا ہووے شب وصل صنم کی نہ سحر آج
یا خانۂ تاریک لحد ہو مرا گھر آج

بیوجہ نہین بار گران دوش پہ سر آج
سامان ہے مرے قتل کا وان ہوگا مگر آج

تاریک ہے اغیار کی نظرون مین زمانہ
مہمان جو وہ خورشید لقا ہے مرے گھر آج

ہے وصل کی شب منہ سے جو آواز نکالی
آئیگی تری موت مگر مرغ سحر آج

کہتا ہون شب وعدہ ہی حسرت غم سے
کیا بھول گیا مجھکو مرا رشک قمر آج

آئی ہے چلی بوے خوش پیرہن یار
کیا چھو کے اوسی آئی ہے اکبار دگر آج

مین آپکو بے قتل ہوئے دیکھ نہ سکتا
قبضے مین مرے ہوتی جو وہ تیغ نظر آج

گھر غیر کا مین خاک نکر دیتا جلا کر
ہوتا جو مرے نالۂ شوران مین اثر آج

کل تک نہ کسیطرح مجھے پاؤ گے زندہ
آؤ گے نہ ایجان اگر تم مرے گھر آج

بیوجہ وہ برق نگہ یار بھری ہے
صدپارہ نہون غم سے ہو عاشق کا جگر آج

آمادۂ چمن ہے جو وہ گلعذار آج
پھرتی ہے باغ باغ نسیم بہار آج

کس برق وش کے آنیکا ہے انتظار آج
بیتاب کیون ہے اپنا دل بیقرار آج

آئی ہے ہوکے کوچۂ گیسوے یار سے
کیونکر نہو نسیم سحر مشکبار آج

دیکھا جو اوسکے آئینۂ رخ کو اک نظر
سب دور ہو گیا مرے دل سے غبار آج

کل شام تک نہ صبح کا یارب ظہور ہو
ہو جائے طول ایسی شب انتظار آج

لاغر وہ عشق تیرہ رشک چمن مین ہون
کانٹے سے بھی سوا ہے مرا جسم زار آج

عاشق غم فراق سے ہون کس غضب مین اب
گویا مرے حساب ہے روز شمار آج

جو دیکھین روے دلبر چاند سورج
نہ چمکین پھر فلک پر چاند سورج

نہین ہوتے فدائے عارض یار
کچھ ایسے ہین بد اختر چاند سورج

ترا آئینۂ رخ جب سے دیکھا
فلک حیران ہی ششدر چاند سورج

زمین پر جیسے اوسکے نقش پا ہین
کہان ایسے فلک پر چاند سورج

فلک کو طعنہ زن جھومر ہے اوسکا
چمکتے ہین جو سر پر چاند سورج

ترے رخسارۂ تابان کے برابر
نہین ایک ماہ پیکر چاند سورج

زمین پر دیکھکر اوس نقش پا کو
بتا دیتے ہین اکثر چاند سورج

نقاب اوٹھی نہ اوسنے رخ سے عاشق
نہ ہوں بے نور کیونکر چاند سورج

ردیف چے

آنکھ مین سرمے کی اے شوخ تو تحریر نہ کھینچ
قتل کرنیکو مرے دیکھ یہ شمشیر نہ کھینچ

طلعت رو سے یہ منھ پھیر نہ او آئینہ رو
آنکھ دکھلا کے دلِ عاشقِ دلگیر نہ کھینچ

ہے یہ اندیشہ نہ غیرون کی نظر پڑ جاے
دیکھ بہزاد تو اوس حور کی تصویر نہ کھینچ

کوئی دم آپ مرے تیغ کا لینے دے مزا
حلق سے میرے ستمگر ابھی شمشیر نہ کھینچ

اے کمان کش نکل آئے نہ جگر ساتھ اوسکے
تو خدا کے لیئے پہلو سے مرے تیر نہ کھینچ

سیر کر لینے دے صحراے جنون کی مجکو
جانبِ شہر ابھی گردشِ تقدیر نہ کھینچ

اِک اشارا ہی تری ابروِ پر خم کا ہے بس
قتل عاشق کے لیئے میان سے شمشیر نہ کھینچ

زہر اوگلیگا ترے گیسوِ خمدار کا پیچ
حق مین عشاق کے بنجائیگا یہ مار کا پیچ

ڈالا گردن مین سر گیسوِ خمدار کا پیچ
چلگیا مجھپہ غضب بخت سیہ کار کا پیچ

بال آئنے کا باندھون کہ اوسے تا نظر
نہ کھلا بندشِ ہوئے کمر یار کا پیچ

دل صد چاک سلیھو جبکہ او لجھنے والا
کیون نہ کھل جای بکھیر اوس کاکل خمدار کا پیچ

جیسے خوبی سے ہین لپٹے ترے گیسو سرسے
خوشنما ایسا نہ دیکھا کسی دستار کا پیچ

حلقۂ دام بنا ہی مری مرغ دل کو
کس بلا کا ہی تری گیسوی خمدار کا پیچ

عشق در پردہ تھا زاہد کا تبون سے عاشق
سبحہ ٹوٹی تو کھلا رشتۂ زنار کا پیچ

ردیف حے

بلبل جو دیکھے اوس گل رعنا کیطرح
نظروں مین گل کھٹکنے لگین خار کیطرح

خالی کبھی دست یار رہے تلوار کیطرح
انگڑائی مین اوٹھا تو گرا وار کیطرح

طوطی و کبک لیے اوڑے اوس گل سے بار ملے
گفتار کیطرح کبھی رفتار کیطرح

کپڑے جو پھاڑے عشق بتان نہ سب مین
گردن مین تار رہ گیے زنار کیطرح

کیا خاک سیر روضۂ محشر مین جی لگے
غنچے کہان ہین کوچۂ دلدار کیطرح

گھبراؤن کیون کہ ہجر مین [illegible]
رنج و ملال سے [illegible] غنچہ [illegible]

پہلو مین ایکدم بھی تڑپ سے نہین قرار
[illegible] دل ہی برق سے [illegible] کیطرح

استادہ باغ مین وہ خرامان یہ ہر طرف
سرو [illegible]

او بت خدا کیواسطے مجھہ سگ نہ کا کیون
دشمن بنا ہی چرخ ستمگار کیطرح

اے ابر کسکے دانتون کا غم ہے جو آج تو
روتا ہے میری چشم گہربار کیطرح

کوچے کی تیرے چہانتے ہین خاک اے پری
دیوانے کام کرتے ہین ہشیار کیطرح

عاشق سر حریف سخن کیون ہو قلم
جوہر مری زبان مین ہین تلوار کیطرح

ہے عشق ناوک مژہ یار سیطرح
صد چاک ہو رہا ہی دل اسیطرح

ہے اشتیاق گیسوی خمدار سیطرح
دام بلا مین دل ہے گرفتار سیطرح

رکہتی ہے یاد نوک مژہ مجکو گرم خواب
آنے لگی ہے نیند سر دار سیطرح

آمد ہی میرے غیرت یوسف کی کیا جو آج
ہین جمع مشتری سر بازار سیطرح

صحرا سے کیا مین آبلہ پا جاون سوے شہر
دکھلاتی ہی مزے خلش خار سیطرح

ہوتی ہین قتل جنبش ابرو سے سیکڑون
دکھلاتی ہی کاٹ یہ تلوار سیطرح

دیکھا ہی میرے آئینہ رو کو جو باغ مین
حیران چشم نرگس بیمار سیطرح

الجھیگا شانہ دل صد چاک ایکدن
لپٹی ہی بل کی کاکل خمدار سیطرح

عاشق ضرور بگڑیگی اکدن کہ یار سے
سرگرم اختلاط ہین اغیار سیطرح

ردیف خے

خون عشاق میں شمشیر نہائی اے شوخ
یا کہ ہے عکس کف دست حنائی اے شوخ

یاد جب آئی مجھے تیری کلائی اے شوخ
پھر کسی گل نہ مرے دلکو کل آئی اے شوخ

صورت مردم بیمار پڑا رہتا ہوں
آنکھ جبدن سے مجھے تو نے دکھائی اے شوخ

ملکے پاؤں میں حنا تو نے شب وعدۂ وصل
تا سحر مجھکو عبث راہ دکھائی اے شوخ

نوبت صلح ہنوز آنے نہ پائی تھی کہ پھر
چھیڑ دی ساتھ مرے تو نے لڑائی اے شوخ

دیدۂ تر سے نکلنے لگا خون جای سرشک
یاد آیا جو ترا دست حنائی اے شوخ

شوخیاں دست حنا کی دکھاؤں تجھکو
ہو تری زلف سے تک جو رسائی اے شوخ

کب شرارت سے جلایا نہ مرا خرمن صبر
شعلۂ رخ سے جو لپک آگ لگائی اے شوخ

تھا ترے دست حنائی کا جو عاشق مجروح
بارہا بوئے حنا زخم سے آئی اے شوخ

کیا عجب ہوں قطرے لگیں آ یار شوخ
رو رہے رو رہے ہو چلی ہے چشم گوہر بار شوخ

تب ہے باندھی ہمدم ایجاد دستار شوخ
دیدۂ عشاق آہ میں کچھ جو بازار شوخ

دیکھ لو [illegible] کہ ہے فصل بہار
چار سو کھولو لے ہے سر شتہ گلزار شوخ

ہوگیا ہون عشق مین رنگِ طلائی کے برار
جب لیے لعلِ لبِ جانان کے بوسے بزم مین
کیا لبِ میگون کی اُلفت مین ہوا اُسکا خون
جسمِ لاغر مین لہو کا نام تک باقی نہین

جسمِ لاغر رنگیا ہی وزن مین دو چار سرخ
کیا ہی غصے سے ہوا رنگِ رُخِ اغیار سرخ
کیون نظر آتا ہی دودِ آہِ آتشبار سرخ
قتل کرکے مجھکو کب ہوگی تری تلوار سرخ

وہ عیادت کے لیے آئین سرِ بالین اگر
زرد سے ہو جاے رنگِ عاشقِ بیمار سرخ

چمن مین دیکھتے ہین گل جو تیرا دامان سرخ
جما ہے رنگ جو اپنا وہ خونِ دل ہی مرا
خیالِ عارضِ گلگون مین کسکے روتا ہون
[illegible] خر وہ ہون نکیون یار کی دولتِ دیدار

حسد سے زرد کے ہو کرتے ہین گریبان سرخ
حنا سے ہونگے کہین دست و پاے جانان سرخ
جو ہوگیا ہے جنون دامنِ بیابان سرخ
کہ زر کے نشہ سے رہتا ہی روئے انسان سرخ

یہی ہے خوف دمِ قتل مجکو اے عاشق
کہین یہ خون سے نہ سفاک کا ہو دامان سرخ

ردیف دال

کیا کہون مین کیا دمِ سیرِ چمن آتا ہے یاد
لالۂ نو دیکھکر داغِ کہن آتا ہے یاد

دامن صحرا مین جب مجھکو چمن آتا ہی یاد
دیکھکر سنبل کو یاد آتی ہے زلف پر شکن
گھر کا ویرانہ پھر جاتا ہے غم سے جسگھڑی
پھر گلگشت چمن کیا جاؤن مین وحشی مزاج
گھونٹ لیتا ہون اپنا یہ ہے پاس ادب
جان شیرین لب تک آئی تھی مگر [illegible]
میری آنکھون مین کھٹکتے ہین رنگ خار گل

بستر مخملکو مرا گل پیرہن آتا ہے یاد
شکل غنچہ دیکھکر اسکا دہن آتا ہے یاد
ہجر مین وہ سامنے پیمان شکن آتا ہی یاد
اے پری گلزار مین دیوانہ پن آتا ہے یاد
جب ہم نالہ مجھے وہ کم سخن آتا ہی یاد
بھول کر موت اپنی مجھکو کوہکن آتا ہے یاد
باغ مین جس دم مجھے وہ گلبدن آتا ہے یاد

وہ نہو پہلو مین تو عاشق ہو کیا فکر سخن
کنج تنہائی مین کب شعر و سخن آتا ہے یاد

دلانا جا کے اوسکو نامہ بر یاد
چمن مین بیکلی ہوتی ہے دل کو
[illegible]
[illegible] دل [illegible] یاد [illegible]
خموشی ہے دلا الفت مین لازم
دلا یاد دے نوح کے طوفان کا عالم

کبھی بھولے ہو دونکو اپنے کر یاد
جب آتا ہے مجھے اوس گل کا گھر یاد
کرینگے کیا بتان سیمبر یاد
دعا سے کرتے ہین سب جن و بشر یاد
کبھی لب تک نہ آنے پائے فریاد
وہ افسون رکھتی ہی یہ چشم تر یاد

تری بے اعتنائی کی یہ باتیں
رہنگی مجکو اوسکی عمر بھر یاد

مکان یار تک عاشق جو پہونچا
نہ آیا بھول کر پھر اپنا گھر یاد

دل غیر کا پسند کیا میرا نا پسند
حوریں بھی ناپسند ہیں یاں بھی ناپسند
کسطرح ارتباط محبت بہم رہے
زلف سیاہ یار پہ دیتا ہے جان دل
اسکو ہو سوے گلشن رضوان میں جا دل کیا
وہ گل بڑھا کے ہاتھ نہ دے جام مے اگر

تیری بھی کچھ نرالی ہے اے دلربا پسند
ہے اپنے دلکو وہ صنم بے وفا پسند
میں ہوں وفا شعار وہ بت ہے جفا پسند
ایدل عبث ہے تجکو یہ کالی بلا پسند
جنت سے بڑھکے ہے مجھے کوچہ ترا پسند
سیر چمن خوش آئے نہ کالی گھٹا پسند

عاشق چلا تو ہوں میں پئے نذر لیکے دل
پر فکر ہے پسند کریں وہ کہ ناپسند

کیا کرے عاشق بت بیدین کا اے دل پسند
اوس لب شیریں کے آگے بوسے کیا اوسکا خال
تو نے ظالم کر دیا ہے ایسا آشفتہ حال
جسنے دیکھا تیری تیغ آبدار کو

کسطرح کافر کو آئے کعبے کی منزل پسند
روبرو عناب کے آتی نہیں فلفل پسند
اب کریگا کیا کوئی دلبر ہمارا دل پسند
اوسکو کیونکر آئے کوئی خنجر اے قاتل پسند

خواہشِ گلزارِ رضوان ہین تم اپنی جان وو — سمجھو تو اے زاہد وہ ہے کوچۂ قاتل پسند
جانبازی کا لطف جب ہے تو قتل مین ہو مری — ورنہ وہ کیا خاک آئے اے مہ کامل پسند
تو وہ منظورِ نگاہِ کافر و دیندار ہے — کرتے ہین شیخ و برہمن سب بجان و دل پسند

قدر میرے دل کے آگے غیر کے دل کی ہو کیا
سامنے آئینے کے کیا خاک آئے گل پسند

دمِ گریہ ہے یون آہ رسا بند — ہو جیسے عین بارش مین ہوا بند
نہ اوسکے گھر مرا جانا ہوا بند — رہا گو ہر طرف سے راستا بند
مجھے غش آگیا دم ہو گیا بند — نقابِ رخ کا اوسکے جب کھلا بند
علاجِ دردِ دل ہو گا کہین سے — طبیبون نے تو کر دی ہے دوا بند
نہ آئے مجھے نوبت گفتگو کی — رہے منھ ان بتون کا یا خدا بند
خیالِ تیغِ ابرو مین شبِ ہجر — سحر تک بند سے ہوگا جدا بند
دبا کر اوسنے مٹھی مین مرا دل — کہا بتلاؤ تو ہے اسمین کیا بند
نہ پہناؤ مجھے وحشت مین زنجیر — کہ اوس زلفِ مسلسل کا ہون پابند
وہان زخم کی فریاد سنکر — دمِ شمشیرِ قاتل ہو گیا بند
گئی دل سے نہ یادِ دخترِ رز — ہوئی اس شیشے مین [illegible] بند

تصور میں کسی رشک قمر کے
ہوئی شب بھر نہ آنکھ اپنی ذرا بند

نہ عاشق جامے میں پھولا سمایا
قباے یار کا جب بند ہم کھلا بند

آئے وہ دفن کرنے گھڑی دو گھڑی کے بعد
میت ہماری کیوں نہ گڑی دو گھڑی کے بعد

وہ خشمگیں جو آتا گھڑی دو گھڑی کے بعد
ہوتی لڑائی مجھسے بڑی دو گھڑی کے بعد

اس درجہ لونگا بوسہ لب آج اے صنم
چھٹ جائیگی مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد

خیرہ ہوئی یہ جلوے سے اوسکے نگاہ شوق
خورشید رخ پر آنکھ پڑی دو گھڑی کے بعد

پوچھا جو مینے وصل سے کیجیگا شاد کب
کہنے لگے وہ ہنسکے گھڑی دو گھڑی کے بعد

آیا نہ خشم ترے یہ دانتوں کی دید
دکھلاؤں موتیوں کی لڑی دو گھڑی کے بعد

آمد ہے اونکی مژدہ ہوا چشم تر تجھے
اشکوں کی اب تھمیگی جھڑی دو گھڑی کے بعد

ہے وقت نزع تمکو نہ زندہ ملونگا پھر
آئے نہ آج بھی جو گھڑی دو گھڑی کے بعد

آخر ہے وقت آئے نہ عاشق وہ اب بھی حیف
بالیں پہ موت ہوگی کھڑی دو گھڑی کے بعد

اوسکے جھومر کا جو شب کو جلوہ دکھلاتا ہے چاند
صورت شمع سحر بے نور ہوجاتا ہے چاند

شب میں وہ روشن رخ سے اولٹتا ہے نقاب
ہر ستارا اوسکی افشاں کا نظر آتا ہے چاند

کیا مقابل اوسکے ہو توقیر خوبان جہان
سامنے خورشید کے بے نور ہو جاتا ہے چاند

یاد آتی ہے بہت اوس ماہ کی صورت مجھے
جب شب ہجر آکے اپنا حسن دکھلاتا ہے چاند

روز فرقت جب سوے خورشید کرتا ہون نظر
کیا غضب وصل صنم کا یاد آجاتا ہے چاند

اوس رخ پر نور کی عاشق ہین کس سے وون مثال
کوئی سورج کہتا ہے اور کوئی بتلاتا ہے چاند

ردیف ڈال

اے دل عبث ہے اوس بت عیار پر گھمنڈ
جن ناشناس حق کو ہے اغیار پر گھمنڈ

یون عاشقون کو ہے ترے رخسار پر گھمنڈ
بلبل کو جسطرح گل گلزار پر گھمنڈ

کہتا ہے مجھسے میرا دل خوگر جفا
کیون ہو نہ مجکو یار ستمگار پر گھمنڈ

کوچہ جو رشک گل کا مرے دیکھتی صبا
کرتی کبھی نہ تختہ گلزار پر گھمنڈ

رضوان کو جب کہ ناز ہے باغ بہشت پر
مجکو نکیون ہو کوچہ دلدار پر گھمنڈ

زاہد کو زعم جام شراب طہور کا
ہم میکشون کو بادۂ گلنار پر گھمنڈ

برسون ہی مرغ وحشی دل کو رہا کیا
دام بلاے گیسوے دلدار پر گھمنڈ

اک بیت لاجواب ہے دیوان حسن کی
زیبا ہے اوسکو ابروے خمدار پر گھمنڈ

عاشق جو وصف یار مین لکھی ہے یہ غزل
فکر سخن کو ہے مرے اشعار پر گھمنڈ

چشم ودہان وابرو ورخسار پر گھمنڈ
اوس دلربا کو ہے انہیں دوچار پر گھمنڈ

الہد کہ بہار حسن کو ہوگی خزان ضرور
ناحق ہے تمکو پھول سے رخسار پر گھمنڈ

دل ہے مرا داغدار ہے زلف صنم سیاہ
طاؤس پر مجھے ہے اوسے مار پر گھمنڈ

چال اوسکی بے مثال سخن انکا لاجواب
رفتار پر اوسے مجھے گفتار پر گھمنڈ

زاہد خدا پرست برہمن ہے بت پرست
تسبیح پر اوسے اوسے زنار پر گھمنڈ

آتے نہیں ہو پاس جو مجھ تنگدست کے
ثابت ہوا کہ ہے کسی زردار پر گھمنڈ

چاہوں تو پھونکدوں ابھی عاشق عدو کا گھر
اتنا ہے مجھکو آہ شرربار پر گھمنڈ

ذال

ہوائے شوق میں ہر بار کاغذ
اوڑا جاتا ہے سوے یار کاغذ

جو لکھا ہے دل پر داغ کا حال
بنا ہے تختۂ گلزار کاغذ

گران جانی کا خط میں ہے لکھا حال
نکیون ہو نامہ برکو بار کاغذ

یہان تک ناتوان ہون میں کہ قاصد
اوٹھا سکتا نہیں زنہار کاغذ

نہ ٹھہرا لکھتے لکھتے نامۂ شوق
بنا رنگ رخ بیمار کاغذ

بنا ہے تختۂ مشق جفا کیون
نہیں کچھ میرا جسم زار کاغذ

لکھی ہے آپ نے دور از یار کا وصف
نہیں پروا جو ہو طومار کاغذ

شب و روز اونکو خط لکھتا ہوں عاشق
نکیوں بر وقت ہو درکار کاغذ

کیا ہی نایاب ہے اوس حور کے خط کا کاغذ
نہ سنا ایسا کہیں ہمنے نہ دیکھا کاغذ

ہر گھڑی ہاتھ میں رکھتا ہوں میں تھوڑا کاغذ
فکر اشعار میں ہم پھیر نہیں جھپتا کاغذ

لکھوں تعریف تری رنگ طلائی کی اگر
کیا تعجب ہے جو ہو جائے سنہرا کاغذ

گم نہ ہو جائے کبوتر سے خط اے طائر دل
خود تو لیجا کہ ہے اس نامے کا عنقا کاغذ

مفلسی میں کروں کیا یار کو میں نامہ رقم
نہ قلم ہے نہ سیاہی ہے نہ خط کا کاغذ

نہ لکھا حال کہ اے زیب دہ مسند ناز
کیوں مجھے دیکھ کے تکیے میں چھپایا کاغذ

لائق خط و کتابت میں نہیں ہوں اے یار
یا تجھے خط کو میسر نہیں آتا کاغذ

وصف اوسکے رخ روشن کا میں لکھتا عاشق
ورق ماہ منور سے جو ملتا کاغذ

ملے ڈھونڈھے نہیں ملتا کوئی ایسا تعویذ
جس سے ہاتھ آئے مرا اوسکے گلے کا تعویذ

ابر میں برق چمکتی ہے تو یاد آتا ہے
یار کی زلف سیہ کا وہ سنہرا تعویذ

خط کے آتے ہی ادل کا دھڑکنا موقوف
نامہ بھیجا نہیں اوسنے تجھے بھیجا تعویذ

بے بلائے وہ پریزاد مرے گھر آئے
ہاتھ آجائے الٰہی کوئی ایسا تعویذ

بل بے تاثیر جنون خود بھی تو دیوانہ ہوا
کسی عامل نے جو میرے لئے لکھا تعویذ

نہ ٹلی سر سے کسی طرح بلائے فرقت
عاشق آیا نہ مرے کام کسی کا تعویذ

ردیف رے

ذبح کر ڈالے جو ابرو تری خنجر ہو کر
نوک مژگان رگ جان کھول دے نشتر ہو کر

کیون لپٹ جاؤن نہ مین آپ سے باہر ہو کر
غیر کے گھر کو چلے ہین وہ مرے گھر ہو کر

قمریان قامت بالا پہ تصدق ہونگی
جاتے ہو سوئے چمن رشک صنوبر ہو کر

در و دیوار کی اوس شوخ کے دیکھی جو صفا
رہگیا صورت آئینہ مین ششدر ہو کر

لے بھی جا دل کو مگر جب یہ ہمارا ہوا
پھر سمجھ لے وہ رہیگا ترا کیونکر ہو کر

تو عجب رشک چمن ہی کہ پھینے سے ترے
گل نہین پھولے سماتے ترا زیور ہو کر

کوے جانان سے جو قاصد نہین پلٹا اب تک
رہگیا کیا وہ جواب خط دلبر ہو کر

نہ جلاتا دل عشاق اگر آہ اٹھہ پھر
شمع کھلاتا تو رشک مہ انور ہو کر

جب ہے آن شعلہ رخون کا ہے تصور دل مین
آہ بھی دل سے نکلتی ہی تو اخگر ہو کر

یاد مین جب در دندان کے رو دیتا ہون کبھی
اشک آنکھون سے نکل آتے ہین گوہر ہو کر

تو ہی اے آہ رسا کچھ اثر اپنا دکھلا
کسی پہلو ہوا اپنا وہ دلبر ہو کر

گالیان اُسنے سنائیں لئے بوسے ہیجے — رہگئے وصل کی شب دونون برابر ہوکر

حال پوچھو نہ مرے دل کی سیہ بختی کا — پھنسگیا زلف مین دیوانہ سراسر ہوکر

تھا دمِ نزع جو اوسی گیسوِ شبگون کا خیال — گھیرے ہے خواب لحد مین مجھے اژدر ہوکر

آسکا ضعف سے نالہ نہ مرے لب تک آہ — رہگیا سینے مین داغ دل مضطر ہوکر

یہ مری آہ رسا کا ہے اثر اے عاشق
دیکھیو وہ دوڑے چلے آتے ہین مضطر ہوکر

وہ جو اوٹھے مرے پہلو سے مکدر ہوکر — رہگیا صورتِ آئینہ مین ششدر ہوکر

قمریان مثل عنادل ہون نکیون گرم فغان — پلٹے گلشن سے جو وہ رشک صنوبر ہوکر

یاد آیا دمِ گریہ جو درِ گوش صنم — اشک آنکھون سے ٹپکنے لگے گوہر ہوکر

جوشِ گریہ کا ہے اے دیدۂ تر ضبط محال — بند کوزے مین یہ کیا ہوگا سمندر ہوکر

وصف لکھا جو ترے موے میان کا ہمنے — بال کی کھال نکالی ہے سخنور ہوکر

عشق مین ابروِ قاتل کے گریبان میرا — حلق پر روز چلا کرتا ہے خنجر ہوکر

ہے گمان بوے خوشِ باد صبا سے عاشق
آئی ہے کوچۂ گیسو سے معنبر ہوکر

شراب عشق سے مخمور ہوکر — نشے مین رہگیا دل چور ہوکر

ترا اشتیاق وصل اے حور ہوکر
جدا تجھسے رہے رنجور ہوکر

چھپاتے کیون ہو اپنا روے روشن
جہان مین ماہرو مشہور ہوکر

مشبک ہوکے نیش غم سے ایجان
رہا دل خانۂ زنبور ہوکر

زکات حسن بوسہ ہو عنایت
کرو بخشش نہ ذی مقدور ہوکر

او گلتا ہے لہو ساقی کے غم مین
وہان شیشہ بھی ناسور ہوکر

ہوا ہے عشق قد یار مجھکو
چڑھا ہون دار پر منصور ہوکر

ارادہ غیر کے گھر کا عبث ہے
نجا تو سوے دوزخ حور ہوکر

چلا آیا ترے کوچے تلک ایجان
دل بیتاب سے مجبور ہوکر

وہ میکش ہون کہ وقت گریہ ساقی
گرے آنسو مے انگور ہوکر

گران ہو یا سبک بار غم ہجر
اوٹھا ہی لینگے ہم مزدور ہوکر

ترے عکس رخ رنگین سے یاقوت
رہا آویزہ بلور ہوکر

کیا اندھیر کیا زلف سیہ نے
نقاب عارض پر نور ہوکر

شب غم یار کی تصویر کو مین
لگاتا ہون گلے مسرور ہوکر

دکھاے لاکھ تو شمشیر ابرو
مین کب ڈرتا ہون قاتل سور ہوکر

چھلک جاے نہ اپنا شیشۂ دل
شراب عشق سے معمور ہوکر

بھرا ہے مانگ میں قاتل کی عاشق
ہمارا خون دل سیندور ہو کر

چھپکتے کیون نہ ہو برق طور ہو کر
رہو آنکھوں میں میری نور ہو کر

ہٹا دے میرے گھر کو غیرت خلد
کبھی مہمان وہ رشک حور ہو کر

میں دیوانہ ہوں مگر وہ اپنے نزدیک
گلی سے اوس پری کی دور ہو کر

یہ وہ سرکش نہیں جو محتسب سے
جھکائیں شیشے گردن شور ہو کر

دُرِ دندان جو اوسکے دیکھتا ہے
تو رہتا ہے موتی چور ہو کر

خیال برق عارض میں کسیکے
جلا دل اپنا شمع طور ہو کر

عبث ہے شام ہی سے عزم رخصت
نکل اندھیر شمع نور ہو کر

نہیں اکدم بھی وہ گھر اپنے رہتا
ارم سے بے عرش ہے حور ہو کر

جو وہ برق نگہ کرتی ہے عاشق
میں رہتا ہوں نخل طور ہو کر

بنگیا دیوانہ عشق زلف جانان چھوڑ کر
خاک صحرا چھانتا ہوں سنبلستان چھوڑ کر

اوسکے جاتے ہی ہوا دم میں ہمارا دم فنا
اوڑ گیا تن کے قفس کو طائر جان چھوڑ کر

یاد گیسو سے ہمیشہ دلکو بہلاتا تھا میں
اب پریشان ہوں خیال زلف جانان چھوڑ کر

اوشہ خوبان زوال حسن بد خلقی ہے
جسنے دیکھا سمجھا ہے صیاد کے کاندھے پہ دام
دیکھکر اوس لب کا جلوہ مجھسے یاد کردگار
وصف رخ کیا لکھون مدح لب ابھی ہے نا تمام
بیٹھے تھے پہلو مین ہوکر کچھ آنسو ہی تھمے مرے
ایک حالت پر نہ دیکھا اوسے عشق نے کبھی
ایک جا صبح و مسا کا لطف دکھلا مجھے

لب رہا ہے تا بحد انصاف سلطان چھوڑ کر
وہ جو نکلے وقت سیر زلف پریشان چھوڑ کر
ہو گئے کافر مسلمان دین و ایمان چھوڑ کر
جاؤن کیون کوئے طلب شہر خراسان چھوڑ کر
جاتے ہو ایمان تک بھی مجھکو گریان چھوڑ کر
لیتے دامن کے لیئے چاک گریبان چھوڑ کر
زلف پیچکون تا عمر خسار تابان چھوڑ کر

دلکو بہلاتا ہون اے عاشق مین یاد مزاج
استخوان پیش سگان کوئے جانان چھوڑ کر

سبب کیا رہ گیا کیون تیغ اوٹھا کر
کیا کیا قہر یہ گلشن مین جا کر
تبسم دیکھکر اوس رشک گل کا
قسم اللہ کی سب سنگدل ہین
فراق یار مین بیٹھا ہون غمناک
کہا حبیب اس سے ہون بیمار تیرا

سراسر شوق سے قاتل جدا کر
عنادل کو گل عارض دکھا کر
ہنسے غنچے بہن مین کھل کھلا کر
بتون کو خوب دیکھا آزما کر
ہین اس جلنے سے اپنے ہاتھ اوٹھا کر
کہا دیوانے چل اپنی دوا کر

مزا جب دیکھنے کا ہی کہ وہ شوخ
گھر اپنے مجکو لیجاے مناکر

بہار باغ دکھلا بزم مے مین
مئے گلرنگ اے ساقی پلاکر

جگا ئینگے نصیب اپنا ہم اکدن
بغل مین رات بھر اونکو سلاکر

کبھی مین روٹھہ آتا ہون جو ان سے
مناتا ہے خیال یار آکر

دکھاؤ خنجر ابرو کا تم کاٹ
ہمارے سر کو گردن سے اڑاکر

سوال وصل پر ہوتا ہی چپ کیون
زبان سے ہان نہین کچھ کہدیا کر

خدارا اپنے سر پر لے نہ آفت
تو ای عاشق بتون سے دل لگاکر

شاخ گل شرمندہ ہی نازک کلائی دیکھکر
پنجہ مرجان خجل دست حنائی دیکھکر

وصف اوس روئے مصفا کا کرون کیونکر بیان
آئنہ حیرت مین ہے جسکی صفائی دیکھکر

حسن تیرا ای صنم کیا دلفریب خلق ہے
دم ترا بھرنے لگی ساری خدائی دیکھکر

بھیجتے ہین شاد ہوکر صلح کے پیغام ہم
غیر سے اوس عربدہ جو کی لڑائی دیکھکر

دام مین عنقا کا آنا ہو گیا ثابت مجھے
تا کمر گیسوی جانان کی رسائی دیکھکر

کیا بتان سیمتن کے ہو گئے چہرے سفید
اوپری پیکر ترا رنگ طلائی دیکھکر

ظلم پر عشاق کی آمادگی اچھی نہین
کیا کہیگی ای بتو ساری خدائی دیکھکر

رشک سے دیوانی اے عاشق ہنی جاتی ہین غیر
اوس پری پیکر سے میری آشنائی دیکھکر

نگاہ شوق ہی چشم و قد موزون دلبر پر
نظر آتا ہی بل بیطرح آج ابروے دلبر پر
کہان زلف سیہ بکھری ہی اوسکی روے انور پر
گمان دار قمری کو ہوا شاخ صنوبر پر
نہ کیون دیتا جگہ اللہ تیری آنکھ پر اوسکو
گمان خط سیہ کا جسکو ہو کالا ہو منہ اوسکا
تھکا مرغ نظر پرواز سے ہم اسقدر روی
سر اپنا کاٹ کر رکھدیتی ہم آگے تری قاتل

گل نرگس نظر آتی ہین یان شاخ صنوبر پر
ہوا ہی کیا مرا سر بار میرے جسم لاغر پر
تصدق ہوتی ہی کالی گھٹا ماہ منور پر
پڑی ہی اوسکی نظر گلشن ہین جسدم قد دلبر پر
شرف حاصل ہے ابرو کو تری ایجان خنجر پر
ہے عکس زلف سے آئینہ رخسار دلبر پر
ہوا بیکار طائر بھیگ کر جب ہوگئی تر پر
اگر مجبور ہین قبضہ نہین ہے تیری خنجر پر

جمایا ہی ہمارے خون نے رنگ ایسا اے عاشق
گمان شاخ مرجان ہوتا ہی قاتل کے خنجر پر

چشم پر رخ پر دہن پر ابروے خمدار پر
قمریان مرتی ہین سرو قامت دلدار پر
پرتو گیسوی شبگون ہے رخ دلدار پر

جان و دل دونون فدا کرتا ہون مین ان چار پر
بلبلون کا دم نکلتا ہی گل رخسار پر
چھا رہی ہے یا کوئی کالی گھٹا گلزار پر

دیر و کعبہ سے کچھ ای زاہد نہین مطلب مجھے
سر بسجدہ ہون ازل سے آستان یار پر

رعب سے گھر اوس پری رو کی اوترنا تھا محال
چاندنی مثل سپیدی رہ گئی دیوار پر

سوز اشک گرم کی تاثیر سے جلنے لگا
قطرے آنسو کے جو ٹپکے دامن کہسار پر

ہو گیا ہی صورت زنار گھل کر جسم زار
جب سے ہم مرنے لگے ہین اوس بت عیار پر

چشم جانان یاد آتی ہی دم سیر چمن
جب نظر پڑتی ہے میری نرگس بیمار پر

چھا رہا ہے رعب یہ قصر بلند یار کا
سایہ تک دہشت سے چڑھ سکتا نہین دیوار پر

قامت موزون سے گلشن مین گرے جاتے ہین سرو
گل گریبان چاک کرتی ہین گل رخسار پر

کیون نہ ہو خوف عذاب حشر سے دل کو فراغ
مین تو رکھتا ہون بھروسا احمد مختار پر

شاعر ایسا کون ہے استاد ذاکر کے سوا
دے سکے اصلاح جو عاشق مرے اشعار پر

ردیف ڑے

ای دل نکر تو زلف عنبر سے چھیڑ چھاڑ
دیوانی کوئی کرتا ہے اژدر سے چھیڑ چھاڑ

سر پھوڑنا ہی کب در دلبر سے چھیڑ چھاڑ
ہم کر رہی ہین اپنے مقدر سے چھیڑ چھاڑ

اندھا ہی آئینہ نہین اتنا بھی سوجھتا
کرتا ہی اوسکے روی منور سے چھیڑ چھاڑ

شاعر ہون مجھسی تجھسے مہمل نہ گفتگو
اچھی نہین حضور سخنور سے چھیڑ چھاڑ

آیا جو شب کو روے پرافشان کسی کا یاد
کیا کیا نہ مینے کی مہ و اختر سے چھیڑ چھاڑ

تنہائی فراق دلاتی ہے مجھکو یاد
رہتی تھی جو وصال مین دلبر سے چھیڑ چھاڑ

جاؤ نہ بہر سیر چمن تم کہ ہو نہ جاے
عارض کی گل سے قد کی صنوبر سے چھیڑ چھاڑ

بازار عشق مین نہین مفلس کی منزلت
سودا ہے اوسکا کرتا ہی جو زر سے چھیڑ چھاڑ

ناحق بھی جان ابرو پیوستہ پر نہ دے
ایدل نکر تو تیغ دوپیکر سے چھیڑ چھاڑ

محو خیال ابروے کاکل ہے کیون دلا
اچھی نہین ہے عقرب و اژدر سے چھیڑ چھاڑ

دھوکی مین اوسکے عارض روشن کے سایے
کیا کیا نہین کی ماہ منور سے چھیڑ چھاڑ

پوچھین تو اپنی برق نگہ سے ذرا حضور
کرتی ہی کیون مرے دل مضطر سے چھیڑ چھاڑ

صورت تو اپنی دیکھی ہے کیا آئنے کی اصل
وہ اور اوسکے عارض انور سے چھیڑ چھاڑ

جاتا ہی تنکے سیر چمن کو وہ سرو قد
ہوگی ضرور آج صنوبر سے چھیڑ چھاڑ

لکھی ہے مینے خط مین اودھین دلگی کی بات
ہوگی ضرور آج کبوتر سے چھیڑ چھاڑ

مجمع جو خوشقدونکا چمن مین ہے آجکل
رہتی ہی خوب سرو صنوبر سے چھیڑ چھاڑ

عاشق دہان زخم گلو سے یہ پوچھیے
کب تک رہیگی یار کے خنجر سے چھیڑ چھاڑ

ردیف زے

رہتی ہی یاد زلف و رُخ لالہ فام روز
اپنی نگاہ مین ہے یہی صبح و شام روز

رہتا ہی ہر صبح رُخ پُر نور کا خیال
آتی ہی یاد زلف کی ہنگام شام روز

دیوانہ ہون کیسکی بھلا مانتا ہون کب
سمجھاتے ہین ہزار مجھے خاص و عام روز

کیسی امید کیسی خوشی کیسی آرزو
رہتا ہی یاس و حسرت و حرمان سے کام روز

کٹتی ہے شب تصور زلف سیاہ مین
ہوتا ہے یاد رُخ مین ہمیشہ تمام روز

رہتا ہی میری دل کو قیامت کا انتظار
آتا ہے یاد مجھکو وہ محشر خرام روز

پہلے کبھی مہینون نکرتی تھے مجھکو یاد
اب بھیجنے لگے ہین وہ خط میرے نام روز

ڈر ہے کہین اسیر بلا ہو نہ مرغ دل
دکھلاتی ہین وہ زلف مسلسل کے دام روز

عاشق نہ اون سے آتی بنا آج تک یہان
کرتے رہے سواریون کا انتظام روز

دلمین رہتا ہی خیال چشم مست یار روز
بادۂ گلرنگ سے رہتا ہون مین سرشار روز

کیا ہی گردش رہتی اے چرخ کجرفتار روز
اک جگہ دم بھر ٹھہرنا ہی مجھے دشوار روز

کچھ نگاہ شوق اپنی کم نہین قزاق سے
لوٹتی پھرتی ہی ہر سو دولت دیدار روز

حسرت و یاس و غم و رنج و ملال و بیکسی
گھیرے رہتے ہین مجھے فرقت مین یہ غمخوار روز

کیا اثر پیدا ہوا خیال نازک مژگان مین ہائے
طائر بسمل کیصورت ہے یہ دل بیمار روز

حسن کی دولت یہ گھٹ جائیگی کچھ اے سیمبر
بوسے عارض کے عنایت ہون اگر دو چار روز

رات بھر افسانہ گیسو سنا کرتی ہین کان
آنکھین دن بھر دیکھتی ہین جلوۂ رخسار روز

عشق مین اک غیرت یوسف کے عاشق صبح شام
چھانتا پھرتا ہون خاک کوچۂ و بازار روز

عشوہ و ناز و ادا غمزہ اشارا انداز
مجکو خوش آتا ہے اے جان تمہارا انداز

جان و دل سے مجھے بھاتا ہے تمہارا انداز
غمزہ و ناز و ادا خوب ہے پیارا انداز

کیسے جانبر ہو کوئی تمسے لگا کر دل کو
ناز آفت ہے قیامت ہے تمہارا انداز

نکلا کرتا ہے فلک پر جو چمک کر ہر روز
کیا ہے خورشید نے اوس رخ کا او تارا انداز

کیون نہ بھائے ہمے اے زیب دہ مسند ناز
طور میر انہین اور مجکو تمہارا انداز

خندہ و نالہ کا دونون نے اوڑایا ہے صنم
طرز گل نے ترا بلبل نے ہمارا انداز

سرمہ آنکھون مین مسی لب پہ حنا پاؤن مین
قہر و آفت ہے ترا اور ستم آرا انداز

صبح محشر بھی نہ مین خواب لحد سے چونکون
پھر نہ دکھلائے مجھے عمر دوبارا انداز

ذبح خنجر سے تو عاشق کو نکر اے قاتل
قتل کو کافی ہے ابرو کا اشارا انداز

پرتوِ گیسو سے ہی یون حسنِ روئے یار سبز
جیسے کر دے جسم کو تاثیرِ زہرِ مار سبز

ہی بہار افزا رخِ رنگین پہ خطِ روی یار
یا کہ ہین الجھے ہوئے دامانِ گل ہی خار سبز

عشق مین زلفِ سیہ کے اسقدر لاغر ہوئین
شاخِ سنبل بنگیا ہے ہو کے جسمِ زار سبز

رہ نہین سکتا یہ دو دن بھی کبھی اک رنگ پر
سرخ ہے گہ گاہ رنگِ گنبدِ دیوار سبز

بھر زیبِ بزم ہی او ساقیِ رنگین ادا
چاہئین دو چار ساغر سرخ تو دو چار سبز

رنج و غم نے جسم اپنا کر دیا ہی دھان پان
رنگ رخ ہے مجھ مریضِ ہجر کا ای یار سبز

سبزۂ رخ کا دمِ گریہ جو آتا ہے خیال
آنسوؤن کا میرے ہو جاتا ہی اک اک تار سبز

بہرہ ور ہون کیا شبابِ رفتہ سے پیرانہ سال
ہو گئی جب خشک پھر ہوتی نہین اشجار سبز

دیکھکر عاشق لباسِ سبز قاتل کی بہار
ہوگئے ہین کیا ہمارے زخمِ دامن دار سبز

ردیف سین

بام پر جمگھٹ حسینون کا ہی یون دلبر کے پاس
جسطرح تارے فلک پر ہون مہِ انور کے پاس

ہی دُرِ گوش آشکارا عارضِ دلبر کے پاس
یا کوئی روشن ستارہ ہی مہِ انور کے پاس

جان و دل سے اپنے جذبۂ دل کا ممنون کیون نہ ہون
کھینچ لایا اوس شہِ خوبان کو مجھ مضطر کے پاس

بس جو ہوا اپنا کرون مہر و پری کو منفعل
بزم مین بٹھلا کی اکدن اوس پری پیکر کے پاس

یون دل نازک مرا ہی پیش چشم مست یار
شیشہ ہی جسطرح رکھا ہوا ساغر کے پاس

جیتے جی دلمین ہے سیر گلشن جنت کرون
کوئی گھر مین بھی بناؤن خانۂ دلبر کے پاس

حکم ہو تو آپکے اوپر ابھی کر دے نثار
جز در اشک اور کیا رکھا ہی چشم تر کے پاس

عارض صاف اوسکا دیکھا جسنے حیرت سے کہا
اس صفائی کا تھا آئینہ کب اسکندر کے پاس

چوسے ہونٹ اسکے تو آئی کیون تن بیجان مین جان
آب حیوان کا ہے چشمہ کیا لب دلبر کے پاس

کسطرح ٹھہرے دل دیوانہ پہلو مین مرے
رہ چکا ہون جبکہ برسون اوس پری پیکر کے پاس

رہتا ہون گرد مکان یار عاشق صبح و شام
سایہ سان دیوار کے نیچے کبھی اوس در کے پاس

عشق مین جسکے ہوا اپنا پرایا افسوس
وہ ستمگر بھی نہ کچھ راہ پر آیا افسوس

صدمے پر صدمہ مرے دل نے اوٹھایا افسوس
پر کبھی اوسنے گلے سے نہ لگایا افسوس

عمر آخر ہوئی لیکن نہ وہ آیا افسوس
تا دم مرگ نہ دیدار دکھایا افسوس

اک جہان کو ہوا غم حال زبون پر میرے
پر زبان پر تری صد حیف نہ آیا افسوس

عشق مین جس بت کافر کے ہوئی دوست بھی غیر
وہ بھی اپنا نہوا یار خدایا افسوس

تیری دل کی نہ کدورت گئی ای آئینہ رو
خاک مین مجھکو اسی غم نے ملایا افسوس

ہمرہ غیر جو مری قبر پہ لائے وہ شمع
بعد مردن بھی مجھی کیا ہی جلایا افسوس

رنج ہی خانۂ دل مین رہا مہمان ہر دم
عیش و راحت نے کبھی منھ نہ دکھایا افسوس

جلنے دیتا نہین جس جا پہ بٹھا دیتا ہی
غضب نے میری ہے سر ایسا اوٹھایا افسوس

ابتو وہ خط بھی نہین لکھتا ہی مجھکو عاشق
جانے اغیار نے کیا اوسکو پڑھایا افسوس

ردیف شین

جہان مین ہوگی نہ اتنی کسیکو زر کی تلاش
ہے جسقدر مجھے اوس شوخ سیمبر کی تلاش

بڑھا کے دست تمنا کو جانب پستان
کرون مین نخل قد یار مین ثمر کی تلاش

کبھی فلک پہ گئی گاہ عرش تک پہونچی
ہماری آہ کو ہے کسقدر اثر کی تلاش

عبث ہے جستجوِ حور تجھکو اے زاہد
بشر خدا نے بنایا ہے کر بشر کی تلاش

سُنا ہی جب سے کہ دونون مین ایک سے معدوم
نہ جستجو ہے دہن کی نہ اوس کمر کی تلاش

گلا نہ تیرِ نگہ سے ترے کبھی ہوتا
جو کرتا آ کے ہمارے دل و جگر کی تلاش

کہین نہ تارِ نظر مین اولجھ رہی عاشق
کرون نہین کسطرح اوس بال سی کمر کی تلاش

جو بار بار کا ایجاب نہین تقاضا خوش
تو ایک بوسہ پہ ہوتے ہو کسلیے ناخوش

وہ آدمی شرکت اغیار مین بھلا کیا خوش
کہ ہے بہار رخ یار سیر تنہا خوش

یہ تنگ ہون غم تنہائی فراق سے آہ
اکیلے رونا خوش آتا ہے اور نہ ہنسنا خوش

بسان خندہ برق و مثال گریۂ ابر
کسیکو ہنسنا خوش آیا کسیکو رونا خوش

بہار دیکھنے والا ہون اوس گل رخ کی
دل اپنا سیر چمن سے ہو بلبلو کیا خوش

فراق ساقی گلرو مین آہ ای عاشق
نہ سیر باغ ہی خوش آتی ہے نہ صہبا خوش

ردیف صاد

اللہ رے اوسکی زلف گرہ گیر کا خواص
ایک ایک بال رکھتا ہی زنجیر کا خواص

قاتل تری نگہ مین جو ہے تیر کا خواص
رکھتا ہی مرغ دل مرا نخچیر کا خواص

ہونا جگر کے پار جو ہے تیر کا خواص
گردن سے سر اوڑانا ہے شمشیر کا خواص

ایجاد روز ظلم و ستم ہوتی ہین نئے
اوس نوجوان مین ہی فلک پیر کا خواص

نقش قدم سے اوسکی مین آنکھین نہ کیون ملون
ہے خاک پاے یار مین اکسیر کا خواص

تھامے ہوئے جگر کو وہ بت آیا صبحدم
اللہ رے میرے نالۂ تسخیر کا خواص

دم بھر بھی چین سے نہ مجھے بیٹھنے دیا
اب تک وہی ہے گردش تقدیر کا خواص

جو پھنس گیا نہ چھٹ سکا پھر اوسکے دام سے
کیا زلف یار رکھتی ہے زنجیر کا خواص

سن سنکے باتیں کیوں نہ کٹیں دل ہی میں غیر
عاشق مری زبان میں ہے شمشیر کا خواص

ایجان کچھ اک ہیں ہی نہیں تجھ پہ فدا خاص
قربان ہیں صورت پہ تری عام سے تا خاص

انداز و ادا حق نے کیئے تجھکو عطا خاص
تو عام حسینوں میں ہے اے حور لقا خاص

ہے عام حسینوں کے لیئے رنگ حنا خاص
عشاق کا خون تجھکو مبارک ہے ملا خاص

ہیں آنکھ ہوں وہ نور ہیں قالب وہ مری جان
ہیں یار وفا ہوں مری ہمدم ہے وفا خاص

کیوں مجھپہ ستم کرتے ہو کیا ہیں نے خطا کی
معلوم تو ہو جاسے کوئی وجہ سزا خاص

در در جو پھرا کرتے ہیں وہ عام گدا ہیں
ہیں اوشہ خوبان ہیں ترے در کا گدا خاص

زندہ ہوں لعاب دہن یار سے عاشق
کیا غم جو پیئے خضر ہوا آب بقا خاص

ردیف ضاد

وحشی چشم یار ہوں زلف دوتا کیا غرض
آہو دشت گرہوں دام بلا سے کیا غرض

ظالم ستم ہو جسکی خو اوسکو وفا سے کیا غرض
رنج کسیکو ہو کہ غم اوسکی بلا سے کیا غرض

سوز تپ فراق نے کردیا مجھکو جان بلب
مجھسے شفا کو کام کیا مجھکو شفا سے کیا غرض

کوچے کا جسکے ہر گدا منعموں سے بھی ہے سوا
اوس شہ حسن کو بھلا ظل ہما سے کیا غرض

رشک سے خون ہو دل امرا صرف یہی تھا مدعا
ورنہ تھی اوسکی ہاتھوں کو رنگ حنا سے کیا غرض

عاشق رخ کو پھول سے باغ جہان کے کام کیا
والہ بوی زلف کو مشک ختا سے کیا غرض

اپنی سیاہ بختی سے دام بلا مین جا پھنسا
ورنہ تھی مرغ دل کو کچھ زلف رسا سے کیا غرض

قہر و غضب کی آنکھ سے دیکھے جو سوے عاشقان
اوس بت شوخ چشم کو مہر و وفا سے کیا غرض

سیر بہار باغ سے سیر ہون بلبلین صبا
عاشق گرم نالہ کو ٹھنڈی ہوا سے کیا غرض

لائی جو بوی زلف یار ایسی صبا کو کیا غرض
اپنی سمجھ کی ہے خطا اوسکی بلا کو کیا غرض

صورت برق ہین طپان شدت سوز ہجر سے
پہونچے جو گوش یار تک آہ رسا کو کیا غرض

رنج فراق یار سے تلخ ہے زندگی مری
مجھکو قضا کی التجا مجھسے قضا کو کیا غرض

میری نگاہ شوق کو حسرت دید یار ہے
جلوہ نما بام پر ماہ لقا کو کیا غرض

مشت غبار کو مری لیکے جو کوے یار مین
عاشق اوڑادی چار سو باد صبا کو کیا غرض

ردیف طای

لکھتا جو مجھکو وہ صنم گلعذار خط
دل ہوتا باغ باغ دکھاتا بہار خط

آتے ہین روز کتنے ہی نامے بنام غیر
لکھتے نہین مجھے وہ کبھی ایک بار خط

لکھتا ہون جن خطون مین اونھین حال زار رو
قاصد وہ سب ٹھہرتی ہین بے اعتبار خط

میرے لیئے نوشتہ قسمت سے کم نہین
پیشانی پر پڑی ہین جو اُسے تیغ یار خط

بندہ نواز میری وفا مین ہو شک اگر
لکھدی ابھی غلامی کا یہ جان نثار خط

اس درجہ اب ہے اون سے کتابت بڑھی ہوئی
ایک ایک دن مین لکھتا ہون مین چار چار خط

آنکھون مین نور دل مین ہوا جاگزین سرور
آیا جو وان سے عین دم انتظار خط

قاصد مجھے جواب کی امید ہی نہین
اوس بیوفا کو چاہے لکھون اب ہزار خط

بھیجا نہ اب کی بار بھی عاشق اگر جواب
لکھونگا اوسکو پھر نہ کبھی زینہار خط

کسطرح ہو غم ہجر بت بے پیر غلط
کہین ہوتی ہی مقدر کی بھی تحریر غلط

ہوگئی عاشق بیمار کو فکر صحت
دیکھی جب نامہ محبوب کی تحریر غلط

بدگمان ایسا کیا ہی اوسے ہم بازون نے
سچ بھی کچھہ لکھون تو کردی بت بے پیر غلط

کیون نہ نقشے سے ترے کاغذ تصویر جلے
آتش رخ کی کہین ہوتی ہے تاثیر غلط

دیکھا زاہد نے جو اوس بت کو گیا بھول نماز
سجدۂ سہو کیا ہو گئی تکبیر غلط

لیچل ای جوش جنون سوی بیابان مجھکو
تا کہ ہو دل سے غم خانۂ زنجیر غلط

قول سے پھرتے ہین گہ لکھکے مکر جاتے ہین
کہین تقریر غلط ہے کہین تحریر غلط

آفت آجای مرے سر پہ غضب قاصد پر
خط مین ہو جاے جو مضمون کوئی تحریر غلط

تیغ سے بڑھکے کہین رکھتے ہے کاٹ ای عاشق
اوسکی ابرو کو نہین باندھتے شمشیر غلط

کرتا ہی غیر قاصد دلبر سے اختلاط
کافر یہ کر رہا ہے پیمبر سے اختلاط

کرنے لگا ہی یہ دل صد چاک بھی مرا
شانے کیطرح زلف معنبر سے اختلاط

خوبان سیمتن بھی ہین کیا مطلب آشنا
کرتے نہین کبھی کسی بے زر سے اختلاط

دل بنا ہوکے شیفتہ چشم مست یار
دکھلا رہا ہی شیشے کا ساغر سے اختلاط

پابند کب کسی کے ہین آزادگان عشق
مفلس سے ربط ہے نہ تونگر سے اختلاط

گلشن مین دیکھ لیتی جو اوس گلعذار کو
کرتی نہ عندلیب گل تر سے اختلاط

ساغر نہین شراب نہین گلستان نہین
بے لطف ہے بتان سمن بر سے اختلاط

عاشق جو محو یاد خدا ہین کبھی وہ لوگ
کرتی نہین کسی بت خودسر سے اختلاط

ردیف ظای

ہو جو ترکِ رہِ تسلیم و رضا سی محفوظ
سر بھی جائے تو رہی لغزشِ پا سی محفوظ

ایسا دیوانہ نہین ہون جو کہین اے بت
رکھے اللہ ترے سنگِ جفا سی محفوظ

کیون نہ ہوتا ہدفِ ناوکِ مژگانِ صنم
کوئی رہ سکتا نہین تیرِ قضا سی محفوظ

پاس داغِ دلِ سوزان سی نہین گرتا آہ
شمع کو رکھتا ہون طوفانِ ہوا سی محفوظ

دامِ گیسو مین گرفتار نہ ہو جان کہین
رکھے اللہ مجھی ایسی بلا سے محفوظ

مین گنہگار نہ جاؤنگا کبھی دوزخ مین
شرمِ عصیان مجھے رکھیگی سزا سی محفوظ

قلزمِ دہر مین ہستی ہی مری مثلِ حباب
خاک رہ سکتا ہون سیلابِ فنا سی محفوظ

خاک ہونگی وہ شہیدانِ وفا مین داخل
رہ گئے جو تری شمشیرِ جفا سے محفوظ

ہے دعائے دلِ عاشق کہ خدایا مجھکو
رکھنا تا زیست بتون کی تو دغا سی محفوظ

کیجیے یادِ رخ مین قرآن حفظ
مصحفِ پاک چاہیے ہان حفظ

بات کرنا نہ اون سے ناموزون
کر لے قاصد تو میرا دیوان حفظ

داستان خار کی ہو نوکِ زبان
دل سے کر قصۂ بیابان حفظ

کیسی رنگین غزل سناتا ہون
کرلیا اے عندلیب بستان حفظ

یاد ہے مدح عارض گلگون
مجھکو ہے بوستان گلستان حفظ

عشق مین اوس رخ کتابی کے
کرلیا مین نے سارا قرآن حفظ

راگ لائیگا یا درکھ عاشق
یہ غزل کرکے وہ خوش الحان حفظ

ردیف عین

بھاگ جائی بزم سے بیتاب ہوکر دور شمع
دیکھلی کاش اک نظر اسکا رخ پرنور شمع

سوز ہجران سے ہی ہوئی تن محرور شمع
کیا جلائی اپنے گھر مین عاشق رنجور شمع

بزم مین یہ کسلیئے روتی بھی ہے ہنستی بھی ہے
میری تیری کررہی ہی نقل کیا ایحور شمع

دیکھکر وہ رخ یہ سب بیتابی و حیرت مین ہین
آئنہ۔ مہتاب۔ گل۔ پروانہ۔ برق طور شمع

زیر فانوس اسلئے رکھتے ہین اسکو بزم مین
گرمی خورشید رخ سے تا نہ ہو کافور شمع

تیرگی ایسی ہی جسمین گم ہو نور آفتاب
کب ہے ممکن کہ سکی گھر کو مرے پرنور شمع

شعلۂ رخسار سے اوسکے ہی روشن بزم کیا
تیرہ ہی نظرون مین کیون مثل شب دیجور شمع

دیکھکر آئینۂ رخسار کی تیرے صفا
محو حیرت کسقدر ہے بزم مین ایحور شمع

پیش خورشید رخ پر نور عاشق کام کیا
خوب ہو محفل سے ہو جائے اگر کافور شمع

آتش رخ کو جو تیرے دیکھ لے بیچور شمع
بزم سے اوڑ جائے دم مین صورت کافور شمع

تھی بہت اپنی جمال حسن پر مغرور شمع
ہو گئی پیش رخ جانان مگر بے نور شمع

سامنے تیری رخ پر نور کے اے مہروش
ماہ آتا ہی نظر جیسے کوئی بے نور شمع

زلف سرکاتی ہی یون آیا رخ تابان نظر
جسطرح روشن کوئی کر دے شب دیجور شمع

ہاتھ جل جائے اگر دیکھے مسیحا میری نبض
سوز ہجران سے سراپا ہے تن مہجور شمع

گرمی خورشید رخ کی آگ عاشق باغ سے
بھاگتی ہے سبزۂ بیگانہ سان کیا دور شمع

غصے کا محل ہے نہ ہے دشنام کا موقع
ہون سائل بوسہ یہ ہے انعام کا موقع

تکلیف ہی ہوتی ہے سراسر مجھے حاصل
مین ڈھونڈھتا ہون جب کبھی آرام کا موقع

گھر جاؤنگی ابھی جان نہ شب وصل ستاؤ
اس وقت نہین محبت کے پیغام کا موقع

کسطرح قرار آئے خدایا شب فرقت
ملتا نہین وصل بت خود کام کا موقع

دیوار سے گھر اوسکی اوتر جاؤن تو کیونکر
وان صبح کا موقع ہے نہ ہے شام کا موقع

کسطرح اونھین حال دل زار لکھون مین
ملتا ہی نہین نامہ و پیغام کا موقع

جب دیکھیے ہم گرم فغان رہتی ہین عاشق
ملتا نہین فرقت مین کسی کام کا موقع

ردیف غین

داغ دل بعد فنا ہی صورت روشن چراغ
کوئی لائے یا نہ لائے اب سر مدفن چراغ

پرتو رخسار سے اوس شمع رو کے چار سو
رات کو بنجاتے ہین دیوار و در روزن چراغ

عشق گیسوی بتان مین نور ایمان کیا رہے
روبرو کافر کے رہ سکتا نہین روشن چراغ

گلشن بزم اوس گل رخسار سے روشن ہی کیا
تیرہ ہی نظرون مین کیون مثل گل سوسن چراغ

ہی یہ داغ دل ہی جلتا ہی جو یون آٹھون پہر
ورنہ رہتا ہی کہین بھی رات دن روشن چراغ

بیخودی سے میری حالت پر گمان مردے کا ہی
شمع بالین پر ہے یون جیسے سر مدفن چراغ

عارض پر نور جانان کے مقابل رات کو
ماہ آتا ہی نظر جسطرح بے روغن چراغ

داغ سوزان کیا دل بعشق مین ہو جاگزین
خالی گھر مین بھی کسی نے دیکھا ہی روشن چراغ

رات یاد گیسوے پیچان مین تیری شعلہ رو
روبرو آنکھون کے اپنے سانپ کا تھا من چراغ

جب خیال عارض روشن مین لگ جاتی ہی آنکھ
رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین روشن چراغ

کشتۂ چشم سیاہ یار ہون کیونکر نہ ہو
روغن بادام سے روشن سر مدفن چراغ

حلقۂ گیسوی پیچان سے ہی نور رخ عیان | یا میان خانۂ زنجیر ہی روشن چراغ

رشک ہم جائین تو عاشق صد داغ سوزان گر ہو
جل نہین سکتا کسی تدبیر سی روغن چراغ

سامنا کرنی لگا اوس روی روشن کا چراغ | اتنا بھی سوجھا نہ اوسکو ہو گیا اندھا چراغ
قرب گیسو کیون سے روشن روی انور کا چراغ | روبرو کالی کے سنتے ہین نہین جلتا چراغ
پیرہن سے کیا عیان اوس شمعرو کا جسم ہے | ہے تہ فانوس روشن بزم مین گویا چراغ
سامنے تیری رخ تابان کی ای خورشید رو | ہو گیا بے نور بالکل ماہ انور کا چراغ
یاد اوسکو روی انور کی دلا کر لی نہ جان | کیون بجھاتا ہی چراغ زندگی میرا چراغ
جلوہ افروز اپنے گھر تھا وہ بت رشک قمر | دور سے مین روزن دیوار کو سمجھا چراغ
دنین پیش آفتاب آتی نہین تارے نظر | شب کو آ گئے اوس رخ روشن کے سوجھی کیا چراغ
مین وہ تیرہ بخت ہون جب دفن ہونگا زیر خاک | کوئی تربت پر مری روشن نکھیگا چراغ

دیر و کعبے مین بھی عاشق اسکو حاصل ہے فروغ
رکھتا ہے روشندلی سے مرتبہ کتنا چراغ

ردیف فامی

ای آئینہ رو ایسا بھی ہوگا کوئی کم صاف
جو دل مین ہو اُنہہ پہ وہ کہدیتے ہین ہم صاف

منہ دیکھی نہین کہتی کبھی کہتے ہین ہم صاف
آئینے سے بڑھکر ہی کہین روے صنم صاف

جو دیکھی اوٹھا لے اوسے آئینہ سمجھکر
اسدرجہ ہی اے یار ترا نقش قدم صاف

خط اونکا لکھا چھپ سکے لاکھہ خطون مین
پہچان لین ہم دور سے تحریر قلم صاف

جلا دے مجھے صاف نہ منہ دیکھی کی کہنا
تو صاف ہی اے آئینہ یا روے صنم صاف

سفاک ہوا ہے دمِ شمشیر دو دم سے
ہو جاتی ہے کیا خاک رہِ ملک عدم صاف

اوس آئینہ رخ کا اگر وصف لکھون مین
عاشق دمِ تحریر پھسل جاے قلم صاف

کیا غرض کیا کام کیون جاؤن گلستان کیطرف
وحشت دل تو مجھے لیچل بیابان کیطرف

حشر مین یاد آگئی مجھکو بہارِ کوے یار
جب فرشتے لیچلے گلزار رضوان کیطرف

تھم گئے ہنگامہ گریہ بار ہا اشک روان
دیکھا جب اوس رشک گل کے دہن خندان کیطرف

سرگذشت حضرت یوسف مجھی آتی ہی یاد
دیکھتا ہون جب تب ہی چاہِ زنخدان کیطرف

قمریان آئین مبارک باد کو کہدی صبا
سیر کو جائیگا وہ خوشقد گلستان کیطرف

حضرت ناصح سے کہدو مجھکو سمجھائین اگر
ساتھہ ہو لین جاؤن مین جب کوئی جانا کیطرف

کیا ہی لطف آیا دمِ سیر چمن ہمراہ یار
گہ سوے گل دیکھا گہ اوس روے خندان کی طرف

ہے یہی امید چشمِ رحمتِ حق سے مجھے
حشر میں دیکھے نہ میری جرم و عصیاں کیطرف

صورتِ مجنون عبث پھرتا ہے صحرا میں خراب
کیون نہین جاتا ہے عاشق کوے جاناں کی طرف

سارا جہان ہے اوس بتِ عیار کیطرف
غیرِ خدا کوئی نہین مجھ زار کی طرف

ہو جاے اک نگاہ خریدار کیطرف
غرفے سے جھانک لو کہین بازار کیطرف

کیا کیا نہ میرے دل کا لہو جوش پر ہوا
دیکھا جو اوسکے جامۂ گلنار کی طرف

مصروف سیرِ باغ ادہر تھا وہ رشکِ گل
نرگس کی آنکھ ادہر گلِ رخسار کیطرف

صحنِ چمن کو صاف کرا ہے باغبان شتاب
وہ گلعذار آتا ہے گلزار کی طرف

تلوار کیا لگائیے اس صیدِ مردہ پر
بولا وہ ترک دیکھکے مجھ زار کی طرف

آزاد اسیرِ خانۂ زنجیر کیون نہ ہو
دیکھے جو تیرے گیسوِ خمدار کی طرف

صیاد کا اسیرون کی نسبت یہ حکم ہے
چاکِ قفس سے دیکھین نہ گلزار کیطرف

پرسانِ حال تو ہی نہین اے مسیح جب
آئیگا کون عاشقِ بیمار کی طرف

ردیف قاف

کہین طوطی ہے اوسکی شوخی تقریر پر عاشق
کہین بلبل گل رخسار کی تصویر پر عاشق

سر مقتل ملی کیا بے حیا نہ گلے آکر
دل و جان سے ہون مین قاتل تری شمشیر پر عاشق

سناتا ہے مجھے زندان مین ہر شب قصہ گیسو
مین وحشی ہون وہان حلقہ زنجیر پر عاشق

ہلال عید ہے اوس ابروے پرخم کا دیوانہ
مہ کامل جمال یار روے پرتنویر پر عاشق

کیے کیا کیا اشارے دیکھا مجھ جانباز کو جسنے
نہ ہون کیونکر مین چشم جوہر شمشیر پر عاشق

تمھاری ابروے مژگان سے الفت ہے زمانے کو
کوئی شمشیر پر مرتا ہے کوئی تیر پر عاشق

ہوا جب مضطرب فرقت مین لا دی کھینچکر اسکو
مین اے عاشق ہون اپنی آہ پر تاثیر پر عاشق

جتنا ہے ارض و سما کا دیدہ انسان مین فرق
کوئی جانا ہے وہی گلشن رضوان مین فرق

اسقدر رہتا ہے نہین اک رگ وحشت کی یاد مین
ابر باران سے نہین کچھ دیدہ گریان مین فرق

رہتی ہین حورین وہان یان آ نہین سکتی ملک
قصر جنت سے ہے کتنا یار کے ایوان مین فرق

خوب کی جامہ دری اے پنجہ وحشت کہ اب
کچھ نہین جاک گریبان سے مرے دامان مین فرق

پھر نہین ممکن کہ لطف یکدلی باہم رہے
جب کبھی انسان سے آجائے دل انسان مین فرق

جی نہ کیون بہلے مرا اے جوش وحشت آجکل
کچھ نہین صحرا سے میرے خانہ ویران مین فرق

اوس بت کافر کو عاشق دیکھتا واعظ اگر
آہی جاتا کچھ نہ کچھ تو بالیقین ایمان مین فرق

ردیف کاف

محشر مین گھلا مین غم عصیان سے یہان تک
مین حرف شکایت نہین لا نیکا زبان تک

پہونچا بڑی مشکل سے در باغ جنان تک
تو ظلم کیئے جا تڑا جی چاہے جہان تک

ہو جاے کہین شربت دیدار میسر
کسطرح کہون اوس سے مین حال دل مضطر

تڑپے تپ فرقت سے یہ بیمار کہان تک
بیتابی سے پاتا نہین قابو مین زبان تک

دہ پیچ میرے دست تمنا کو سکھا دے
اے زلف یہ پہونچ جاے جو اوس موے میان تک

جور فلک پیر سے افسوس جہان مین
باقی نرہا ناموروں کا بھی نشان تک

اوس بحر صفا کی غم فرقت مین خدایا
تڑپون صفت ماہی بے آب کہان تک

اظہار کرون سوز نہان کا جو ذرا بھی
یہ آگ ابھی دل سے پہونچ جاے زبان تک

رحمت بھی عوض اسکے نہ منظور کرون مین
محظوظ غم الفت جانان سے ہون یان تک

پوچھے تو کوئی حسرت دیدار صنم سے
تڑپا گئی دل عاشق مضطر کا کہان تک

تم بیٹھے نہ دم بھر کبھی مجھ زار کے نزدیک
یون خال ہے اوس ابروے خمدار کے نزدیک

گل رہتے ہین گلشن مین سدا خار کے نزدیک
جسطرح سپر رکھی ہو تلوار کے نزدیک

سایہ ہو ہما لوٹ کی دیوار کے نزدیک | ذرہ بنے خورشید در یار کے نزدیک

انسان تو کیا رعب سے اوس رشک پری کے | جا سکتا نہین سایہ بھی دیوار کی نزدیک

جی مین ہے کرون جیتے جی سیر چمن خلد | ہو اون مکان کوچۂ دلدار کی نزدیک

دیکھا ہی حسینون کو قریب اوسکے بٹھا کر | سب ذرے ہی ہین خورشید رخ یار کی نزدیک

رندون سے ہی یہ پیر خرابات کی تاکید | جائے نہ کوئی زاہد مکار کی نزدیک

دیکھا نہ نگاہون نے اوسے تول کے اکثر | یا سنگ ہے آئینہ رخ یار کے نزدیک

عاشق کو اگر آتش دوزخ سے بچالین
کچھ دور نہین احمد مختار کے نزدیک

ردیف کاف

دیکھین جو پھول رخ کا ترے ای نگار رنگ | اوڑ جای اونکے چہرے سے بے اختیار رنگ

لائی کہین نہ عشق رخ و زلف یار رنگ | دکھلا رہی ہے گردش لیل و نہار رنگ

ہاتھ اپنے میری خون سے تو ای گلعذار رنگ | رنگ حنا تو ہوتا ہے ناپائدار رنگ

آتا ہی سوی باغ وہ رنگین لباس آج | پھولون کی بھی قبائین تو فصل بہار رنگ

بیٹھا ہے غیر پاس مرے گلعذار کے | پہلوی گل مین کیا یہ جمائیگا خار رنگ

کسطرح جوش وحشت دل ہو نہ اےجنون
طرفہ دکھا رہی ہے یہ فصل بہار رنگ

اوس لب پر آج پان کی سرخی غضب کی ہے
لائیگا میرے قتل پہ کیا وہ نگار رنگ

آئی بہار پا بہ سلاسل نہ کر مجھے
دیوانہ تیرا لائیگا اے گلعذار رنگ

بے رنگی زمین غزل سے یہ فکر ہے
عاشق کسی طرح تو جمے ایکبار رنگ

ردیف لام

مرا حال ہے رحم کھانیکے قابل
کہ اب مین نہین ہون ستانیکے قابل

یہی عمر ہے کہ پان کھانیکے قابل
مریجان ہوا اب رنگ لانیکے قابل

نزاکت نے اوسکو مجھے لاغری نے
نرکھا کہین آنے جانے کے قابل

رقیب سیہ رو کو اے ماہ طلعت
نہین چاند سا منہ دکھانیکے قابل

وہ گل دیکھنا رنگ لائیگا کیا کیا
ذرا ہونے دو پان کھانیکے قابل

شب وصل و روز جدائی ہین دونون
بڑہانیکے لایق گھٹانے کے قابل

ابھی کل کی ہے بات نادان تھے تم
ہوئے آج باتین بنانے کے قابل

مصیبت جو ہو اور کوئی تو جھیلین
نہین بار ہجران اوٹھانیکے قابل

مرے دلمین گھر اوشہ حسن کر تو
یہ ہے اوجڑی البتی بسانیکے قابل

غم و حسرت و رنج فرقت نے تیری
مجھے نعمتین دی ہین کھانیکے قابل

خیال اوسکی زلفون کا عاشق نہ لاؤ
نہین یہ بلا سر چڑھانے کے قابل

الٰہی کون میرا لے گیا دل
مرے پہلو سے کیونکر گم ہوا دل

غم فرقت مین اوس گل کے مرا دل
سدا نالان رہا مثل عنادل

چھپا کے اوسنے مٹھی مین مرا دل
کہا بتلا تو تیرا کیا ہوا دل

خدا اب دین و ایمان کا ہے حافظ
بتون پر ہوگیا ہے مبتلا دل

کسی دن یاد تیری اے مری جان
نہین دم بھر بھی اپنا بھولتا دل

جلا سوز تپ فرقت سے آخر
بہت گرم فغان پہلو مین تھا دل

چمن صیاد سے ہے آج خالی
اوڑائین کیون نہ گلچھرے عنادل

فقط دل لینے کو لڑتی تھین آنکھین
لڑائی پھر کہان جب لگیا دل

وبال جان ہوا سودائے گیسو
گرفتار بلا پھر ہوگیا دل

شکایت کیا کرون ایجان تیری
نہین قابو ہی مین اپنے مرا دل

پھر اوس بے رحم پر مائل ہے عاشق
کچھ ایسا دشمن جان بنگیا دل

ردیف میم

حسن میں رشک مہر و ماہ ہو تم
خوبرویوں کے بادشاہ ہو تم

مجھکو ایجان نہ آنکھیں دکھلاؤ
جانتا ہوں کہ خوش نگاہ ہو تم

گھر تک اوسکے نہ جانے پائیں عدو
دوستو چلکے سدّ راہ ہو تم

مدعیوں سے مجھکو لڑواکر
دیکھیے کس کے اب گواہ ہو تم

اے بتو جو خطا ہوئی بخدا
میں گنہگار بے گناہ ہو تم

سامنے میرے غیر کی تعریف
ایسے کیا اونکے خیر خواہ ہو تم

سب ہیں بندے خدا کے اے عاشق
خواہ میں خواہ کوئی خواہ ہو تم

مرتے ہیں اپنا تجھپہ ڈر نہیں سکتے قضا سے ہم
کچھ غم نہیں جو قتل ہوں تیغ ادا سے ہم

صابر ہیں جور پر تری راضی جفا سے ہم
رکھتے ہمیشہ کام ہیں صبر و رضا سے ہم

رکھتے ہیں سلسلہ تری زلف دوتا سے ہم
اوجھی ہوئی ہے ہمسے بلا اور بلا سے ہم

پائیں لعاب اگر دہن دلربا سے ہم
ای خضر پھر نہ آب بقا کی ہوں پیاسے ہم

طالب نکلیوں ہو ابن ہمت کی ہر دم خدا سے ہم
تنہا اٹھ گئے ہیں جو بیعت ہوئے فنا سے ہم

وہ سختیان اوٹھائین کہ دم ہو گیا فنا
آخر ملے بتون کی بدولت خدا سے ہم

روتے لہو نہ پنجۂ رنگین کے عشق مین
جلجاتے کاش آتش رنگ حنا سے ہم

ایدل مزا وفا کا چکھا دینگے ایکروز
تجھکو چھڑا ہی دینگے کسی بیوفا سے ہم

تلوار آپ کسکو دکھاتے ہین بار بار
اہل وفا ہین ڈر نہین سکتے جفا سے ہم

اب عمر ہو گئی ہے بسر پیچ و تاب مین
چھوٹے نہ پھنسکے حلقۂ زلف دوتا سے ہم

تاریک ہو رہا ہے زمانہ نگاہ مین
جب سے جدا ہین اوس صنم مہ لقا سے ہم

کاہیدہ یہ کیا ہے غم ہجر یار نے
تنکے کیطرح اوڑ گئے اکثر ہوا سے ہم

دیکھی نہ آجتک ہو مومن نے جو کبھی
وہ کیمیا بنائین تری خاک پا سے ہم

دربان کی ضد سے اتو ہین اسبات پر اڑے
اوٹھینگے حشر تک نہ در دلربا سے ہم

چاہِ ذقن مین ڈوبے کہ زلفون مین پھنسگئے
مردہ ہین یا کہ زندہ تمہاری بلا سے ہم

ابکی بلاے عشق سے زندہ بچے اگر
پھر دل لگائینگے نہ کسی بیوفا سے ہم

افسوس قتل عاشق جانباز پر ہے کیا
مرجائینگے تو جان تمہاری بلا سے ہم

اوٹھینگے خاک اوسکی گلی کی زمین سے ہم
ہین بسکہ تنگ جور بت نازنین سے ہم

آدم نہین جو نکلینگے خلد برین سے ہم
مانگین دعای مرگ جہان آفرین سے ہم

دنیا سے کام رکھتے ہین مطلق نہ دین سے ہم
ہین جب سے آشنا صنم مہ جبین سے ہم

دل دے چکے تھے دیدیا ایمان بھی عشق مین
دنیا سے تو گئی تھے گئے ہائے دین سے ہم

ہرچند سیر باغ و شب ماہتاب ہے
بے لطف ہے کہ دور ہین اوس مہ جبین سے ہم

جسدن سے عشق اوس بت کافر کا ہو گیا
خود جانتے ہین جا چکے ایمان و دین سے ہم

اشکون سے تر نہ دامن مژگان کو دیکھیے
آنکھین جو سینک لیتے رخ آتشین سے ہم

نفرو نہین اپنے دل سے شب تار سی سوا
جب سے جدا ہوئے ہین بت مہ جبین سے ہم

عاشق جو اوسنے آج بھی وعدہ یہ کی نہین
مرجائینگے خدا کی قسم اس نہین سے ہم

حال وحشت اے پری کیا کرین تحریر ہم
بھاگتے ہین اپنے سایہ سے بھی شکل تیر ہم

اسقدر پاتے جو اپنی آہ مین تاثیر ہم
کھینچ ہی بلواتے تجھکو او بت بے پیر ہم

تھے کہان عاشق تباہ ایسے خوش تقدیر ہم
کرتے جو اوس بیوفا کی وصل کی تدبیر ہم

پھرتے ہین آوارہ و رسوا و بے تدبیر ہم
تھے خطاوار ایسے ہی اے کاتب تقدیر ہم

یاد مین ابرو کی تیرے او بت بے پیر ہم
خود گلے پر اپنے پھیرا کرتے ہین شمشیر ہم

اسلئے کرتے نہین کچھ وصل کی تدبیر ہم
اے غم ہجر صنم ہین قائل تقدیر ہم

ناتوانی سے نہین اب طاقت گفتار تک
بیٹھے ہین خاموش اے بت صورت تصویر ہم

بتلاؤں تمھکو دیکھ کر کیا اپنے دل کا حال
خود رفتگی ہے ہوش ہی میں اپنے ہم نہین

اُمت میں مصطفےٰ کی ہو عاشق مرا شمار
مجھکو حساب روزِ قیامت کا غم نہین

قامتِ عزّ دار ہے تیری سرو کو نسبت نہین
وہ مقابل تیرے کچھ بھی اوسکی قامت نہین

وصل کی شب بھی میسّر زیست کی لذت نہین
صبح کا کھٹکا مجھے کب ہوت کی صورت نہین

رہ نوردِ کوچۂ گیسو ہوں مجھے وحشت نہین
سر پہ جو آئی بلا سمجھوں کوئی آفت نہین

حال مجھ بیمار کا پوچھا کسی نے اوس سے جب
کہدیا ہنسکر مجھے اچھی طرح صحت نہین

کیا لکھوں میں عارضِ پُر نورِ جاناں کی صفت
ایسے مصحف کے لیئے تفسیر کی حاجت نہین

کوچۂ جاناں ہے رضوان کیا کروں عزمِ بہشت
اس گلستاں کے برابر گلشنِ جنت نہین

تو ہی آ اے ابرِ سیاہ زلف بتلا دے سبب
کیوں نظر آتی مجھے وہ چاند سی صورت نہین

مثلِ بلبل گاہ نالاں شکلِ غنچہ گہ خموش
ہجر میں اوس گل کی اپنی ایک سی حالت نہین

جسقدر ہو داغِ دل پھر وہ رکھتا ہے طپش
گرمئی خورشیدِ محشر میں بھی وہ شدت نہین

مجھکو دے ڈالو نہ رخ کی زکاتِ حسن میں
گھٹ نہ جائیگی یہ کوئی عارضی دولت نہین

ہو گیا ہے دل کو میرے اب غمِ الفت پسند
راحت و آرام و عشرت کی کوئی حاجت نہین

غیر سے ملنے کو فرصت ہے تمہیں ہر بار خوب
مجھسے دو باتیں بھی کرنے کی تجھے مہلت نہین

تلخی غم عیش شیرین سے زیادہ ہے لذیذ
جو مزہ پاتا ہون اسمین اوسمین وہ لذت نہین

دل کی بہلانے کو بس ہے خانۂ ویران جنون
مجکو اب کوسون خیال وادی وحشت نہین

کس طرح عاشق ہین اوس خورشید رو سے دون مثال
کچھ بھی اوس رخ کے مقابل ماہ کی صورت نہین

بے تکلف مجھسے کیون ہوتا دم خلوت نہین
کیا مری آئینۂ دل مین تری صورت نہین

وائے قسمت آنکھ تک لگتی شب فرقت نہین
خواب مین بھی اوس سے ہوسکتا ہمین صحبت نہین

تم بلاتے ہو وہان مین ناتوان ہون اسقدر
آؤن کیا یان سانس لینے کی بھی تو طاقت نہین

جنبش ابروسے اپنی وہ لیا کرتے ہین کام
بہر قتل عاشقان شمشیر کی حاجت نہین

خوش نہین ہوتی یہ اجڑی گھر کی صورت دیکھکر
خانۂ دل سے پریزادون کو کب وحشت نہین

کوئے قاتل تک پہونچنا ضعف سے مشکل ہے یہ
دوش پر بھی بار سر لیجانے کی طاقت نہین

جب سے اے عاشق کیا ہے ترک عشق گلرخان
دل مین اب وہ ولولہ وہ جوش وہ وحشت نہین

کسی صورت سے مجھے قرار نہین
جب سے پہلو مین وہ نگار نہین

ایک بوسے پہ بھی تیار نہین
وہ نہین تو نہین چمنزار نہین

بازی بوسون کی بدلو جو سر مین
اسمین کچھ ایسی جیت ہار نہین

حور سے خالی دیکھتا ہون بہشت
آج گھر مین جو اپنے یار نہین

یاد کس برق وش کی ہے مجھکو
دل کو پہلو مین کیون قرار نہین

کیون نہون بے حساب مجھسے گناہ
اوسکی رحمت کا جب شمار نہین

کیا دیوانہ اک زمانے کو
اے پری تجھسا ہوشیار نہین

باعثِ زیست ناتوانی ہے
لب تک آسکتی جانِ زار نہین

تمھین ملنے سے میرے ہو بیزار
دوستی ورنہ ننگ و عار نہین

آج تو بوسے لے ہی لونگا ہان
اک نہین کیا کرو ہزار نہین

اے طبیبو مریض ہجر ہون مین
چارہ کچھ جز وصال یار نہین

کون سا وقت ہے کہ فرقت مین
موت کا مجھکو انتظار نہین

جُنبشِ لب ہے ضعف سے مشکل
اون سے کہہ سکتا حال زار نہین

ہوسِ خلد کسکو ہے رضوان
رشک فردوس کوے یار نہین

ہے نگاہون سے دور دل سے قریب
کچھ جُدا مجھسے میرا یار نہین

تو ہی بتلادے اے شبِ فرقت
صبح کیون ہوتی آشکار نہین

غمِ ہجران وبال جان ہے مجھے
کچھ امیدِ وصال یار نہین

تیرِ مژگان یار کا عاشق
کون سا مرغ دل شکار نہین

جلد آ تاب انتظار نہین
دل کو پہلو مین اب قرار نہین

مین نہین ماننے کا ایک بھی ہان
وصل مین کیسی بار بار نہین

کیون کھٹکتا ہے تیری نظرون مین
تن کاہیدہ کوئی خار نہین

کبھی آتا نہ تیرے کوچے مین
کیا کرون دل بہ اختیار نہین

دل مرا بہلے کس طرح رضوان
خلد مانند کوے یار نہین

کیا سمجھکر بتون کو دل دیدون
بخدا ان کا اعتبار نہین

قاصد یار آ بھی جائے کہین
مجھکو اب تاب انتظار نہین

چمن دہر مین خدا کی قسم
تیرے مانند گلعذار نہین

آئے کیا خاک مجھکو خواب لحد
زیر سر خشت کوے یار نہین

ہو نہین رسوا تو غم نہین عاشق
عاشقی مین یہ ننگ و عار نہین

اے صنم کچھ بھی کائنات نہین
ایک دو بوسے کوئی بات نہین

بوسے دیجے مجھے خدا کے لئے
دولت حسن بے زکات نہین

گفتگو مین نہ کیونکر آئے مزا
بات تیری کم از نبات نہین

رکھ امید وفا نہ ان سے ولا
بامروت بتون کی ذات نہین

مجھکو مر مر کے ہوئی صبح نصیب
تم جو اے جان آتے رات نہین

حال دل ان سے کیا کرونین بیان
ضعف سے لب تک آتی بات نہین

رخ سے سرکاکے زلف کہتے ہین
ہوگئی صبح دیکھو رات نہین

لکھتا ہون مدح زلف اے عاشق
مشک نافے سے کم دوات نہین

ان بتونکو کوئی بتلائے تو کیا کہتے ہین
لوگ کچھ کہتے ہون بندے تو خدا کہتے ہین

جو ہین اچھے وہ برے کو بھی بھلا کہتے ہین
خود برے ہین وہ بھلے کو جو برا کہتے ہین

سرو و شمشاد و صنوبر سے اسے کیا نسبت
لوگ تیرے قد بالا کو یہ کیا کہتے ہین

ای پری اپنی نظر مین ہے زمانہ تاریک
زلف کو عارض روشن سے ہٹا کہتے ہین

طور پر حق کی تجلی ہوئی موسی کو نصیب
بام پر ہمکو تو دیدار دکھا کہتے ہین

جب سے سودائی تری کاکل پیچان کا ہون مین
مجکو سب لوگ گرفتار بلا کہتے ہین

جائے شکوہ نہین شیوہ ہے حسینونکا یہی
ستم و جور کو عشاق ادا کہتے ہین

ہمسے بڑھکر نہ کوئی نکلیگا خواہان تیرا
تجھسے پھر اے صنم ماہ لقا کہتے ہین

اوس جفا دوست کی خاطر کو ہین ہم نقش مراد
اے فلک دیکھ نہ تو ہمکو مٹا کہتے ہین

کیا شب وصل مین منظور ہے ہو جائے سحر
پھیر دین پچھلے پہر سے تو نہ گا کہتے ہین

خود بخود دوڑ کے وہ پاس مرے آ پہونچے
اسکو اہل اثر آہ رسا کہتے ہین

دام صیاد ہے یا مار سیہ یا زنجیر
اے صنم گیسوے پر پیچ کو کیا کہتے ہین

مجھسے جو نام و نشان پوچھے تو کہدو عاشق
اوس شہ حسن کے کوچے کا گدا کہتے ہین

چمن مین سینہ پر داغ جب انکو دکھاتے ہین
عنادل رشک سے رو رو کے طرفہ گل کھلاتے ہین

نہین اک وضع پر دو دن مزاج یار پاتے ہین
کبھی خود روٹھ جاتے ہین کبھی ولے مناتے ہین

وہ ہمکو اور ہم انکو بہم جب دیکھ پاتے ہین
گلے سے وہ ہمین ہم انکو سینے سے لگاتے ہین

سر محفل عدو کو اپنے پہلو مین بٹھاتے ہین
ستم ایجاد ہین فتنے قیامت کے اوٹھاتے ہین

نگاہون مین کب انکی خنجر و ناوک سماتے ہین
جو تیغ ابرو و تیر مژہ کے زخم کھاتے ہین

حنا پاؤن مین ملتے ہین کبھی وہ پان کھاتے ہین
برائے قتل عاشق روز کیا کیا رنگ لاتے ہین

مرا دہ رعب ہے دیوانگی مین ای پری پیکر
کہ مثل بید مجنون لوگ مجھسے تھرتھراتے ہین

خدا محفوظ رکھے ان پریرویون کی الفت سے
یہ اچھے اچھے ہشیارون کو دیوانہ بناتے ہین

بڑا اندھیر ہے ان شعلہ رویونکو خدا سمجھے
بجای شمع محفل مین دل عاشق جلاتے ہین

کسی پہ آفت آئی اور کسیکی دل لگی ٹھہرے
جسے روتا ہوا وہ دیکھتے ہین مسکراتے ہین

خدایا آج پھر کیا فتنۂ محشر بپا ہوگا
وہ عطر فتنہ سے کیون پیرہن اپنا بساتے ہین

پئے گلگشت جو اوس گلبدن کی آمد آمد ہے
عنادل اپنی جا گہ میں نہیں پھولے سماتے ہیں

تمھاری گیسوے پرپیچ کی الفت میں اے صاحب
زبانیکی بلائیں اپنے سر پر ہم اوٹھاتے ہیں

نہیں ہو جہ خط و خال عارض کی نمائش ہے
وہ لاکھوں مرغ دل اس دام و دانے سے پھنساتے ہیں

سناتا ہوں اونھیں جب حال دل کی بیقراری کا
تو کہتے ہیں کہ ناحق آپ کیوں باتیں بناتے ہیں

دلا میں دیکھو دا لاہوں اک رشک گلستان کا
نظر میں میری اسیر ویسے گل رو کب سماتے ہیں

کسی گل پیرہن کا نامہ پڑھکے آج ہم عاشق
خوشی کے مارے جامے میں نہیں پھولے سماتے ہیں

تمھارے وصل کے وعدے تو ایجان دو ٹلتے ہیں
ہمارے دل کے ارمان دیکھیے کب تک نکلتے ہیں

رقم کرتا ہوں جب حال صفائے عارض جاناں
زبان خامہ تک حرف سخن آکر پھسلتے ہیں

بناوٹ کی جو باتیں کرتے ہیں منھ چوم لیتا ہوں
قدم لیتا ہوں جھک کر جب وہ مجھسے چال چلتے ہیں

حنا ملواتے ہیں وہ ان غیر سے وہ پا نازک میں
یہاں ہم رشک سے بیٹھے کف افسوس ملتے ہیں

فدا کرتے ہیں جان کبک رہی ہر گام پر اوسکے
کف افسوس اسی حسرت میں ہم مرتے ملتے ہیں

خیال وصل میں اوس شعلہ رو کی شام سے عاشق
شب فرقت سحر تک ہم برنگ شمع جلتے ہیں

مرے حال پر رحم کھائے ہوئے ہیں
وہ سینے سے مجکو لگائے ہوئے ہیں

وہ گلشن مین کیا آج آئے ہوئے ہین
عنادل جو یون غل مچائے ہوئے ہین

وہ مہندی ملے پان کھائے ہوئے ہین
مرے قتل پہ رنگ لائے ہوئے ہین

مری آنکھین طوفان اوٹھائے ہوئے ہین
ترے غم مین دریا بہائے ہوئے ہین

نہ آسان ہو کیون سختی نزع ہمکو
کہ فرقت کی صدمے اوٹھائے ہوئے ہین

اب ان شمر دیون کی پروا نہ ہوگی
ہم اللہ سے لو لگائے ہوئے ہین

نہ کیون جل کی مین مجھسے گیسوے پر خم
یہ موذی ترے سر چڑھائے ہوئے ہین

جواب اب مرے خط کا لکھین گے کیونکر
کہ اغیار کے وہ پڑھائے ہوئے ہین

گرے میری نظرون سے خوبان عالم
وہ آنکھون مین جب سے سمائے ہوئے ہین

سنایا اونھین حال دل تو بگڑ کر
کہا سب یہ فقرے بنائے ہوئے ہین

اودھر چرخ ادھر یہ بتان ستمگر
خدایا مجھے کیون ستائے ہوئے ہین

پئے غسل کیا حاجت آب خنجر
ہم آپ اپنے خون سے نہائے ہوئے ہین

تڑپنا دم ذبح ممکن ہے کیونکر
وہ زانو سے سینہ دبائے ہوئے ہین

نہین خوف خنجر اوٹھانے سے اونکی
کہ ہم زیست سے ہاتھ اوٹھائے ہوئے ہین

حسینون کا ہے دور باغ جہان مین
ہزارون گل انکی کھلائے ہوئے ہین

فرشتے جہان پر نہین مار سکتے
ہم اون کوچون کی خاک اڑائے ہوئے ہین

کرین کیون نہ بڑھ بڑھ کے اغیار باتین
تمہارے ہی منہ یہ لگائی ہوئے ہین

الٰہی یہ کیا انقلاب جہان ہے
کہ غیر اپنے اپنے پرائے ہوئے ہین

نہ آتے تھے جو منتون سے بھی کل تک
وہ خود آج گھر میری آئے ہوئے ہین

کیا پائمال آج کس بیگنہ کو
سبب کیا جو وہ سر جھکائے ہوئی ہین

کرون اعتبار اونکی باتون کا کیونکر
کہ وہ میرے خوب آزمائے ہوئی ہین

نہ کھائین کہین سیلئیے موج عاشق
حباب تنا سر کیون اوٹھائی ہوئے ہین

رہتا ہون سوز غم سے عجب پیچ وتاب مین
سیماب مجھسے بڑھکے نہین اضطراب مین

کچھ شک نہ تھا زمانے کے پھر انقلاب مین
دل کو نہ تھام لیتے جو ہم اضطراب مین

دیکھا جو رات گیسوے پیچان کو خواب مین
نیند آئی صبح تک نہ اسی پیچ وتاب مین

اتنا ہی تجھ مین اور حسینون مین فرق ہے
ہے جسقدر کہ ذرے مین اور آفتاب مین

بگڑے کچھ رات کہ آخر لپٹ گئے
یارون کا کام بنگیا اونکی عتاب مین

وہ برق وش جو عازم دریا ہر غسل
عالم ہی بجلیون کا ہر اک موج آب مین

مدت ہوئی حسینون پہ ہمکو مری ہوئے
اب دن یہ زندگی کے رہے کس حساب مین

پہونچی کبھی فلک پہ گری زمین پر کبھی گرے
پست وبلند دیکھ چکے اضطراب مین

باقی رہی نہ اوس رخ روشن کی سامنے
آئینے مین صفا نہ ضیا آفتاب مین

بے گنتی بوسے عارض جانان کے کیون نہ لون
کچھ دخل ہی نہین مجھے علم حساب مین

یون بیقرار ہی مرے دلمین خیال یار
جیسے درون شیشہ پری اضطراب مین

ای حور تیرے عارض تابان کا کیا بیان
یہ نور کب ہے روئے مہ و آفتاب مین

شاید یہ نالۂ دل مضطر کا ہے اثر
پاتے ہین ہم جو آج او نہین اضطراب مین

عاشق تو ابکی لکھ یہ گلدستہ وہ غزل
تا ایک ایک شعر ہو فرد انتخاب مین

پنہان ہوا نہ وہ رخ روشن نقاب مین
خاک آفتاب پر کہ چھپا ہے سحاب مین

بوسے اگر زکات مین دیتے تو اور بھی
ہوتی ترقی دولت حسن و شباب مین

زاہد کو نان خشک ملے رندون کو کباب
قسمت ہی اپنی اپنی گناہ و ثواب مین

سمجھے یہ اہل بزم کہ فانوس مین ہے شمع
دیکھا جو رات وہ رخ روشن نقاب مین

گہ آسمان کی سوجھتی ہے گہ زمین کی
دونون جہان کی سیر ہی جام شراب مین

ہوتی نہین رفاقت پیری سے اب جدا
توبہ سے پوچھو تھی کہان عہد شباب مین

عاشق نہ کیون نوشتۂ قسمت کو رؤون مین
لکھا نہ اوس نے کچھ مرے خط کی جواب مین

پہونچ کر کوچۂ زلفِ دوتا مین
الٰہی پھنس گیا دل کس بلا مین

نہ ہشیار اے پری تجھسا جفا مین
نہ دیوانہ کوئی مجھسا وفا مین

لبِ جان بخش سے سُنتے ہین دشنام
ملا ہے زہر بھی آبِ بقا مین

کرون صفائیان اوسکی بیان کیا
عدیم المثل ہے مشقِ جفا مین

کسی بیجرم کا خون ہوگا ہیہات
وہ مہدی مل رہے ہین دست و پا مین

مزا جب ہے کہ خاک اپنی پس مرگ
اُڑے اوس گل کے کوچے کی ہوا مین

جھجک کر مجھسے کیا لپٹا وہ کم سن
جو بجلی ناگہان چمکی گھٹا مین

کیا بیمثل اوس بُت کو خدا نے
حیا مین حسن مین ناز و ادا مین

وہ بے تابانہ دوڑے آئین یا تک
اثر اتنا تو ہو آہِ رسا مین

بتون کو دل سے ای عاشق بھولا کر
بسر کر زندگی یادِ خدا مین

کب یہ کہتا ہون کہ وہ روز مجھے یاد کرین
قاصدا خط سے مہینو نہین کبھی شاد کرین

صورتِ برق ہر اک زخم ہون خندان قاتل
ہم تری تیغِ تبسم کو اگر یاد کرین

اصل کیا تیری اڑین ہوش فرشتونکے ارے
ہم جو اے پیرِ فلک نالہ و فریاد کرین

تو وہ خوش چشم ہی دیکھین جو تری آنکھ آہو
کچھ تعجب نہین آنکھون سے اگر صاد کرین

ہو گئے ہجر مین اوس بت کی ہم ایسے لاغر
طاقت اتنی بھی نہین ہائے کہ فریاد کرین

عرق شرم سے تر ہو کے زمین مین گڑ جائے
دم گلگشت جو وہ رخ سوے شمشاد کرین

ہر بگولا نظر آئے ہمین سرو گلشن
دشت مین جب قد موزون کو ترے یاد کرین

تو سُنے یا نہ سُنے تیرے سوا اے ظالم
کسکے ہم جا کے ترے ظلم کی فریاد کرین

عاشق سرو قد یار ہون مر جاؤن اگر
دفن احباب تہ سایۂ شمشاد کرین

وہ دم نزع جو آتے ہون تو آئین کہدو
ورنہ تم عاشق کو پس مرگ نہ پھر یاد کرین

یارب ہوا ہی آہ مین اتنا اثر کہین
صورت دکھائے جلد وہ رشک قمر کہین

ان خوشقدون کے عشق مین کسکو ملا ہے پھل
لایا ہے سرو باغ بھی ابتک ثمر کہین

ظالم ہے دوست ڈر یہی خط بھیجنے مین ہے
مارا نجائے مفت مرا نامہ بر کہین

سودائے زلف یار مین ہر دم ہے یہ دعا
ہو جائے اپنی عمر دو روزہ بسر کہین

سُنکر مرے فسانۂ پر درد کو کہا
خاموش بس نہ ہونے لگے درد سر کہین

حسرت یہ ہے کہ وصل تو ممکن نہین مگر
مجکو وہ شوخ دیکھ ہی لے اک نظر کہین

ہوتا ہے کون ظالم بے فیض سے نہال
آب تبر سے سبز ہوا ہے شجر کہین

بن ٹھن کے اسطرح نہ پھرو تم ادھر ادھر
لگ جائے اے صنم نہ کسیکی نظر کہین

اے اشتیاقِ قتل تمنا ہے اب یہی
ٹھہرے گلے پہ خنجرِ بیداد گر کہین

با تون ہی مین گنواؤ نہ عاشق شبِ وصال
ایسا نہ ہو کہ بول اوٹھے مرغِ سحر کہین

ردیف واو

کہون کیا مین زاہد جو وہ بت خفا ہو
ابھی توبہ توبہ خدا جانے کیا ہو

حرم مین اگر وہ بتِ خوش ادا ہو
یقین ہے نماز اپنی وان بھی قضا ہو

مین چاہون تمھین تم رقیبون کو چاہو
بڑے بے مروت بڑے بے وفا ہو

نہ ہر دم کہو یہ کہ تیسرا بُرا ہو
جو مین بھی کہون کچھ تو پھر کیا بھلا ہو

بتاؤن مین تم کون ہو اور کیا ہو
دلِ آرام ہو دلبر و دلربا ہو

دمِ سیرِ گلشن گلِ رخ پہ او سکے
فدا کیون نہ ہر بلبلِ خوش نوا ہو

میسر نہ ہو شربتِ وصل جب تک
مریضِ غمِ ہجر کو کب شفا ہو

رہِ عشق مین ہم اوٹھائینگے سر پہ
مصیبت ہو آفت ہو کوئی بلا ہو

تو یکتا ہے خوبانِ عالم مین اے بت
کوئی تجھسا ممکن نہین دوسرا ہو

مری خاک لیجا کے برباد کرنا
گذر اوس گلی مین جو تیرا صبا ہو

مسیحا سے کب ہو علاج اوسکا ممکن
جو مجروحِ شمشیرِ ناز و ادا ہو

جفا مین بھی پاسِ وفا چاہیے کچھ
گلے سے تو مل سر جو میرا جدا ہو

اگر یادِ دندانِ جانان مین رو دون
ہر اک اشک رشکِ دُرِ بے بہا ہو

اُٹھائے نہین اوٹھتے فرقت کے صدمے
نہ اس غم مین یارب کوئی مبتلا ہو

گلے بچھنے باہم ہین ہوجائین یکسو
مرا اور اون کا اگر سامنا ہو

نہ جانا سوءِ کوچۂ زلف اے دل
عجب کیا گرفتارِ دامِ بلا ہو

شبِ وصل وہ شوخ کہتا ہے عاشق
اگر ہم نہ صورت دکھائین تو کیا ہو

ایجان تم بھی حسن مین وہ لاجواب ہو
دیکھے تو لاکھ بار خجل آفتاب ہو

ساقی نہ پھر زمانہ سرِ انقلاب ہو
آغازِ دورِ بادۂ گلگون شتاب ہو

یوسف کیطرح اوسکو یہانتک نہ کھینچ لائے
اپنا اگر خیال زلیخا کا خواب ہو

اے بت ہے میری آتشِ نالہ مین وہ اثر
پتھر کا بھی ہو دل تو ابھی آب آب ہو

دنیا کا عشق جسنے کیا دین سے گیا
اس بیسوا کے پیچھے نہ کوئی خراب ہو

رونے کا تار باندھے مری چشم تر اگر
طوفان ابھی بپا ہو جہان غرق آب ہو

کوٹھے پہ اونکو دیکھکے کہتے ہین سب یہی
جیسے فلک پہ جلوہ نما آفتاب ہو

جاری ہین میرے دیدۂ گریان سی اشک یون — دریا مین جسطرح سے روان موجِ آب ہو
خیرہ ہو جسکے دیکھنے سے چشمِ آفتاب — اوس رخ کے دیکھنے کی بھلا کسکو تاب ہو
زلفِ سیہ مین وہ رخِ روشن ہی یون نہان — کالی گھٹا مین جیسے چھپا آفتاب ہو
بے گنتی بوسے اوس رخِ زیبا کی کیون نہ لون — تعداد ہے نہ میری جو کوئی حساب ہو

دیکھے نگاہِ گرم سے وہ سوے بحر اگر
عاشق ہر ایک ماہیِ دریا کباب ہو

ساقی شروع پھر کوئی دورِ شراب ہو — پھر شیخ و محتسب کا کلیجا کباب ہو
کہہ دو عدو سے کوچے مین اوسکی پڑا ہی کیون — ایسا نہو کہین تری مٹی خراب ہو
کوچے مین زلفِ یار کے گرمِ فغان ہی کون — دیکھو کہین نہ یہ دلِ خانہ خراب ہو
مدِ نظر اڑانا ہے کیا رنگِ روی گل — جاتے جو ہیر سیرِ چمن بے نقاب ہو

عاشق عذابِ حشر کا کیا خوف و غم اوسے
جو خادمِ جنابِ رسالت مآب ہو

وہ دل ہو خاک جسمین تری آرزو نہو — کٹ جاے جس زبان تری گفتگو نہو
انسان کو ایسے گل کی کبھی جستجو نہو — جسمین وفا کا رنگ محبت کی بو نہ ہو
کیا حظِ میکشی جو وہ مستانہ خو نہو — کیا لطف چاندنی کا جو وہ ماہرو نہو

حیرت سے بنگیا ہون مین آئینہ اسلیے
تا پھر نہ وہ کہین کہ مرے روبرو نہ ہو

وہ رشکِ حور گھر مرے آئے تو بالیقین
کاشانہ میرا خُلدِ برین کا نمونہ ہو

جان سے گذر گیا ہون تمنّائے وصل مین
سر پیٹتی لحد پہ مری آرزو نہ ہو

بزمِ نشاط و بربط و چنگ و رباب و مے
بے لطف سب ہین ایک جو وہ خوش گلو نہو

مانندِ قیس کیون متحیّر نہ مین پھرون
پہلو مین جب وہ لیلیِ آئینہ رو نہو

سفّاک سے نہ ترکِ تعلّق ہو جیتے جی
فیصل کبھی یہ قصّۂ تیغ و گلو نہ ہو

ابرِ بہار و گلشن و ساقی و جامِ مے
سب ہیچ ہین بغل مین جو وہ ماہرو نہو

ساقی وہ مے پرست ہون دم نہ آئے چین
جبتک کہ میرے ہاتھ مین دستِ سبو نہو

یہ آرزو ہے میرے دلِ بے نیاز کی
جز وصلِ یار اور کوئی آرزو نہ ہو

غنچون کو کب ملی ہے یہ بو باس الصبا
پیراہنِ صنم کی بسی ان مین بو نہ ہو

کعبہ بھی ہو تو مین نہ کرون سجدہ زاہدو
جب تک کہ آستانِ صنم روبرو نہو

ذکرِ عدو کرینگے ملینگے وہ مجھسے جب
اچھا ہو میرے انکے اگر گفتگو نہو

عاشق ازل سے اک بتِ ہرجائی کے ہین ہم
شہرت ہمارے عشق کی کیون کوبکو نہو

ہر دم یہی دعا ہے خدا کی جناب مین
اُس بُت کی میرے دل سے جدا آرزو نہو

عاشق ہے تجھسا والیِ اقلیمِ نظم کون
شہرت تری کلام کی کیون چارسو نہ ہو

دو دوپٹہ کوئی جو تیرے پ یا ململ کا ہو
کشتۂ بیداد داغ ہے کفن بھی ہلکا ہو

دیکھ لے اکدن جو میرے ابرِ مژگانکی بہار
پانی پانی شرم کے مارے جگر بادل کا ہو

انتظارِ دید مین دم آنکھ سے جائے نکل
او سکے یان تک آنے مین وقفہ اگر اک پل کا ہو

ہو نہ تو ہمخواب مجھسے آگے جو اے گلبدن
بیکلی دل کی نجائے فرش گو مخمل کا ہو

جسم مین اوس سرو قد کی اسقدر ہی بوئی خوش
باغ مین چھو جائے اُس سے جو شجر صندل کا ہو

جاؤن مین وحشی سوئے صحرا جو یادِ چشم مین
دیکھکر مجھکو ہرن آہو ہر اک جنگل کا ہو

شال کی اوس نازنین کو کب میسّا نہین ہوتاب
سایۂ تک تن پر پڑے تو بوجھ اک کمل کا ہو

وصف اگر چشمِ سیاہِ یار کا عاشق لکھون
کیا عجب جلوہ سیاہی مین مری کاجل کا ہو

عاشقِ زار سے اب جنگ و جدل جانے دو
حسرتین دل کی شبِ وصل نکل جانے دو

شوق سے گرم کرو آکے بغل یارون کی
آتشِ رشک سے اغیار کو جل جانے دو

میکشو تذکرۂ بادہ کرین سگے ہم کر
وقت یہ آمدِ ناصح کا ہے ٹل جانے دو

یاد آتا ہے شبِ وصل یہ کہنا اونکا
آج کے وقت پھر آجائینگے کل جانے دو

جاتے ہین غیر تو کہہ دو کہ چلو دور بھی ہو
رنگ محفل کا مری جان بدل جانے دو

عشقِ شمشاد سے جز کاہش جان کیا حاصل
قمریو اُس سے نہ تم پاؤ گے پھل جانے دو

دستِ نازک سے اوٹھاؤ نہ مری قتل کو تیغ
دیکھو آجاے کلائی مین نہ بل جانے دو

سینہ مین کر رہون سپر آئے ہو تم باندھکے تیغ
خود کمر بستہ ہو مجھکو بھی سنبھل جانے دو

جوشِ وحشت نے کیا خانۂ زنجیر شکست
حضرتِ دل مجھے صحرا کو نکل جانے دو

درمیان تم نہ پڑو اونسے یہ کہدو عاشق
تیغ اغیار سے چلتی ہو تو چل جانے دو

نقابِ عارضِ روشن اوٹھادو
تم اپنی چاند سی صورت دکھادو

لبِ جان بخش کو لب سے ملادو
مریضِ عشق مرتا ہے دوادو

کہان کی عقل کیسی ہوشیاری
مجھے تم اپنا دیوانہ بنادو

مجھے تا آتشِ شوقِ شہادت
ذرا آبِ دمِ خنجر پلادو

دعا مین اسے بت دیتا ہون تم کو
نہ مجھکو گالیان بہرِ خدا دو

دکھا کر جلوۂ آئینۂ رخ
مہ و خورشید کو حیران بنادو

کیا تیغِ نگہ سے قتل عاشق
تم اوس ترکِ ستمگر کو دعا دو

چشمِ الطاف سے دیکھا جو کرو تم مجکو
کبھی دیکھین نظر کم سے نہ مردم مجھکو

بخدا عشق نے اسدرجہ کیا گم مجھکو
آگے اُس بت کے نہین تابِ تکلم مجھکو

یار کے عارضِ روشن کے مقابل شب کو
ماہ آتا ہے نظر صورتِ انجم مجھکو

دیکھ سکتے نہین اوٹھ جاتے ہین محفل سے عدو
اپنے پہلو مین بٹھا لیتے ہو جب تم مجھکو

خوب ہو اسکے جو زاہد درِ میخانہ پر
دے صدا دت بجیے بند کوئی خم مجھکو

ہجر مین جوش پہ آئے بھی کہین قلزمِ اشک
نہین اے دیدۂ تر خوفِ تلاطم مجھکو

مسکرانا دہنِ زخم کا ہے عجب نہین
یاد آئی نہ ہو وہ تیغِ تبسم مجھکو

کچھ تو فرمائیے گا کیا خفگی کا ہے سبب
آنکھ اوٹھا کر جو نہین دیکھتے اب تم مجھکو

حالِ دل انکو مین ای ضعف سناؤن کیونکر
رہی اتنی بھی نہین تابِ تکلم مجھکو

دیکھتا روے پرافشان ترا او غیرتِ ماہ
آسمان دیتا اگر دیدۂ انجم مجھکو

ایک دو جام سے کیا سیر ہون مین بادہ نوش
ساقیا دینا ہے تو بھر دے کوئی خم مجھکو

تو نے نظرون سے گرایا ہے جو او رشکِ قمر
آنکھین دکھلایا کیا کرتے ہین انجم مجھکو

بدگمان ایسا ہون او رشکِ پری عاشق سے
اپنے سائے پہ بھی ہوتا ہے توہم مجھکو

کر دیا زلف کے سودے نے پریشان مجھکو
عشقِ آئینۂ رخ نے کیا حیران مجھکو

قید سے کم نہین یہ خانۂ ویران مجھکو
لیچل اے جوشِ جنون سوی بیابان مجھکو

خود بخود دل کو مرے ہو گئی اولجھن پیدا
آگئی یاد جو وہ زلفِ پریشان مجھکو

یاد اوس روئے کتابی کی جو رہتی ہو مدام
دل مرا جاتا ہے حافظ قرآن مجھکو

خوف سے زلفون کے بوسہ نہ زنخ کا لیا
گنج پر آئے نظر افعی پیچان مجھکو

شوق سے قصۂ یوسف مین پڑھا کرتا ہون
یاد جب آتا ہے وہ چاہ زنخدان مجھکو

بزم سے کم نہین تنہائی فرقت میری
گھیرے رہتے ہین غم و حسرت و ارمان مجھکو

شربت وصل کی تا زیست تمنا ہی رہی
کر دیا سوز تپ ہجر نے بیجان مجھکو

دل سے آہ آنکھ سے آنسو شب فرقت نکلے
نکلا ارمان نہ کوئی ہے یہی ارمان مجھکو

پیچ و تاب اپنی طبیعت کو رہا تا بسحر
رات یاد آئے جو وہ گیسوی پیچان مجھکو

قدر دان میری سخن کا ہے زمانہ عاشق
کون ہے وہ نہین کہتا جو سخندان مجھکو

بیابان مین جو یاد آجائے وہ گل پیرہن ہمکو
دکھائے وادی وحشت جنون لطف چمن ہمکو

فراق یار مین کیا حاجت سیر چمن ہمکو
گل نو سے نہین کم ای صبا داغ کہن ہمکو

نیا ہی رنج دکھلاتا رہا چرخ کہن ہمکو
رکھا تا زیست عریان بعد مردن دی کفن ہمکو

چمن مین بے تری جب گل کو خندان دیکھتے ہین ہم
نہایت بیکلی ہوتی ہے اے غنچہ دہن ہمکو

لب جانان کا اکثر وصف ہم لکھتے ہین و ہنین
تعجب کیا کہین شاعر اگر شیرین سخن ہمکو

کبھی آنکھین لڑامین ہم اگر ان شوخ چشمون سے
تڑہ لین نوک کی آنکھین دکھائین بانکپن ہمکو

یئی خالِ لبِ عارض کر بسے زلف سرکا کے
عسل زنبور سے حاصل ہوا کالے سے مَن ہمکو

دلِ ناکام عاجز ہے بلاے شامِ غربت سے
دکھادے یا الٰہی جلد اب صبحِ وطن ہمکو

بتائیں تجھکو جب اندازِ خندہ غنچے کھل کھل کر
سکھائیں کیون نہ طرزِ نالہ مرغانِ چمن ہمکو

یہ ہے پاسِ ادب اپنا گلا ہم گھونٹ لیتے ہین
دمِ نالہ جو یاد آجاتا ہے وہ کم سخن ہمکو

برنگِ گل نہ ہم پھولے سمائیں اپنے جامے مین
لگالے آکے سینے سے جو وہ گل پیرہن ہمکو

گھلایا رنج و غم نے اسقدر افسوس غربت مین
نہین پہچان سکتے دیکھکر اہلِ وطن ہمکو

جو ہے منظور لکھنا وصف اوس رخ کی صباحت کا
برائے خامہ ہے درکار شاخِ نسترن ہمکو

اشارہ مژہ و ابرو کا پا کے اب تری آنکھین
نظر آتی ہین کیا تیر افگن و شمشیر زن ہمکو

تصور مین جو ہم اوس ذوقِ محفل کے رہتے ہین
ملا کرتا ہے تنہائی مین لطفِ انجمن ہمکو

نہ کیون اُلجھے طبیعت جب تمہاری کاکلِ پیچان
دکھائے مو بمو پیچ و خم و چین و شکن ہمکو

بنایا حکمرانِ طبعِ روان نے ہمکو ای عاشق
ملا تیغِ زبان کے زور سے ملکِ سخن ہمکو

ہماری آہ کی تاثیر دیکھو
وہ آتا ہے بتِ بے پیر دیکھو

لہو کی میرے پھر پیاسی ہے شاید
نکالے ہے زبان شمشیر دیکھو

مہ و خورشید کو کیون دیکھتے ہو
تم اپنی چاند سی تصویر دیکھو

وہ خود سفاک وہ محتاج قاتل
یہ فرق ابرو و شمشیر دیکھو

زباں اس زلف پیچاں کی عشق میں
الجھتی ہے وہم تقریر دیکھو

تمھارے ابروئے پر خم کے آگے
اتر کے گر گئی شمشیر دیکھو

ہمیشہ عشق مژگاں میں تمھارے
چلا کرتے ہیں دل پہ تیر دیکھو

رقیبوں سے یہ ابرو کے اشارے
نہ چل جائے کہیں شمشیر دیکھو

لکھا کرتا ہوں مضمون سوز دل کے
ہرا خامہ ہے یہ آتشگیر دیکھو

اگر شوق شہادت ہو تو عاشق
گلا رکھ کر تہ شمشیر دیکھو

تڑپ بسمل کی یاں کچھ دیر دیکھو
گلے پہ پھیرتے خنجر پھیر دیکھو

قیامت تک تمھارے دیکھنے سے
نہ ہو دیں گی یہ آنکھیں سیر دیکھو

چھپایا ہے اس خورشید رو کو
فلک نے کیا کیا اندھیر دیکھو

غبار پاک خط جو ہے پر نور
ہوا خطہ اندھیر دیکھو

نہیں دامن پہ قطرے آنسوؤں کے
لگا ہے موتیوں کا ڈھیر دیکھو

بھٹکتا پھرتا ہے خط لیکے قاصد
مقدر کا ہمارے پھیر دیکھو

جو کرنا ہے مجھے قتل امتحاناً
اٹھا لاؤ کوئی شمشیر دیکھو

ہماری آہ کے تیرون سے عاشق
ہوا دیوِ شبِ غم زیر دیکھو

عارض ترے نازک ہین گلِ تر سے زیادہ
پُر نور جبین ہے مہِ انور سے زیادہ

اے شوخ مقابل تری رنگینیِ لب کے
بے قدر کہین لعل ہے پتھر سے زیادہ

رضوان چمنِ خلد کی تعریف عبث ہے
کس بات مین ہے کوچۂ دلبر سے زیادہ

دل ٹکڑے نہ کیونکر ہو جو تو آنکھ لڑائے
ہر ہوی فقرہ تیز ہے نشتر سے زیادہ

سوزِ دلِ پُرداغ سے جلتا ہون سراسر
سینہ ہے مرا ہجر مین مجمر سے زیادہ

کیون سخت کلامی سے تو پیش آتا ہے اے بت
چوٹین تری باتون کی ہین پتھر سے زیادہ

تعریف کہانتک کرون اے بحرِ لطافت
خوش آب ہین دندان ترے گوہر سے زیادہ

دیکھا نہین جب سے رخِ رنگینِ صنم کو
ہے چاکِ جگر اپنا گلِ تر سے زیادہ

تقدیر سے کچھ خاک بھی ہوتا نہین حاصل
ملتا ہے کب انسان کو مقدر سے زیادہ

کیا فصد کی حاجت مجھے صحرائے جنون مین
ہر خارِ مرے حق مین ہے نشتر سے زیادہ

نازک ہے سراپا تو گلِ تر سے بھی اے بت
دل سخت ہے لیکن ترا پتھر سے زیادہ

اے دل نہ فراموش کہین یادِ خدا ہو
ربط اچھا نہین اس بتِ خودسر سے زیادہ

کیونکر نہ ثنا خوان ہون عاشق کہ جہان مین
شاعر نہین ذاکر سے سخنور سے زیادہ

جو روٹھ جاے اوسکے منانی سے فائدہ
آئے نہ خود تو کھینچ کے لانی سے فائدہ

حیلہ یہ کیوں ہے پاؤں میں مہندی لگی ہے
آتے نہیں نہ آئیں بہانے سے فائدہ

سر کاٹنا جو مد نظر ہے تو کاٹ لو
خنجر اوٹھا اوٹھا کے ڈرانے سے فائدہ

فانوس میں چھپی ہے کہیں روشنی شمع
زیر نقاب رخ کے چھپانے سے فائدہ

ممکن نہیں کہ آتش داغ جگر ہو سرد
اے چشم آب اشک بہانے سے فائدہ

کہدو دہان حلقہ زنجیر سے کہ وہ
سنتے نہیں تو غل کے مچانے سے فائدہ

کہتے ہو کس سے جاتے ہیں ہم گھر رقیب کے
جاتے ہو جاؤ میرے ستانے سے فائدہ

دلمیں نہیں جو وعدہ وفائی کا کچھ خیال
بات ایسی پھر زبان پہ لانے سے فائدہ

مجنون سے کہدو ناقہ لیلی نکل گیا
اب خاک دشت سر پہ اڑانے سے فائدہ

عاشق جب اوسکے دل ہی پہ کرتی نہیں اثر
تا عرش آہ سرد کے جانے سے فائدہ

آبرو چاہے تو ہو گھر سے نہ باہر آئینہ
ورنہ پیش آئیگا ہر جا [illegible] آئینہ

ہر کسی سے پیش آتا ہے برابر آئینہ
پاس اسکو سب کا ہے [illegible] آئینہ

قلعی کھل جائیگی سب بیٹھا ہے گھر آئینہ
رو برو اوس [illegible] نکلے نہ باہر آئینہ

کیوں نہو تا قیدی زنجیر جوہر آئینہ
ہے ازل سے والہ گیسوئے دلبر آئینہ

دیکھتا ہے گھر دل کا جب چشم جوہر آئینہ
دیکھا کرتا ہوں میں اس رخ کا برابر آئینہ
ہے تو وہ سنگدل ہوتا نہیں ہے بھی صاف
دل میں رکھتے ہیں کدورت جو بظاہر آئینہ
پا گیا او سی صفائی کو جسم کی ہی کب صفا
جگر روشن دل میں کب کھتے ہیں پر داماں
کیسر ہے دیکھے ہے صفا لیتے جو ہر دم چھپا
دیکھا کر اس صفائی رخ کیا دل الگ مثل
آئینہ صورت کا جو ہونا حیران ہیں کسی سے
دیکھتا وہ نیند روئی صفا اگر ہے

آپ حیران ہوتا ہے دیکھ رخ کو سنگ آئینہ
ہر کسی کو یہ نہیں ہوتا میسر آئینہ
پھر بنا ہے سنگ سے کیا خاک پتھر آئینہ
زنگ آلودہ نظر آیا ہے اکثر آئینہ
کیوں لیے قلعی چڑھاتا ہے بدن پر آئینہ
دیکھو اپنے گھر میں کچھ رکھتا نہیں نزد آئینہ
ہم کو دکھلاتے نہیں ہو کر سکندر آئینہ
بدست قاتل میں بنا کیا آگے خنجر آئینہ
سول لے آتا نہیں بازار جا کر آئینہ
پشت پر رکھتا ہے تصویر سکندر آئینہ

ہوں میں وہ تیرہ بخت اے عاشق انجانی تو آ
دور ہو میرے جو رکھے کوئی لا کر آئینہ

عجب کیا عشق زلف صدری یار آہستہ آہستہ
ہوئے ہم عاشق شمشیر مژگان یار آہستہ آہستہ
نظر آتا ہے گیسوں اڑتا غبار آہستہ آہستہ

دکھائے گردش لیل و نہار آہستہ آہستہ
چبھے دل میں ہمارے نوک خار آہستہ آہستہ
اگر آتا نہیں وہ شہسوار آہستہ آہستہ

یہی ضد ہے جدائی کے رہے تو یقین ای ان
نکل جائیگی تن سے جانِ زار آہستہ آہستہ

اوڑا کر دھجیان دامن کی اپنے پنجۂ وحشت
گریبان بھی کریگا تار تار آہستہ آہستہ

نہ ہونے پائے برباد و صبا مشتِ غبار اپنا
گذرنا سوئے باغِ کوئے یار آہستہ آہستہ

بپا کردے تو آبِ اشک سے طوفان نوح اپنا
کہان تک روئیگی اے چشمِ زار آہستہ آہستہ

نہ ہو بیتاب یادِ برقِ حسنِ یار مین اتنا
کہ آئیگا دلِ مضطر قرار آہستہ آہستہ

حصولِ اشکباری سوزِ فرقت کچھ نہین لیکن
نکلتا ہے مرے دل کا بخار آہستہ آہستہ

نہ ہو نازِ جانان پڑ رہی ہے جانبِ سینہ
یہ برچھی ہوگی اک دن دل کے پار آہستہ آہستہ

نہین کچھ انتہائے ضعف لیکن شوق مین اشق
چلا جاتا ہون سوئے کوئے یار آہستہ آہستہ

جیتے جی کیا چھوڑتا مجھ جانباز ہرک کے ساتھ
رہگئی جانِ حزین آخر دمِ خنجر کے ساتھ

وصل کی شب جاگ اوٹھے بختِ خوابیدہ مرے
سو گیا مین جب لپٹ کر اون پری پیکر کے ساتھ

یا تو وہ آتے نہین یا آتے ہین ہمراہِ غیر
خیر سے تشریف بھی لاتے ہین تو اک شر کے ساتھ

یاد ہی عشقِ لبِ شیرین مین وہ خالِ ملیح
چکھ رہا ہون مین نمک کا ذائقہ شکر کے ساتھ

اسقدر اے دل خیالِ ابروئے مژگان نرکھ
اختلاط اچھا نہین ہے خنجر و نشتر کے ساتھ

ہے وہی نسبت حسینون سے تجھے اے مہروش
جس طرح تشبیہ ماہِ چاردہ اختر کے ساتھ

چھوٹا آغوشِ کمان سے آیا پہلو مین مرے
ربط ہے کیا تیر کو اوسکے دلِ مضطر کے ساتھ

جانتے ہین بڑھ کے جب خورشید سے رخ کو ترے
کس طرح تشبیہ دیتے ہم مہِ انور کے ساتھ

ساقیا میخانہ ہم رندون کا بازیگاہ ہے
کھیلا کرتے ہین سبو و شیشہ و ساغر کے ساتھ

ہمدمو پوچھو نہ مجھسے وصل کی باتون کا حال
کیا بتاؤن گفتگو کیا کیا رہی دلبر کے ساتھ

ہے بجا مین اب جو دعوای سلیمانی کرون
اندنون صحبت ہے اپنی وہ پری پیکر کے ساتھ

اب بہت گھبرا گیا ہے ہجر کے صدمے سے جی
تو بھی جا اے جان نکل آہِ دلِ مضطر کے ساتھ

دیکھتا ہون جب لگاتا ہون گلے بے اختیار
کیا محبت ہے مجھے قاتل ترے خنجر کے ساتھ

محوِ خودبینی رہا کرتے نہ خوبانِ جہان
دفن کر دیتے جو آئینے کو اسکندر کے ساتھ

جاؤن کیا تنہا کہ ہوگی اور بھی وحشت سوا
لطف ہے سیرِ گلستان کا تو اوس دلبر کے ساتھ

دل مرا اوسکی نظر مین دلمین یادِ چشمِ مست
ساتھ شیشے کے ہے ساغر شیشہ ہے ساغر کے ساتھ

کیا ہے مجھ عاصی کو اے عاشق غمِ روزِ حساب
حشر ہوگا خادمانِ شافعِ محشر کے ساتھ

جدائی مین کسی نازک ادا کی
دعائین مانگتا ہون مین قضا کی

صفت پوچھو نہ کچھ زلفِ دوتا کی
سراسر ہے یہ اک ناگن بلا کی

بتون نے کر لیا ہے رام سب کو
غضب ہے کیا خدائی مین خدا کی

لکھا کرتے ہین وصفِ زلفِ جانان
طبیعت شاعرونکی ہے بلا کی

وہ خود کیون دوڑ کے پہونچے مرے پاس
ہوئی تاثیر کیا آہِ رسا کی

شہیدِ دستِ رنگینِ صنم ہون
لگانا قبر پر ٹٹی حنا کی

عبث چھوڑا خیالِ زلفِ مشکین
دلِ نادان بڑی تونے خطا کی

طبیعت مین عجب درد آشنا ہون
بہت تکلیف اوٹھائی جب دوا کی

دکھا دے اک نظر شکل اپنی مجھکو
تجھے اے بت قسم اپنے خدا کی

مجھے خوفِ قیامت کیا ہے عاشق
کہ امت مین ہون محبوبِ خدا کی

دودِ دل ابر ہے ٹھنڈی ہوا برسات کی
دیکھا کرتا ہون مین گھر بیٹھے فضا برسات کی

غم بڑھاتی ہے مرا کالی گھٹا برسات کی
مثلِ صرصر ہے مجھے ٹھنڈی ہوا برسات کی

غنچۂ مرجان بنا دیتی ہے ہاتھونکو ترے
شوخ چشمی کرتی ہے تجھسے حنا برسات کی

دودِ دل یون چرخ پر چھایا ہے ہجرِ یار مین
جھوم کر جسطرح اوٹھتی ہے گھٹا برسات کی

بے سبب کب ہے تپِ فرقت مین شغلِ آہِ سرد
موسمِ گرما مین کہتا ہون ہوا برسات کی

یاد مین زلفِ سیہ کی رات دن رہتا ہون مین
رہتی ہے پیشِ نظر کالی گھٹا برسات کی

چلتی ہے ٹھنڈی ہوا اب میکشی کا لطف ہے
بڑھتی آتی ہے گھٹا کیا سما قیا برسات کی

اوس رخ گلگون پہ بکھری ہوئی زلف سیاہ
آ گئے ہین دور سے کیون جانب میخانہ آپ
رخ سے وہ زلف عرق آلودہ سرکائین اگر
برق کی صورت طپان ہون اور گریان مثل ابر

ہے چمن مین چھائی ہوئی کالی گھٹا برسات کی
لگ گئی ہے شیشۂ صہبا کو ہوا برسات کی
چاندنی کا لطف دکھلائی گھٹا برسات کی
دیکھ ہے اے نازنین تجھ مین ادا برسات کی

دیکھ لے وہ دیدۂ پُر آب عاشق کی طرف
جس نے دنیا پر نہ دیکھی ہو گھٹا برسات کی

نظر مین جو ہے شکل اوس شمع رو کی
نہ آئی نظر شکل اوس حیلہ جو کی
تجسس مین تیرے بہت ہو فنا ہین
نہ دست قاتل اگر درمیان ہین
ہوا خون گل کا عنادل کو دھوکا
مسل دونگا غنچے کا منہ کاش اے گل
معطر دماغ اپنا رکھتی ہے ہر دم
وہ کیون رحمت حق سے مایوس ہووے
شرارت سے پھونکا مرا خرمن صبر

نہین سامنے آنکھ ہوتی عدو کی
ہر اک سمت بھٹکا پھری آرزو کی
اوڑاتا پھرا خاک ہر چار سو کی
لڑائی نہ ختم تیغ و گلو کی
جو گلشن مین اوس شوخ نیک خو کی
تری بے دہانی مین کچھ گفتگو کی
ہوا کو حسد گیسوئے مشک بو کی
ہے یاد آیت ہو لا تقنطو کی
تری آتش رخ نہ شوخی سے بھڑکی

وہ آئینے کو توڑ ڈالین گے عاشق
جو اون سے نگہ عکس نے روبرو کی

ہے بیوجہ رنجش کی عادت کسی کی
نبھے گی نہ مجھسے محبت کسی کی

نگہ قہر چیتون ہے آفت کسی کی
اوسے دیکھ لے کب یہ جرأت کسی کی

نہ کیون مجکو حاصل ہو خلوت کسی کی
ہے آئینہ دل مین صورت کسی کی

بگڑتے ہو تم ہے شکایت کسی کی
بھلا ہو گی ایسی بھی عادت کسی کی

یہی ڈر ہے اے دل کہین رفتہ رفتہ
نہو آفت جان محبت کسی کی

کوئی روٹھ جاتا ہے ہو ہو کے راضی
بگڑتی ہے بن بن کے قسمت کسی کی

یہان رنج تنہائی اور سرد آہین
وہان غیر سے گرم صحبت کسی کی

جفا ظلم بیداد جو چاہے کر لے
ستمگر نہ رہ جائے حسرت کسی کی

رہی دل مین ان خوبرویونکے باقی
محبت کسی کی نہ الفت کسی کی

دیا گل کا بلبل کو گلشن مین دھوکا
عجب رنگ لائی ہے رنگت کسی کی

کیئے بیخطا قتل ظالم نے لاکھون
الٰہی نہ ایسی ہو عادت کسی کی

زبان کاٹکر پھینکدون اپنی عاشق
اگر منہ سے نکلے شکایت کسی کی

مائل اوس بت پر طبیعت ہوگئی
مبتلائے سخت آفت ہوگئی

یاد اوس قامت کی آفت ہوگئی
سر پہ اک برپا قیامت ہوگئی

مجھپر اونکی پھر عنایت ہوگئی
اون سے پھر صاحب سلامت ہوگئی

دیکھکر وصف مصفا یار کا
آئینہ رویون کو حیرت ہوگئی

سورۂ والفجر پڑھنا چاہیئے
مصحف رخ کی زیارت ہوگئی

ہون سراپا صورت تار سرود
غم مین اوس مطرب کے یک گت ہوگئی

پی کے مے کیون جام خالی رکھدیا
ایک بوتل تم پہ حضرت ہوگئی

ہنس پڑا گلشن مین کیا وہ غنچہ لب
کیون گلون کی روتی صورت ہوگئی

تیری باتین سن لینگے میکش ناصحا
بادہ نوشی سے جو فرصت ہوگئی

خال رخ کے بوسون سے رہتا ہے کام
ہمکو اب افیون کی عادت ہوگئی

پس گئے دل یار کی رفتار پر
چال کیا ٹھہری قیامت ہوگئی

کیون نہ دریائے تکلم ہو روان
موجزن اپنی طبیعت ہوگئی

بوسہ کیا اوسکے زنخ کا ملا
گویا حاصل مجھکو دولت ہوگئی

منتظر ہون کچھ نہین آتا جواب
خط کو بھیجے ایک مدت ہوگئی

شکل اپنی اب تو دکھلاؤ مجھے
دیکھو میری کیسی صورت ہوگئی

نامہ کس کو کرتے ہو عاشق رقم
کیا پھر اوس سے خط کتابت ہو گئی

اک عمر تری زلف کے سودے مین بسر کی
دکھلاتی ہے اب راہ عدم یاد کمر کی

یاد آئی کب اسدم مجھے اوس ننھی کمر کی
تیاری مری ملک عدم کے ہے سفر کی

اللہ رے طول شب فرقت کہ مجھے اب
پائی نہین جاتی کوئی امید سحر کی

تاریک ہوا جاتا ہے نظرون مین زمانہ
صورت نظر آتی نہین اوس شکل قمر کی

رو رو کے ڈبو دے نہ کہین کشتی دل کو
حالت بہت ابتر ہے مرے دیدۂ تر کی

زلف و رخ جانان کی رہی آٹھ پہر یاد
اس شغل مین عمر اپنی بسر شام و سحر کی

سمجھا مین گہن سے مہ کامل نکل آیا
وہ زلف سیہ جب رخ پر نور سے سر کی

برقع وہ اولٹ دے رخ تابان سے جو اپنے
لا سکتا ہے پھر کون بھلا تاب نظر کی

خوبان جہان کی ہے یہ صورت ترے آگے
جو شکل کہ خورشید کے آگے ہو قمر کی

انکار عبث ہے کہ ترے نقش قدم نے
اغیار کے گھر جانے کی بارہا مخبری کی

بن بن کی شرر آنکھونسے اشک آ رہے ہین باہر
کچھ پوچھ حقیقت نہ مرے سوز جگر کی

لے جلد خبر آکے مسیحا کہ شب ہجر
حالت ترے بیمار مین ہے شمع سحر کی

دیکھا نہ وجود عدم آنکھونسے ہو جیسے
خاک اوسکو نظر آئیگی شکل اوسکی کمر کی

[illegible] برباد کیون کیسی کہی — یہ صبا [illegible] کیون کیسی کہی

تم رہو آباد کیون کیسی کہی — غیر ہون برباد کیون کیسی کہی

قتل کر مجھکو عدو کے سامنے — اور بت جلاد کیون کیسی کہی

تو بھی زاہد دل سے شوقِ بادہ کر — ہاتھ لا اوستاد کیون کیسی کہی

غیر کی باتون کو دے دل سے بھلا — قول یہ رکھ یاد کیون کیسی کہی

صانعِ قدرت نے آنکھون پر تری — کر دیے دو صاد کیون کیسی کہی

شاد رکھ لطف و عنایت سے مجھے — غیر کو ناشاد کیون کیسی کہی

آگئے نالون کے مرے اے شورِ حشر — تیری کیا بنیاد کیون کیسی کہی

ہجر مین بھی رکھ خیالِ وصلِ یار — اے دل ناشاد کیون کیسی کہی

خوش رہے اوستاد ذاکر دہر مین
عاشقِ ناشاد کیون کیسی کہی

نیکون مین بدی نام کو پائی نہین جاتی — بدباطنون کے دل سے برائی نہین جاتی

چاہت تری اب ایسی بھلائی نہین جاتی — اور ہجر کی آفت بھی اوٹھائی نہین جاتی

دانتون سے ترے کسطرح تشبیہ کوئی دے — اونکی سی چمک ہیرے مین پائی نہین جاتی

[illegible] پاتی ہے گردون پہ تو لاتی ہے انکو — کچھ آہ مری باد ہوائی نہین جاتی

سو ظلم جھیلے ہین رنج اُٹھا سکتا ہون لیکن / آفت شبِ ہجر انکی اُٹھائی نہین جاتی

بوسو نہین جو ہی اُس لبِ شیرین کے حلاوت / شہد و شکر و قند مین پائی نہین جاتی

رونے سے ہو کیا خاک مرا سوزِ جگر کم / شبنم سے مگر پیاس بجھائی نہین جاتی

حالِ دلِ بیتاب سناؤن اوسے کیونکر / ای ضعف زبان بھی تو ہلائی نہین جاتی

دی زہر کوئی مجکو تو مین شوق سے کھاؤن / پر جھوٹی قسم اوسکی تو کھائی نہین جاتی

کر سکتے ہین کیا آہون کے شعلے دمِ گریہ / پانی مین تو کچھ آگ لگائی نہین جاتی

ای غیرتِ گل پوچھ نہ حالِ دلِ پُردرد / یہ غم کی حکایت تو سنائی نہین جاتی

کیا فایدہ اِس گریۂ بی سود سے اے چشم / جب دل کی لگی تجھسے بجھائی نہین جاتی

ہی فرقتِ جانان کا مرے دلپہ جو صدمہ / اس درد سے اب جان بچائی نہین جاتی

اِن شمع عذارونکا تو پروانہ ہے عاشق
لو خالق اکبر سے لگائی نہین جاتی

گیسو کی کشش کیون طرفِ دل نہین ہوتی / یہ کیسی بلا ہی کہ جو نازل نہین ہوتی

کیونکر نہ ہون عشاق ترے کوچہ مین نالان / کس باغ مین فریادِ عنادل نہین ہوتی

ہمسر نہین ہو سکتی گھٹا زلف سے اوسکی / بجلی کبھی عارض کے مقابل نہین ہوتی

ملتی نہ شباہت رُخِ انور سے جو اوسکے / قدر اتنی تری ای مہِ کامل نہین ہوتی

کیون حُسنِ رُخِ یار ہو کم خالِ سیہ سے
بار اوسکا نہین اوٹھاتے ہین عشاق کیونکر

کچھ خوبیٔ مہ داغ سے زائل نہین ہوتی
سختیٔ غمِ ہجر کوئی سہل نہین ہوتی

کب یاد تری زلف کی اے دلبرِ عاشق
عشاق کے پاؤن کی سلاسل نہین ہوتی

منکرِ بادۂ گلنار کی ایسی تیسی
گھر عدو کا نہ جلایا مرا دل پھونک دیا
حُسن پر اپنے پری ناز کرے کیا ہے مجال
چشم و گیسو کو ترے دیکھکے کہتے ہین یہ سب
ضعف سے بارِ غمِ ہجر نہین اوٹھ سکتا
آج تک جو ترا دیوانہ ہوا ہو نہ کبھی
جو تجھے دیکھکے پھر جانب یوسف دیکھے
قامت و چشم سیہ سے تری نسبت اونہین کیا
دیکھنے دی نہ کبھی صورتِ راحت مجھکو
اِک اشارے نے تری ابرو کے دو ٹکرے کیے
تر ہوا ایسا عرق مین کہ لگا دم گھٹنے

ساقیا زاہدِ مکّار کی ایسی تیسی
ہت تری آہِ شرربار کی ایسی تیسی
آگے اوس حور کے مردار کی ایسی تیسی
نرگس و سنبلِ گلزار کی ایسی تیسی
ایدل اس عشق کے بیگار کی ایسی تیسی
اے پری ایسے بھی ہشیار کی ایسی تیسی
ایسے ناقدر خریدار کی ایسی تیسی
سروِ اور نرگسِ بیمار کی ایسی تیسی
اس غمِ فرقتِ دلدار کی ایسی تیسی
آگے اِس تیغ کے تلوار کی ایسی تیسی
اس مرے گرمئے رفتار کی ایسی تیسی

بوسہ کیا لے گا لبِ سرخِ صنم کا عاشق
غیر کمبخت سیہ کار کی ایسی تیسی

تم اپنے رخ کے کہین بوسے مجھکو دو تو سہی — نہ آٹھ سات سہی لیکن ایک دو تو سہی
مین لیلون بوسہ ذرا مجھکو گالی دو تو سہی — لپٹ ہی جاؤن اگر تم کہو ہٹو تو سہی
مرے حساب تو ایجان نہ ہو سکے گا شمار — مین بوسے لیتا ہون لب کے ذرا گنو تو سہی
کبھی تو وصل کی تدبیر راست آئے گی — مگر ہماری یہ تقدیر سیدھی ہو تو سہی
خجل ہو سروِ سہی اور سرنگون شمشاد — اکڑ کے تن کے چمن مین ذرا چلو تو سہی
لڑائی غیر سے ہو اپنا کام بن جائے — وہ بگڑین بھی تو سہی اور لڑائی ہو تو سہی
جو بوسے اوس بتِ بدخو کے منہ ملا کے لئے — کہا جھڑک کے الگ ہو ذرا ہٹو تو سہی

کسی طرح تو کٹے دن فراق کا عاشق
خوشی ہو غم ہو کوئی مشغلہ ہو ہو تو سہی

واہ زلفِ پریشان طبیعت ہو گئی — کیا بلا آئی مرے سر کیسی آفت ہو گئی
گنجِ رخ کے بوسے دینے مین بھی خست ہو گئی — یہ بھی کیا اے سیمتن قارون کی دولت ہو گئی
آئینہ صاف ایسا تابانی کہان خورشید مین — جسنے دیکھا نقشِ پائے یار حیرت ہو گئی
دوڑے آئے دیکھنے بیمار سنکر وہ مجھے — باعثِ آرام تکلیفِ علالت ہو گئی

رام اپنا کر لیا سب کو بتون نی یا خدا
انکی کیا ساری خدائی مین حکومت ہو گئی

آگے اوس گیسو کے شرمندہ ہوا ابرِ سیاہ
دیکھکر منہ اوسکا آئینے کو حیرت ہو گئی

بوسہ لیکر کر دیا اوس شعلہ رو کو ہے آگ
خود ہمین سے گرمجوشی مین شرارت ہو گئی

بعد مردن اسقدر عشقِ بتان کا ہی اثر
جو چڑھی پھولونکی چادر سنگِ تربت ہو گئی

آنکھ دیکھی میری وہ دلبر گیا اولٹا پلٹ
سیدھی ہو کر پھر مری برگشتہ قسمت ہو گئی

حمام سے باہر ہوئے وہ گھر سے مین باہر ہوا
اونکو غصہ آگیا اور مجکو وحشت ہو گئی

کیا درازی ہو شبِ فرقت کی ای عاشق بتا
مختصر یہ ہے کہ وہ روزِ قیامت ہو گئی

جو دو بوسہ ہے مہربانی تمھاری
رہے یادگار اک نشانی تمھاری

مجھے قابلِ دیدِ عارض سمجھنا
یہ ہے مہربان قدردانی تمھاری

شبِ ماہ مین یاد آتی ہے ہر دم
مجھے چاند سی شکل جانی تمھاری

قیامت کے فتنے اوٹھاتی ہے طفلی
غضب ڈھائیگی نوجوانی تمھاری

کرون اپنے آئینۂ دل مین چھپان
جو دے کھینچ تصویر مانی تمھاری

ستم ایک تو گندمی رنگ تھا ہی
غضب اور یہ پوشاک دھانی تمھاری

نہین دل سے مٹتا ہے داغ جدائی
قیامت کی ہے یہ نشانی تمھاری

پریشان ہی دل یاد مین اُسکے میرا
نہین بھولتی زلف جانی تمھاری

نہین بھولتا یاد عاشق کسی دن
زبان پر ہے ہر دم کہانی تمھاری

ہی زخمی شمشیرِ ادا دل کئی دن سے
سینے مین تڑپتا ہی یہ بسمل کئی دن سے

بے لطف ہی اب یار کی محفل کئی دن سے
اغیار بھی ہونے لگے داخل کئی دن سے

وابستۂ گیسوی مسلسل ہے مرا دل
گردن مین پڑی ہی یہ سلاسل کئی دن سے

دیتا ہے رخِ صاف کی بوسے وہ شہِ حسن
ملتا ہی حلب کا مجھے حاصل کئی دن سے

دونون ہی سی ایجان ہوئین اپنے پریشان
قابو مین جگر ہے نہ مرا دل کئی دن سے

کس غیرتِ گل کا ہی ارادہ پئے گلگشت
گلزار مین ہی شورِ عنادل کئی دن سے

باتون کا بنا دینا تو آسان ہے لیکن
مشکل ہی کہ بگڑی ہین وہ ایدل کئی دن سے

کیا قتل مین ہونگا کہ مجھے خواب مین ہر شب
آتا ہے نظر خنجرِ قاتل کئی دن سے

اللہ ری رنگِ اثرِ گریۂ عاشق
خون آنے لگا اشکونکے شامل کئی دن سے

اوٹھون کیا خاک کوی گلرخان سے
کہین جاتی ہے بلبل بوستان سے

مقابل ہون جو اوس گل کی دہان سے
ملا غنچو نکو ایسا مُنھہ کہان سے

اوٹھا لے یا خدا مجھکو جہان سے — پریشان سخت ہون جورِ بتان سے

بہار آئے گلستا نہین خزان سے — عجب کیا انقلابِ آسمان سے

چلے آتے ہو گھبرائے کہانسے — ہوے کیا مضطرب میری فغان سے

وہان بلبل یہان عشاق نالان — ترا کوچہ نہین کم گلستان سے

اوڑایا آج فقرہ نہین او نہین خوب — دیا کرتے مجھکو روز جہان سے

کہان جنت کہان کوچہ صنم کا — زمین کو کیا ہے نسبت آسمان سے

اجی چلنے بھی دو اغیار مین تیغ — سرک جاؤ ذرا تم درمیان سے

رخِ گلگون دکھا کر تو نے صیاد — عنادل دامِ گیسو مین ہین پھانسے

ہوا گیسو سے مشتاقِ رخِ یار — چلا کعبے کو دل ہندوستان سے

بہارِ کوے جانان دیکھتا ہون — غرض کیا مجھکو سیرِ بوستان سے

ندے اغیار کو تو جسپے مجھپر — فدا وہ تجھپہ ہین دلسے مین جانسے

جنون صحرا نوردی یادِ رخ مین — نہین کم مجھکو سیرِ گلستان سے

کرون قابو مین آج اوس حیلہ جو کو — چلے وہ جوڑ تو دون مین بھی جھانسے

بیان رفعت ہو اوس ایوان کی کیونکر — زمین اونچی ہے جسکی آسمان سے

ہماری زندگی ہے تلخ عاشق — غمِ ہجرِ بتِ شیرین بیان سے

نہین غنچے کو نسبت اوس دہن سے گرہ وہ گویا یہ عاجز ہے سخن سے
پھرا ہون دشتِ غربت مین وطن سے ملا یہ داغ تو چرخ کہن سے
زبان کو ربط ہے جبتک دہن سے رہے غافل نہ دل فکر سخن سے
نہ نکلا کوئی زلفِ پرشکن سے نہ باز آیا یہ دل دیوانہ پن سے
غزالانِ ختن رہتے ہین بدمست تمھاری بوے زلفِ پرشکن سے
جو اوٹھ جاؤگے تم پہلو سے میرے نکلجائیگی جان اے جان تن سے
کیا ہر طرح اوسنے قتل مجھکو کرشمے سے ادا سے بانکپن سے
ہنسے ہم اپنے اوپر اے پری آپ جب آئے ہوش مین دیوانہ پن سے
بیان کیا سا عدون کا تیرے اے گل کہین نازک ہین شاخِ یاسمن سے

جدائیمین یہی ہوناہے عاشق
نکل جائیگی اک دن جان تن سے

تبسم اوسنے غنچون کے دہن سے مین نالے سیکھا مرغانِ چمن سے
لبِ رنگین کو دون کیا اوس سے نسبت کہین خوشرنگ ہین لعلِ یمن سے
کیا غیرونسے دان دل اوسنے ٹھنڈا لگی یان آگ اپنے تن بدن سے
زبان پر جسکے نام اوس گل کا آئے نہ جائے حشر تک خوشبو دہن سے

وہ ساقی ہی نہین تو کیا غرض ہے
ہزارون یوسفِ دل ہای عشاق
مثال اپنی وہ ہر کوچہ سے اوسکے
کیا جو اوسنے چاہا سب سے تائل

ہوا سے ابر سے صحنِ چمن سے
نہ نکلے گر کے اوس چاہِ ذقن سے
عنادل کو جو نسبت ہی چمن سے
نہ نکلی بات تک میرے دہن سے

رُخِ روشن سے سر کی زلف عاشق
سیہ کارِ نکل آیا گہن سے

کچھ آج سی عشقِ بُت خود سر ہی نہ کل سے
ہو جاتا ہی نظروں مین سیہ روزِ جدائی
تم زینتِ آغوش نہ ہوتے تو عجب کیا
موذی کو کبھی نعمتِ دنیا نہین حاصل
مجھ زار کو لائے نہ کہین پیچ مین اپنے
کیا گردشِ گردون سی مرا نخلِ تمنا
بل کھاتی ہو دیکھ کی اُس موے کمر کو

سودا یہ مرے سر مین سمایا ہی ازل سے
یاد آتے ہین جسدم وہ شبِ وصل کے جلسے
گھبرا کے نکلجاتا دلِ زار بغل سے
بے بہرہ سدا رہتی ہی زنبور عسل سے
ڈرتا ہون مین ای یار تری زلف کی بل سے
پھولا گُلِ حسرت سی پھلا یاس کے پھل سے
پڑ جاتے ہین تارِ رگِ جان مین مرے بل سے

جینے سے بہت ہجر مین تنگ آیا ہون عاشق
لے جلد خبر اب یہ تمنا ہے اجل سے

غیر کی محفل کا جانا چھوڑ دے
شمع رو میرا جلانا چھوڑ دے

جس سے تو ہنسنا ہنسانا چھوڑ دے
کیون وہ پھر آنسو بہانا چھوڑ دے

زلف کیون اوسکے زرِ رخ سے ہٹے
سانپ کیا خالی خزانا چھوڑ دے

مجھسے جب تک صلح ہے او شوخ چشم
غیر سے آنکھین لڑانا چھوڑ دے

جان بلبل ہون ظلم سہا اوسکے مگر
کہہ نہین سکتا ستانا چھوڑ دے

دام مین گیسو کے او صیادِ خلق
طائرِ دل کا پھنسانا چھوڑ دے

خوف جانبازون کو کب شمشیر کا
تیغِ ابرو سے ڈرانا چھوڑ دے

وصل کی شب ہے نہ ہو جائے سحر
بھیرو ین پچھلے سے گانا چھوڑ دے

مین نہ چھوڑونگا تجھے ایجانِ جان
گو مجھے سارا زمانا چھوڑ دے

غیر اور بوسے لبِ نازک کے ہائے
بے ادب کا منھ لگانا چھوڑ دے

ہان جہا عاشق خدا کے واسطے
تو بتون سے دل لگانا چھوڑ دے

خود بھی عاشق ہو تو ناحق کا ستانا چھوڑ دے
دل دکھے اُسکا تو میرا دل دکھانا چھوڑ دے

شمع رو میری غزل غیرو نمین گانا چھوڑ دے
دل جلانیکو مری یہ راگ لانا چھوڑ دے

دیکھیے اکدن اگر اُس گل کے کوچہ کی ہوا
عندلیب اب پھر گلشن کا جانا چھوڑ دے

جان جائیگی مری تو ہوگا رسوا صفت مین
او ستم ایجاد ہر دم کا ستانا چھوڑ دے

رات دن سودائے گیسو مین دلِ دیوانہ تو
صورتِ زنجیر یا غُل کا مچانا چھوڑ دے

روز روشن میری نظرونمین شبِ تاریک ہے
عارضِ تابان کا زلفون سے چھپانا چھوڑ دے

تا نہ پھر اور رونقِ محفل کوئی فتنہ اوٹھے
غیر کا تو بزم مین اپنی بٹھانا چھوڑ دے

خوب ہو عاشق اگر وہ کافرِ صیادِ خلق
مُرغِ دل کا دامِ گیسو مین پھنسانا چھوڑ دے

دیکھے سنبل جو تری زلف کو سودا ہو جاے
آئینہ منھ پہ نظر ڈالے تو سکتا ہو جاے

مہربان مجھپہ اگر وہ گُلِ رعنا ہو جاے
گلشنِ دہر مین اپنا بھی ٹھکانا ہو جاے

شب کو اے مہرِ رخِ روشن سے جو اوٹھے نقاب
بدر خجلت سے گھٹے ایسا کہ تارا ہو جاے

رات بھر تم شبِ وعدہ نہ جو یہان سے آؤ
روتے ہی روتے یہان شام سے تڑکا ہو جاے

چشم جوہر سے تجھے دیکھے تو بانگون پہ عیان
میرے اللہ ابھی آئینہ اندھا ہو جاے

کہہ کے افسانہ جو حالِ دلِ پُر درد کہون
نیند کا اونکو شبِ وصل بہانا ہو جاے

آنکھ غصے کی دکھائے جو دہان کر تیور
ایصنم حسن ترا اور بھی دونا ہو جاے

ظلمتِ شب سے جو گھبرائے تو ہنگامِ خرام
رشکِ خورشید ترا نقشِ کفِ پا ہو جاے

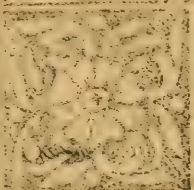
رکھتا ہے اُسکے رخِ صاف کا ہر وقت خیال
کیا عجب خانۂ دل آئینہ خانا ہو جاے

خط مین وصفِ کمرِ یار لکھا ہی مینے
خواہشِ عفوِ گنہ اسلیئے کرتا نہین مین
دیکھ لے گھاٹ جو تلوار کا تیری بسمل
بال سلجھائے جو تو دستِ حنائی سے صنم
تلوے جانان کے ملون آنکھونسے اپنی شبِ وصل
کیا تعجب اثرِ وعدہ خلافی سے تری
اسقدر طول ہی قصہ مری دردِ دل کا

کیا تعجب جو کبوتر مرا عنقا ہو جائے
اے بتو تمکو خدائی کا نہ دعویٰ ہو جائے
ہر بُنِ مو سے روان خون کا دریا ہو جائے
غیرتِ پنجۂ مرجان ترا شانا ہو جائے
پائنتی اوسکے اگر میرا سرہانا ہو جائے
وعدہ اُس حور کا بھی وعدۂ فردا ہو جائے
سنتے ہی سنتے مرے [illegible] ہو جائے



تاب کیا کہ ہے چلا جاؤن جو اسکے عشق
دیکھو زنجیر در یار تو سودا ہو جائے



کسی کے جلوے ان آنکھونمین ہین سمائے ہوئے
نہین ہے چاند ہی اس رخ سے داغ کھائے ہوئے
وہ گل ہے پیار سے مجکو گلے لگائے ہوئے
نہین جو آتے تھے کل تک وہ منائے ہوئے
تبانِ سنگدل و پیر چرخ و مرغِ سحر
دعائے نیم شبی کا ہے یہ اثر سارا

ادائین پیاری مرے دلکو ہین لبھائے ہوئے
ہین پھول بھی تو عرق شرم مین نہائے ہوئے
رقیب رشک سے [illegible] ہین خار کھائے ہوئے
وہ بے بلائے مرے گھر مین آج آئے ہوئے
بتائین کیا کہ ہین کس کسکے ہم ستائے ہوئے
جو آج گھر مرے آئے وہ بن بلائے ہوئے

تبونکی تو نہین کچھ اصل توبہ توبہ ہم
خدا کے گھر بھی نجائینگے بے بلائی ہوے

پس فنا نہ مکدر رہو خاک سے میری
چلو نہ راہ مین آنچل کو تم اٹھائی ہوے

دماغ اونکا پریشان ہی نکہت گل سے
جو تیری گیسوء مشکین کی بو ہین پائی ہوے

تجھے ہو سجدہ کعبہ مبارک اے زاہد
ہم آستان صنم پر ہین سر جھکائی ہوے

کبھی وہ بھول کے دیکھے نہ سوی حور جنان
نظر مین جسکی ہون تم سی لب بستر سمائی ہوے

گلہ کسیکا نہین ہی یہ بخت کی خوبی
جو اپنے تھے تری الفت مین وہ پرائی ہوے

تمھاری گیسوء پر پیچ کی محبت مین
بلائین سر پہ زمانی کی ہین اٹھائی ہوے

تڑپ سکون مین دم ذبح کب یہ ممکن ہے
کہ ہین وہ زانو سی سینہ مراد بائی ہوے

جہانئین لاکھ حسین ہون مگر بلا سی مری
کہ تم ہی تم ہو نظر مین مری سمائی ہوے

عدم کو جاؤنگا ہستی سی سرخرو عاشق
وہ ساتھ ہونگے جنازی کی پان کھائی ہوے

چمن مین روز سنجایا کرو حنا کے لیئے
مرے لہو کی قسم ای بتو خدا کے لیئے

جو بوسے اس بت بدخو کی منھ ملا کے لیئے
کہا جھڑک کے الگ بیٹھیے خدا کے لیئے

دعائین مانگتا ہین صبح مین قضا کے لیئے
اگر سمجھتا اثر ہی مری دعا کے لیئے

وبال جان ہی مری زندگی خدا کے لیئے
منگائین زہر اطبا مری دوا کے لیئے

یہ رحم آیا مری حالِ زار پر دمِ نزع / کہ خود اجل نے دعا کی مری شفا کے لئے

تو باز آئیگا کا ہیکو ظلم سے ظالم / کہ ہے خدا نے بنایا تجھے جفا کے لئے

نہ آئینگے تری کوچہ مین پھر کبھی ای بت / دکھا دی آج تو صورت ذرا خدا کے لئے

غبار راہ اڑا کی جو لیجای کوے جانان مین / دعائین مانگتا ہون مین اُسی ہوا کے لئے

طبیبو عشق لبِ سرخِ یار کا ہون علیل / منگاؤ شربتِ عناب اب دوا کے لئے

قیام کوچۂ جانان نصیب ہو یا رب / کہ سلطنت سی زیادہ ہی مجھ گدا کے لئے

اشارہ خنجرِ ابرو کا بس ہی ای قاتل / برای قتل نہ شمشیر اُٹھا خدا کے لئے

علاج کر چکے آزارِ عشق کے ہم سب / بس ایک زہر ہی باقی رہا دوا کے لئے

شبِ وصال وہ سو بار روٹھے ای عاشق
مگر جو لینے تھے بوسے منا منا کے لئے

وصل مین وہ شعلہ رو میری جلانیکے لئے / دھمکیان دکھلاتا ہی گھر اپنے جانیکے لئے

کیا غضب کی سوجھی ہی فتنہ اُٹھانے کے لئے / جاتی ہین ہم خواب سے انکو جگانیکے لئے

طالبِ دیدار سی کہتا ہی وہ پردہ نشین / حُسن کی دولت نہین ہوتی لٹانیکے لئے

صدقے ایسے بھولے پن کی آکے میری قبر پر / کہتے ہین اُٹھو کھڑے ہین ہم جگانیکے لئے

حسرت و حرمان و یاس و حزن و رنج و درد و غم / ہجر مین یہ سب ہین میری جان کھانیکے لئے

دیر سے ہم سر جھکائے بیٹھے ہین کہدے کوئی
لائین وہ تشریف خنجر آزمانیکے لیئے

ماہیئ بے آب سا تڑپا کیا مین خاک پر
جب چلے وہ جانب دریا نہانیکے لیئے

روبرو اُس شمع رو کے آئیگا کیا آفتاب
تاب تو پیدا کرے آنکھین ملانیکے لیئے

روشنی داغ دلکی وجہ سے پروا نہین
لائے کوئی شمع تربت پر جلانیکے لیئے

غم کو مین کھاؤن نہ کیونکر غم مجھے کھائے نکیون
وہ مرے کھانیکو ہے مین اوسکے کھانیکے لیئے

روکے وہ بولا سرِ بالین یہ مجھسے وقتِ نزع
روٹھے کیا جاتی ہو تم میرے منانیکے لیئے

کسطرح دم بھر مین ہو حالِ شبِ فرقت بیان
چاہیئے اک عمر یہ قصہ سنانیکے لیئے

وہ کفِ پا مین حنا ملواتی ہین غیرون سے آج
عاشقِ خستہ جگر کا خون بہانیکے لیئے

فکرِ تعمیرِ مکان نے کردیا وحشی مجھے
چاہیئے خاکِ بیابان گھر بنانیکے لیئے

بحث عاشق اس سے کیا وہ ہان نہین کا دین جواب
کر سوالِ وصل قسمت آزمانے کے لیئے

دلمین بھری ہین سیکڑون ارمان نئے نئے
صد شکر میرے گھر مین ہین مہمان نئے نئے

مضمون تری غزل مین ہین ایجان نئے نئے
مطلب بھی ہین نئے نئے عنوان نئے نئے

کیجے قبول لختِ دل و اشک نذر مین
حاضر ہین لعل و گوہرِ غلطان نئے نئے

روتا ہون یاد کرکے جو اس بحرِ حسن کو
اُٹھتے ہین میری آنکھ سے طوفان نئے نئے

اے رشکِ باغ تو بھی ذرا ہنسکے بات کر — دکھلا رہا ہی پھول گلستان نئے نئے
آمد سُنی جو اوس گُلِ نوخط کی باغ مین — اوڑ اوڑ کے آئے مُرغِ خوش الحان نئے نئے
ڈر ہی کہ پھینس نجائے کہین مرغِ دل مرا — کرتے ہین پیچ گیسوئے پیچان نئے نئے
عاشق ہون ابروؤن کا مری قتل کے لئے — ہوتے ہین تیز خنجرِ بُرّان نئے نئے
پورا کبھی نہ تمسے ہوا وعدہ وصال — کرتے ہی روز رہتے ہو پیمان نئے نئے

عاشق عجب ہے تجھسے سخنور کے عہد مین
گائین غزل پُرانی غزلخوان نئے نئے

شیدائے زلف عاشقِ رخسار ہو گئے — کافر خدا کے فضل سے دیندار ہو گئے
کوچے مین اونکے جمع خریدار ہو گئے — اب تو وہ رشکِ یوسفِ بازار ہو گئے
آنکھوں پہ کی نگاہ تو بیمار ہو گئے — زلفوں کو چھو کے مفت خطاوار ہو گئے
جلوہ نما جو وہ سرِ بازار ہو گئے — یوسف کی گاہک اُنکے خریدار ہو گئے
اسدرجہ شوق دید مین ہم زار ہو گئے — تارِ نگاہ مردمِ بیمار ہو گئے
پابند دامِ گیسوِ خمدار ہو گئے — آزاد تھے بلا مین گرفتار ہو گئے
پہونچے خیال آئینۂ رخ سے سوئے زلف — شہر حلب سے داخلِ تاتار ہو گئے
انداز ناز عشوہ کرشمہ ادائے یار — اک دل کے میرے کتنے خریدار ہو گئے

کیا کیا چمنی ہین پہول تری جامہ چین نے دیکھ
دامن کے پاٹ تختۂ گلزار ہوگئے

لاغر وہ ہون کہ میری نکل جانیکے لیئے
در سے زیادہ روزن دیوار ہوگئے

روئے جو یاد موی میان بتان مین ہم
تار آنسوؤنکے رشتۂ زنار ہوگئے

حیرا ہون رات خواب مین وہ آئی کسطرح
کیا بخت خفتہ طالع بیدار ہوگئے

اوڑکر خبر کیطرح پہونچتی ہین دور تک
خط اوس پری کی پرچۂ اخبار ہوگئے

مقتل مین ایکدم سی اولٹ دینگے وہ صفین
سید ہے جو لیکے ہاتھ مین تلوار ہوگئے

تاثیر انقلاب زمانہ سے ای فلک
سمجھے تھے جنکو یار وہ اغیار ہوگئے

پھر او خیال پنجۂ رنگین بہار دیکھ
پھر جوش پر یہ دیدۂ خونبار ہوگئے

جنپر نگاہ پڑ گئی اُس شوخ چشم کی
وہ دیکھتے ہی دیکھتے بیمار ہوگئے

کھل کھل کے عاشق اُس بت کافر کی عشق مین
مانند تار رشتۂ زنار ہوگئے

چمکے افشان جو شب ماہ وہ دلبر نکلے
تاب کیا پھر کوئی تارا جو فلک پر سے نکلے

لڑکے ہمرہ سو سی لیئے ہاتھو نمین پتھر نکلے
گھر سے ہم عالم وحشت مین جو باہر نکلے

میان سی جب نہ نکالے تری خنجر سے نکلے
کیون نہ سفاک دم عاشق مضطر نکلے

جسم زار اپنا ملاؤن جو کمر سے اونکی
فرق دونون مین نہ اک بال برابر نکلے

تھا جو یہ خوف کہ افشا ہو راز الفت
اشک آنکھوں سے دمِ گریہ نہ باہر نکلے

صبح کی وقت نظارۂ رخِ قاتل کے رہے
خوب ارمان ہمارے تہِ خنجر نکلے

ہو گئی مانند ستاروں کی فلک پر صورت
جگنے افشان جو کسی رات وہ باہر نکلے

مین ہوں وہ میکشِ بدبخت جو ڈھونڈھوں ساقی
نہ سبو نکلے نہ خُم نکلے نہ ساغر نکلے

کٹ گیا سر بھی مگر اُف نہ کبھی کی مینے
کون ہے جو تہِ خنجر مرا ہمسر نکلے

کیا مرے روی منور کے مقابل ہون حسین
سامنے مہرِ درخشان کے کب اختر نکلے

یاد آیا دمِ گریہ جو دُرِ گوشِ صنم
عوضِ اشک مری آنکھ سے گوہر نکلے

روزِ روشن پہ گُمان ہو شبِ تیرہ کا مجھے
رخ پہ بکھرا کے جو وہ زلفِ معنبر نکلے

آج ای آہ دکھا ایسا قیامت کا اثر
دلکو تھامے ہوے وہ فتنۂ محشر نکلے

شرحِ خالِ رخِ دلبر نہ ہوئی مجھسے تمام
ایک نقطے کی صفت مین کئی دفتر نکلے

تیغ ابرو ہی تمھاری ہی مری قتل کو بس
ہاتھ مین اپنے عبث تم لیے خنجر نکلے

عشق مین قامتِ جانان کی موا ہون ای چرخ
خاک سے میری عجب کیا جو صنوبر نکلے

سارے عالم مین اگر ڈھونڈھے کوئی ای عاشق
اوس جفا پیشہ سے بڑھکر نہ ستمگر نکلے

تجھے ہم یار سمجھے تھے تجھے دلدار سمجھے تھے
بنے گا دشمنِ جان یہ نہین زنہار سمجھے تھے

کریگا لیکے دل رسوا سرِ بازار سمجھے تھے | تجھے تو پہلے ہی ہم او بتِ عیار سمجھے تھے
عبث ہم دلمین اونکو غیرتِ گلزار سمجھے تھے | خبر اصلا نہ تھی وہ ہمکو مثلِ خار سمجھے تھے
نہوگا تجھسے پورا وصل کا اقرار سمجھے تھے | اسی سے قول کو تیری غلط اے یار سمجھے تھے
انھین ہے کے عشق مین آخر گلا کاٹا گیا اپنا | یہ خنجر نکلے جنکو ابروے خمدار سمجھے تھے
عیادت کی بہانے سے بلایا جب تو وہ آ کر | لگے کہنے کہ اچھا ہم تجھے بیمار سمجھے تھے
گرا جو نقدِ دل میرا تو کیون صدمہ نہوا دلکو | گرہ کا مال اپنے گیسوے دلدار سمجھے تھے
رہا کرتا تھا خوبانِ جہان کا رات دن مجمع | گلی کوچہ کی ہم شہر کا بازار سمجھے تھے
علاجِ دردِ دل تجھسے نہوگا اے مرے عیسیٰ | سبب اسکا ہے صحبت پہلے ہی بیمار سمجھے تھے
ہوا نیلا بدن تاثیرِ سم سے جب چھوا اسکو | تری زلفِ سیہ کو ہم نہ پہلے مار سمجھے تھے
چلی تدبیر ہی کوئی نہ کوئی بن پڑی حکمت | اطبا کیا علاجِ عاشقِ بیمار سمجھے تھے

فراقِ ساقیِ مہوش کریگا مضطرب عاشق
یہ پہلے بادۂ الفت کے کب سرشار سمجھے تھے

تیری سینے مین جو اپنا دل ناشاد رہے | چین دم بھر نہ تجھے او ستم ایجاد رہے
ماہ و خورشید سے جب تک فلک آباد رہے | جلوہ افروز ترا حسنِ خداداد رہے
جسکی نظرون مین قدِ غیرتِ شمشاد رہے | کیون نہ وہ سرو کے مانند پھر آزاد رہے

ہم نفس تجھسے نہ جب تک ستم ایجاد رہے
چین سے سینے میں کیونکر دلِ ناشاد رہے

قمریاں سرو کو نظروں سے گرادیں اپنی
محوِ گلگشت جو وہ غیرتِ شمشاد رہے

چاہنے والے بہت تمکو ملینگے لیکن
ایک بھی مجھسا نہ پاؤگے کہیں یاد رہے

ایک تم ہو کہ تمہیں دل سے نہ بھولے کبھی ہم
ایک ہم ہیں کہ نہ دم بھر کبھی تمہیں یاد رہے

دیکھ پائے جو ترا قامتِ موزوں قمری
اسکی نظروں میں نہ پھر وقعتِ شمشاد رہے

ساقیا مجکو بھی اک ساغرِ مے دے للہ
تا قیامت یہ تری انجمن آباد رہے

ہو ہی دیجے گا نہ آغوشِ محبت سے جدا
کن اداؤں سے لئے جاتی ہو دل یاد رہے

خود فراموش کیا انکے تغافل نے مجھے
بھول جائیں وہ جسے پھر اسے کیا یاد رہے

نازِ ان سنگدلونکے نہ اٹھاؤں عاشق
اپنے قابو میں جو اپنا دلِ ناشاد رہے

جب لکھے اوصاف ہمنے اس سراپا نور کے
تھا اثر روشن ہو گئے پیشِ نظر بلور کے

کیا سبب آنسو رواں رہتے ہیں جو آٹھوں پہر
کیا ہوا ہے دیدۂ تر زخم ہیں یا ناسور کے

گھر میں غیرِ نیش زن کو وہ پری مہماں ہے آج
بخت خفتہ جاگ اٹھے ہیں خانۂ زنبور کے

دیکھ پاتے جلوۂ برقِ رخِ جاناں اگر
حضرت موسیٰ نہ قائل ہوتے شمعِ طور کے

بیکلی کی تحریر کرنا چاہیے حالِ فراق
سوجھتے ہیں نشہ میں اکثر مضامین دور کے

سوزشِ زخمِ جگر سی پھنک رہا ہی جسمِ زار
جلد رکھ جرّاح پھاہے مرہمِ کافور کے

بزم مین جسکے فرشتونکی رسائی ہو محال
پھر بشر کسطرح پہونچے پاس تک اُس حور کے

جسنے تونے حشر مین ملنے کا ہی وعدہ کیا
گلشنِ جنت مین وہ خواہان نہ ہونگے حور کے

جو کوئی سُنتا ہی اے عاشق جگر ہوتا ہی شق
اسقدر پُر درد ہین نالے دلِ رنجور کے

نہ دل سے یادِ رُخِ گلعذار جاتی ہے
نہ میرے تن سے مری جانِ زار جاتی ہے

سوی چمن جو سواریِ یار جاتی ہے
گمان یہ ہوتا ہے بادِ بہار جاتی ہے

کھُلی رہین نہ دمِ نزع کیون مری آنکھین
کہ جان بحسرتِ دیدارِ یار جاتی ہے

نہین ہی سبزۂ خط مانعِ نظارۂ رُخ
نظر چمن مین کہان سوی خار جاتی ہے

خزان کو بھول کے کیون باغ باغ ہی بُلبُل
نہین خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہے

پلا دے شربتِ وصل آکے اے مسیحِ نفس
مریضِ ہجر کی اب جانِ زار جاتی ہے

وہ رشکِ گل پئے سیرِ چمن نہ کیون جاے
کہ سوی باغ نسیمِ بہار جاتی ہے

پسِ فنا بھی ہے باقی تعلّقِ اُلفت
ہماری خاک سوی کوی یار جاتی ہے

نہ کیون ہو سروِ گلستان پہ دل مرا مائل
کہ پائی اِک روشِ قدِّ یار جاتی ہے

دلون سی اُسکو خلش ہی ادھر سے تلوون سے
مژہ سے دی کہین تشبیہہ خار جاتی ہے

سحر قریب ہے وہ ماہوش نہیں آتا
ہماری جان شبِ انتظار جاتی ہے

یہ خوابِ ہجر بھی خوابِ عدم ہے اے عاشق
کہ روزِ اجل سرِ بالین پکار جاتی ہے

مرا خورشید رو جب چاندنی شب میں نہاتا ہے
قمر بحرِ خجالت میں ہزاروں غوطے کھاتا ہے

سرِ بزمِ عدو میری غزل جا جا کے گاتا ہے
مرا وہ خوش گلو ہرچند مجھسے راگ لاتا ہے

مرا جذبِ محبت جوش پر جس وقت آتا ہے
کشیدہ وہ کہیں بیٹھے ہوں یا تنگ کھنچا آتا ہے

سوالِ بوسۂ لب پر عبث آنکھیں دکھاتا ہے
قصورِ غیر کیا ہے اسمیں تو ہی منھ لگاتا ہے

ہے وہ رسمِ محبت یکقلم مسدود ہے باہم
نہ قاصد واں سے آتا ہے نہ نامہ یاں سے جاتا ہے

کمال ہوتا ہے سبب کو ابر میں ماہِ منور کا
رخِ روشن تہِ زلفِ سیہ جب آ چھپاتا ہے

کبھی بھولے سے الفت پر نہ انکی بھولنا اے دل
جفا اُن کی بتوں کی ہے خدا ہی یاد آتا ہے

سمجھ کر وحشی چشمِ سیاہِ دلربا مجھکو
ہر اک آہوئے صحرا آج کیوں آنکھیں دکھاتا ہے

شبِ تاریکِ ہجراں شمع کی مانند جلتا ہوں
خیالِ وصل جب اوس شعلہ رو کا دل میں آتا ہے

نہیں کچھ مغفرت میں اوسکی جای شبہ اے عاشق
جو نامِ احمدِ مرسل زبان اپنی پہ لاتا ہے

سوالِ وصل کا کسدن جوابِ صاف پایا ہے
دہانِ تنگ سے تیرے مرا دل تنگ آیا ہے

رخِ روشن کو اوسنے زلف شبگون مین چھپایا ہے
فلک نے کیسا یہ روزِ سیہ مجھکو دکھایا ہے

عجب کیا صبحِ محشر تک کبھی ہین جو نکو نیند ای قاتل
تری تیغِ تغافل نے مجھے ایسا سلایا ہے

ہوا گو ہجر فغان جب مین مرا تک عرش کو بولے
یہ کسکے نالۂ دل نے فلک سر پر اُٹھایا ہے

بیان کیا ہو تری تیغِ نگہ کا اوس بتِ کافر
اسی بیدرد نے تو خاک مین مجکو ملایا ہے

نہین ہین گل جو پہلو مین تو اوسکی داغِ فرقت کے
بصد جوشِ محبت مینے سینے سے لگایا ہے

ہمارے سے جو گل تک راضی آنے پر نہ ہوتا تھا
مرا جذبِ محبت آج اوسکو کھینچ لایا ہے

وہ رشکِ خط بھی مجھے مدت سے ای عاشق نہین لکھتا
خدا جانے اوسی اغیار نے کیا کیا پڑھایا ہے

پئے سیرِ چمن جو رشکِ گل جسدم نکلتا ہے
رخِ گلگون پر اوسکے بلبلونکا دم نکلتا ہے

جدائی مین کسی پہلو نہ اپنا دم نکلتا ہے
نہ کچھ قسمت سے ارمانِ دلِ پُرغم نکلتا ہے

تمھارے گیسوی پیچان مین جو عالم نکلتا ہے
کہان یہ سنبلِ گلشن مین پیچ و خم نکلتا ہے

نگہ پڑتی ہے جسدم ابروی خمدار پر اوسکے
کوئی ہوتا ہے بسمل اور کسی کا دم نکلتا ہے

جھٹک کر حلقۂ گیسو سے کچھ قطرے پسینے کے
کہا اوسنے دہانِ مار سے یون سم نکلتا ہے

صفائی جسقدر دانتون مین ہے اوس بحرِ خوبی کے
گہر اس آب کا بطنِ صدف مین کم نکلتا ہے

جو تو آئے عیادت کو تو ہو صحت مجھے حاصل
تری فرقت مین او رشکِ مسیحا دم نکلتا ہے

فصولِ اشکباری روزِ فرقت کچھ نہین لیکن
مرے دل کا بخار اے دیدۂ پُر نم نکلتا ہے

مرا دل بھی تو تیری یاد سے دم بھر نہین غافل
ترے منہ سے جو زاہد نام حق ہر دم نکلتا ہے

علاجِ زخمیِ تیرِ نگہ نہ چارہ گر بولا
نہین ڈھونڈھے سے ایسے زخم کا مرہم نکلتا ہے

دمِ شمشیر سے دم دینا تیرا کم نہین قاتل
ترے اس دم پر او دمباز اپنا دم نکلتا ہے

جو آتا ہے تو اے رشکِ مسیحا جلد آ ورنہ
کوئی دم مین مریضِ ناتوان کا دم نکلتا ہے

عنادل کہتے ہین جب دیکھتے ہین اُس گلِ رخ کو
چمن مین پھول ایسے رنگ و بو کا کم نکلتا ہے

دمِ آخر وہ گل ہنستا ہے مجھکو دیکھکر عاشق
کسیکی دل لگی ٹھہری کسیکا دم نکلتا ہے

قدِ موزون سے ترے سرو کو نسبت کیا ہے
وہ مقابل ہو ترے ایسی قیامت کیا ہے

آج کیون اتنے پریشان ہو یہ حالت کیا ہے
سچ کہو میری قسم باعثِ وحشت کیا ہے

بیخودی تو ہی بتا دے مری حالت کیا ہے
نہین معلوم تری تجھپہ مصیبت کیا ہے

لیکے دل منہ کو چھپا لینے کی عادت کیا ہے
شرط بوسے کی تھی پھر دینے مین حجت کیا ہے

کوچۂ یار کو کیون خلد سے دیجے تشبیہ
آگے اس باغ کے وہ گلشنِ جنت کیا ہے

غیر کو بوسے نہ آئینہ کو رخ کر دیجے
صاف انکار ہو ایسی بھی مروت کیا ہے

دل تجھے دیکے ہون خود اپنی خطا پر نادم
بیوفائی کی ترے مجکو شکایت کیا ہے

کیا ہی کھل کھیلا ہی اغیار کی صحبت مین شوخ
بیحیا یہ بھی نہین جانتا غیرت کیا ہے

ترکِ الفت کو جو کہتے ہو مزا کیا جانو
شیخ جی عشق مین معلوم ہی لذت کیا ہے

دہنِ تنگ مین جو بات وہ غنچے مین کہان
پھول کو عارضِ گلرنگ سے نسبت کیا ہی

تیرا دامن جو بھرا میرے لہو سے دمِ ذبح
او قبا پوش تبا اسمین قباحت کیا ہے

زخم پر زخم تری تیغ کے کھاتے ہین مگر
ہم نہین جانتے جز شکر شکایت کیا ہی

ہوکے مضطر نہ وہ اکبار بھی آئے یا تک
تیری تاثیر ہی ای جذبِ محبت کیا ہے

اک اشارہ تری ابرو کا ہی کافی قاتل
قتلِ عشاق کو تلوار کی حاجت کیا ہے

رہا برسون ہی گرفتار عذابِ شبِ ہجر
اب مجھے دغدغہ روزِ قیامت کیا ہے

ہے محبت ناز تجھے گنج پر اپنے قارون
دولتِ حسن کے آگے تری دولت کیا ہی

بس ہی سودا ترے گیسوی مسلسل کا مجھے
ایسے دیوانے کو زنجیر کی حاجت کیا ہے

دولتِ عشقِ محمدؐ سے غنی ہون عاشق
مال کی اصل ہے کیا زر کی حقیقت کیا ہے

کوئی اپنی زلفونکو سلجھا رہا ہے
کسی کا پریشان دلِ مبتلا ہے

نہ اترا شبابِ دو روزہ پہ اتنا
کسیکا نہین حسن یکسان رہا ہے

او سے قتل کا شوق مرنے کا مجکو
کسیکا ہے خنجر کسیکا گلا ہے

اونھین دیکھکر مین قیامت مین الجھا
نہین بے سبب اشک آنکھونسے جاری
سمجھ مین نہین آتا مضمونِ نامہ
رُخ و زلفِ جانان کی تعریف لکھنا

کسیکا یہ فتنہ اوٹھایا ہوا ہے
کسیکا خیال آج پھر آگیا ہے
کسیکا خدا جانے کیا مدعا ہے
کسیکا یہی شغل صبح و مسا ہے

کسیکا کوئی بھی جہان مین ہے عاشق
کسی کا کسی پر عبث دل فدا ہے

طبیعت تیری کیا شوخ امی بری ہے
بلائی آنکھ جس سے دل لیا چھین
بڑھیگی کیا گھٹا زلفِ سیہ سے
ہر اک زہرہ جبین اُس ماہرو کا
بہارِ سینۂ پُر داغ دیکھو
جو ہے وابستۂ زنجیرِ گیسو
نہین مٹتا خیالِ دشتِ گردی
کبھو باز آئے بدخواہی سے میری
ستارے چرخ کے ہین مانند جس سے

شرارت کس قیامت کی بھری ہے
غضب کی یاد تجکو دلبری ہے
عبث اوسکو خیال ہمسری ہے
دل و جان بیچکر اب مشتری ہے
زمینِ عشق کی کھیتی ہری ہے
زمانے کی بلاؤن سے بری ہے
طبیعت ایسی کچھ وحشت بھری ہے
یہی حق مین عدو کے بہتری ہے
وہ اوسکے تن پہ پوشاکِ زری ہے

ق

تباہی ساقی غارتگرِ ہوش — یہ میخانے مین کیسی ابتری ہے
کہین شیشہ کہین ساغر پڑا ہے — صراحی طاق پر خالی دھری ہے
جسے دیکھا اوسے زندہ نچھوڑا — نگہ تیری عجب جادو بھری ہے
بیان کس طرح ہو حسن اوس بشر کا — بجان و دل فدا جس پر پری ہے

کہان فرصت غزل لکھنے کی عاشق
کیا جو نظم فکرِ سرسری ہے

ہمارا رنج بھی تو اک خوشی ہے — جو دردِ دل ہے گویا گدگدی ہے
نہین دیکھا جو اوس غنچہ دہن کو — نہایت دل کو میرے بیکلی ہے
ہوا بسمل جو آنکھہ اوسنے ملائی — نگاہِ ناز کیا ہے اک چھری ہے
نجانے پاے عیز اوسکی گلی تک — نہین جنت کے قایل دوزخی ہے
لیا پردہ مین دل کس کس مزہ سے — ہنسی گویا تری میٹھی چھری ہے
ہوا عاشق وہ جسکو تونے دیکھا — تری آنکھون مین کیسی موہنی ہے

نہین عاشق زر و دولت کی پروا
قناعت پیشہ ہون مین دل غنی ہے

نہین عاشق سے بے خبر یاد ہے — بتون نے سنی کسکی فریاد ہے

تضمین حضرتِ دل ہو بانِ عشق

ہون صیاد تازہ اسیرِ قفس
مرا دل ہے کیون اپنے گھر سے اوچاٹ
خدا سے کہون گا یہ مین حشر مین
دمِ تیغ تیزانِ سفاک بند

کیا خیر سے خوب شہر یاد ہے
مجھے نالہ آتا نہ فریاد ہے
اسے آیا کیا اوسکا گھر یاد ہے
بتون نے ستایا ہے فریاد ہے
لبِ زخم کی سُن کے فریاد ہے

خدا کی خدائی مین عاشق کہین
بتون کی نہین داد فریاد ہے

مری طبعِ رسا پر کس بلا کا ضعف طاری ہے
شبِ غم مین یہی اک مونس و ہمدم ہماری ہے
بندھا ہے تار رونے کا یہان یہ گت ہماری ہے
فغان و نالہ و فریاد و رنج و آہ زاری ہے
خیالِ ابرو و مژگان سے ہر دم بیقراری ہے
اجل ہے جسکو کہتے ہین یہ ابرِ بہاری ہے
ہر اک نقشِ قدم سے ہر قدم پر پھول کھلتے ہین
کسی پردہ نشین کے عشق کا پردہ نہ کھل جائے

کہ مضمونِ خیالِ زلف بھی زنجیر بھاری ہے
اسی سے بیکسی اپنی مجھے سو جان پیاری ہے
وہان وہ چھیڑ تابی پردہ غیر مین ستاری ہے
تری فرقت مین اے بے مہر یہ حالت ہماری ہے
جگر پر تیغ چلتی ہے چبھی دل مین کٹاری ہے
مجھے فرقت مین جو بوندی ہے بوندیکی کٹاری ہے
خرامِ نازِ جانان کیا ہے اک بادِ بہاری ہے
دلِ بیتاب لازم تجکو ضبطِ آہ و زاری ہے

کیا کرتا ہون سیر کوہ و صحرا موسم گل ہے
سمند جوش وحشت آجکل اپنی سواری ہے

شب وصل عدو ہی وان خوشی سے شب برات انکو
شب عاشورہ رنج ہجر سے یان شب ہماری ہے

مری نالون کا ہی رنگ اثر پردہ نشینو نہین
نہین یہ شوخیان در پردہ انمین بیقراری ہے

شراب و جام و ساز و مطرب و چنگ و رباب یہجان
یہان سب ہے مہیا حسرت تیری انتظاری ہے

رکھو تسبیح عاشق توڑ دو توبہ ساغر مے لو
بہار گل ہے ابتو لطف شغل بادہ خواری ہے

بدر کامل سے ترے رخ کا جمال اچھا ہے
ناخن پا کا یہ تو سے ہلال اچھا ہے

اور سکے گیسو کا دم فکر خیال اچھا ہے
مرغ مضمون کے پھنسانیکو یہ جال اچھا ہے

بندش اچھی ہے کلام اچھا ہے حال اچھا ہے
سیرا دیوان تمام اور کمال اچھا ہے

ایک مین تیغ کا خم ایک مین ڈھال اچھا ہے
بل کو ان ابرو نکے وقت جلال اچھا ہے

ناخن پا مین ترے یار کمال اچھا ہے
بڑھکے گھٹتا نہین ہرگز یہ ہلال اچھا ہے

قمریان کہتی ہین موزون ہے نہال اچھا ہے
سرو اوس قد کے لیئے بہر مثال اچھا ہے

ایک بوسہ کو برا کیا ہے مرا دل لے لو
مفت ہاتھ آتا ہے چھپتا ڈگی مال اچھا ہے

طائر رنگ حنا پھنس کے نہین اڑ سکتا
تیرے ہاتھو نکی لکیر ونکا بھی جال اچھا ہے

ہے برا وصل سے انکار نگہ پھر کے یون
پھیر کر الٹی چھری کرنا حلال اچھا ہے

یون تو رخسار تری خوب ہین دونون لیکن
جسکی بوسی ہین لبھا مین وہ گال اچھا ہے

بڑھگیا پیش حسینان ترا دم گونہ جمال
الف قد مین ترے نقطۂ خال اچھا ہے

آئینہ دیکھتا تو بہر خود آرائی نہین
بے مثالی کا صنم تجھمین خیال اچھا ہے

فرقت یار سے غمناک مین وصل سے شاد
غیر ہے حال مرا غیر کا حال اچھا ہے

دہی مجھے بوسے تو للہ زکات زر رخ
جسکی خیرات نکلجاے وہ مال اچھا ہے

لطف ساون کا نظر آئے مجھی تا اے چشم
سبزۂ خط کا دم گریہ خیال اچھا ہے

ماہ کامل کو تو اک رات مین ہوتا ہے زوال
برسون رہتا ہے حسینونکا جمال اچھا ہے

ہر برس کٹ کی نکلتا ہے ہلال اے عاشق
یار کے ناخن پا مین یہ کمال اچھا ہے

جو ہین بد خو نہین عاشق کو وہ اچھا کہتے
وہ بھلا کہتا ہے جو نیک خصال اچھا ہے

جو نہ قابو مین ہو وہ جی کیا ہے
جان دے دینا دل لگی کیا ہے

شیخ جی یون تو ہے حرام شراب
مفت ہاتھ آئے تو بری کیا ہے

سارے عالم سے دشمنی کرلی
تمسے کی ہمنے دوستی کیا ہے

فرش اوس ماہوش کے کرے کا
[illegible] ہے کہ بچھا [illegible] کیا ہے

لذت عشق جانتے ہین ہمین
[illegible] کیا جانے شیخ جی کیا ہے

ق

کیون ہوا ہے وہ جنگجو سرِ صلح　　میری تقدیر لڑ گئی کیا ہے

زاہدِ خشک نے جو تجھ سے کہا　　کہیے اپنے مین بہتری کیا ہے

کہا پینے بڑھا کے ساغرِ مے　　ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

تاب کیا مہر اوس سے آنکھ ملائے　　آئینے کی تو شکل ہی کیا ہے

نہ اشارہ نہ شوخی ہے نہ حیا　　چشمِ آہو مین عمدگی کیا ہے

یاد اوس گل کی آئی کیا اے دل　　نہین لگتا چمن مین جی کیا ہے

ساغرِ مے نہ دون تو پھر کیا دون　　اس جگہ اور شیخ جی کیا ہے

تیغ اوٹھاتے اوتر گیا ہو بچا　　دستِ قاتل مین نازکی کیا ہے

ہے بجا ہو کبھی کبھی کا اگر　　ناز بیجا گھڑی گھڑی کیا ہے

رات دن رہتی ہے یہ محو جمال　　چشمِ شوق اپنی آرسی کیا ہے

کیا کرون اوس بشر کی مین تعریف　　اک فرشتہ ہے آدمی کیا ہے

روبرو اوس بشر کے اے عاشق
حور کی شکل کیا پری کیا ہے

میہمان پھر غیر کا وہ سیمبر ہونیکو ہے　　وادیِ وحشت مین پھر اپنا گذر ہونیکو ہے

شاخِ مژگان آنسوؤن سے اپنی تر ہونیکو ہے　　اب عقیق البحر کا پیدا شجر ہونے کو ہے

زلف حاجب دس رخ پر بدر پر ہونیکو قرا
ابر مین خورشید پنہان مہر بسر ہونیکو ہے

سرخی لب کا کسیکے ہے جو دم گریۂ لال
جاے آب اشک پر خون چشم تر ہونیکو ہے

کردی پھر آب دم خنجر سے قاتل تو اوسے
پیاس سے خشک اب لب زخم جگر ہونیکو ہے

آتی ہے اوس گلبدن کی یاد مجھکو وقت خواب
سیج کیا مسند کمخواب پر ہونیکو ہے

سینے پر اوس گل کے آتا ہے نظر کچھ ابھار
کیا مرا نخل تمنا بارور ہونے کو ہے

کہدو بام چرخ پر اتنا نہ چمکے آفتاب
وہ حسین کوٹھے پر اپنے جلوہ گر ہونیکو ہے

عازم دریا ہے پھر غسل وہ خورشید رو
ہمسر مہر منور ہر بھنور ہونے کو ہے

سیر کر دیکھین اوتارین جب کسیکو قبر مین
آخر اکدن اپنا اس گھر مین گذر ہونیکو ہے

ابر تر ہوگا مری دریا دلی پر نوحہ گر
جوش زن اب قلزم چشمان تر ہونیکو ہے

وصل کی شب بھی لی وہ کس ناز سے جاتے ہین گھر
لیجیے وہ مرغ بولا دم سحر ہونیکو ہے

گالیان سنکر لیا بوسہ تو وہ کہنے لگے
بیحیا کو کب ملامت کا اثر ہونیکو ہے

سایۂ نخل مغیلان مین ہین اکدم منھ لون
دھوپ ہے تیز اے جنون اب دوپہر ہونیکو ہے

ہو چکی شرم اے صنم اب بے تکلف ہو جیے
وصل کی شب ختم پر آئی سحر ہونیکو ہے

یہ غزل لکھی ہے جب سیرون ہوا ہے خون خشک
شاعرون سے اک بھی ایسا شعر تر ہونیکو ہے

راہ عشق پر خطر سے کب میان [illegible] ہونیکو ہے
غارت [illegible] اے تیر اسامان سفر ہونیکو ہے

بعد مدت اوسنے ای عاشق جو بھیجا ہے پیام
شاید اپنی آہ سوزان مین اثر ہونیکو ہے

بھولاؤن لاکھ دل سے یاد قامت آہی جاتی ہے
بہر صورت مری سر پر قیامت آہی جاتی ہے

تری یاد جفا ای بے مروت آہی جاتی ہے
زبان پر بے ارادہ بس شکایت آہی جاتی ہے

مجھے جنت مین کیا بھولیگا ای خوشرو ترا کوچہ
مصیبت مین بھی اکدن یاد رحمت آہی جاتی ہے

نہین خلوت مین آتا مانع وصل اور تو کوئی
مگر کیا شوخ ہے اوسکی نزاکت آہی جاتی ہے

جو پیشانی مین لکھا ہے کسیصورت نہین ٹلتا
کسیدن سامنے تحریر قسمت آہی جاتی ہے

نہین دل چاہتا جاؤن سو دشت جنون لیکن
مجھے بہکا کے لیجانیکو وحشت آہی جاتی ہے

تہ شمشیر قاتل کیون نہ رکھدون سر کو مین بڑھکر
نظر جب تیغ پر پڑتی ہے جرأت آہی جاتی ہے

گلی اُس شعلہ رو کی بھولتا کیا مین گلستان مین
کہ دوزخ مین بھی یاد باغ جنت آہی جاتی ہے

شب وصل اونکی خوش ہونیکو جب افسانہ کہتا ہون
زبان پر رنج فرقت کی حکایت آہی جاتی ہے

شب وصل صنم آرام سے جو دم گذرتا ہے
مجھے یاد اوس گھڑی تکلیف فرقت آہی جاتی ہے

شب فرقت مری پاس اک غمخوار رہتا ہے
نہین ہوتا جو وہ خوشرو تو حسرت آہی جاتی ہے

چمن مین دل کو میرے بیکلی کیونکر نہو عاشق
دم گلگشت یاد اوس گل کیصورت آہی جاتی ہے

آپ ہی سے پاک باطن کے لیئے
گالیان دیتا رہا وہ بے شمار
کھیل سمجھا ہے دل ناداں عشق
وصل کی شب بیٹھے ہو مہندی ملے
تا کتے ہین جانب خم شیخ جی
کھکے مجھ لاغر سے مستی جھاڑ دون
کیا بھلے ہین عہد طفلی کے بھی دن

اور مے ہے شیخ جی کن کے لیئے
بوسے مینے اوسکے گن گن کے لیئے
کیون ہے مچلا ایک کمسن کے لیئے
اوٹھ رہی تھی کیا اسی دن کے لیئے
لانا انگوری شراب ان کے لیئے
وہ اوٹھا جاروب کے تنکے لیئے
عیش ہے مخصوص اسی سن کے لیئے

دے نہ جان انسان بن وہ آ گیئے
تھا تو عاشق مضطرب جن کے لیئے

تا ہے ابرو دلدار کے بیان کے لیئے
بھی جبین کے کبھی عارض و دہان کے لیئے
تڑپون کس لیئے مین کوی گلرخان کے لیئے
مینے بوسے ابھی غنچہ دہان کے لیئے
مر دو پیری نہی اک روز ہر جوان کے لیئے
اک ادا یہ حسینوں کی جان نہین جاتی ہے

برش ہے تیغ کی درکار نہ بان کے لیئے
وصال یار مین بوسی نہین کہان کے لیئے
کہ جان دیتی ہی بلبل بھی گلستان کے لیئے
حضور اوٹھکے چلے سیر گلستان کے لیئے
بہار آتی ہی گلزار کی خزان کے لیئے
یہ حسن کیا ہے کہ ہی موت اک جہان کے لیئے

خیال یار جب آئے تو کیون نہ دل دہلے
جو صبح آئینہ دیکھا تو مجھسے فرمایا
نفس ہے آپکی نازک مزاجیونکا خیال
کرینگے ابرو و مژگان سے کسکو قتل حسین
دکھائی آنکھ گر ہنس پڑے وہ گل کیطرح
کسے تھی فرصت فکر سخن بگریہ غزل
بلند فکر نے میری کیا کچھ ایسا بلند
مین نالہ ہجر مین کرتا ہی تھا کہ آگئی وہ
بنایا گھر جو مرے دل مین ای غم الفت
جو خالی ہاتھ تھی آئے گئی بھی خالی ہاتھ
اوٹھا کے آئینہ دیکھ اپنا عارض رنگین

[illegible] چاہئے تعظیم مہمان کیلیئے
[illegible] زمین بوسی کہان کہان کیلیئے
نہین [illegible] ہو نہین قربان کیلیئے
ہین کسکی گھات مین تیغ و سنان [illegible] کیلیئے
جو بیٹھے بوسے لب غنچہ دہان کے لیئے
لکھی ہے زور طبیعت کی امتحان کیلیئے
زمین شعر نے کی ہین آسمان کیلیئے
اثر نے دوڑ کی بوسے لب فغان کیلیئے
ملی نہ اور جگہ کیا تجھے مکان کیلیئے
یہان نہ لائی نہ کچھ لیگئے وہان کیلیئے
عبث ہے قصد ترا سیر بوستان کیلیئے

جو لاکھ بار نئے سر سے زندہ ہون عاشق
تو پھر بھی سر مرا کاٹے وہ امتحان کیلیئے

زلف شبگون سے ہوا ہی جو سروکار مجھے
نظر آتے ہین ہلال ابرو خمدار مجھے

روز روشن نظر آتا ہے شب تار مجھے
[illegible] ہے بدر کا دھوکا ترا رخسار مجھے

لفت مو سے میاں کھو گیا | کہ جو ڈھونڈھے تو کوئی پاتا نہیں یار مجھے

نہ ملا بوسۂ عناب لب یار مجھے | میرے عیسیٰ نے فقط کیا ہے بیمار مجھے

داد ری شوخیِ سفاک کہ زخمی کرکے | خون آلودہ دکھانے لگا تلوار مجھے

سو رہا تان دو پٹہ وہ شکر لب منھ پہ | چھین کے اب ملنے لگا شربت دیدار مجھے

چشم میگون کے تصور میں ہوئیں سرخ آنکھیں | ساقیا بھر کے دیے جام مے گلنار مجھے

طالب بام ہو نچکر وہ پھرے الٹے پاؤں | سایہ سان دیکھا پڑا جو پس دیوار مجھے

دل ملا اونہیں پھنسا رہتا ہے ہر دم میرا | جب سے اوس زلف سیہ سے ہے سر و کار مجھے

ہو گیا کثرتِ عصیان سے میں مجرم مشہور | جرم کوئی کرے ٹھہراتے ہیں گنہگار مجھے

اشک خون سے کیا آنکھوں نے مرا دامن تر | یاد آیا جو ترا جامۂ گلنار مجھے

رات دن اپنی دعا ہے یہ خدا سے عاشق
عوض خلد ملے کوچۂ دلدار مجھے

ہاتھ آیا خوب حیلہ نہ آنے کے واسطے | پاؤں میں مہندی مل لی بہانے کے واسطے

صد چاک مثل شانہ بنائینگے دل کو ہم | گیسو سے اونکے ربط بڑھانے کے واسطے

یہ دولت وصال ملے نقد دل دو | یہ مال کب ہے مفت لٹانے کے واسطے

مجبور لاغری و نزاکت سے دونوں ہاں | میں جانے کے لیے تو وہ آنے کے واسطے

ٹھوکر لگا کے قبر کو میری وہ کہتی ہین
بیدار ہو ہم آئے جگانیکے واسطے

سرمہ دیا ہے آنکھ مین اوس دلربا نے آج
فتنے کو اور قہر بنانے کے واسطے

گلشن مین روز تازہ شگوفہ کھلاتی ہین
جاتی ہین غنچون کی وہ ہنسانیکے واسطے

سنکر وہ حال دل مرا بولی بگڑ کی خوب
آتے ہین آپ باتین بنانیکے واسطے

اسکی صلے مین بوسہ ہو ای خوش گلو عطا
کہکر غزل مین لایا ہون گانیکے واسطے

مرتے ہین بندگان خدا دیکھکر چال
حسن بتان ہے موت زمانیکے واسطے

عاشق کی بیقصوری ہی کیا کم گناہ ہے
حاجت خطا کی کیا ہے ستانیکے واسطے

کس قیامت کی ہر اک گام پہ سامان ہونگے
عرصہ حشر مین جسدم وہ خرامان ہونگے

ہم تری ظلم سے گھبرا کے جو نالان ہونگے
ٹکڑے ٹکڑے ترے ای گنبد گردان ہونگے

جب کہا مینے نہ کیا وصل کے سامان ہونگے
بولا وہ شوخ پری زاد کہ ہان ہان ہونگے

کام نکلینگے جو وہ گھر مری مہمان ہونگے
جتنے عقدے مری مشکل کے ہین آسان ہونگے

ہم نہ آئینہ او نہین دیکھنے دینگے ہرگز
اپنی صورت جو وہ دیکھینگے تو حیران ہونگے

تودۂ عشق نبے گا مرا سینہ کس دن
تیر دل ہین تری ناوک مژگان ہونگے

پینگے مے مجھسے سر بزم یہ کہتا ہی وہ شوخ
کچھ ترے پاس کباب دل بریان ہونگے

آج سے اوس بت کافر کی گلی مین ہر گز
اب نجات منگے کبھی ہم جو مسلمان ہونگے

دیکھنا خانۂ زندان سے جو نکلے باہر
بستۂ سلسلۂ گیسوی پیچان ہونگے

عمر تو یو ہین جدائی مین کٹی جاتی ہے
پورے کیا بعد فنا وصل کے ارمان ہونگے

ہاتھ اوچھا نہ پڑے ورنہ سمجھ لے قاتل
دہن زخم تری تیغ پہ خندان ہونگے

کہدو فصّاد سے جاتا ہون ہو دشتِ جنون
تیز نشتر سے سوا خار بیابان ہونگے

دل کی اُلجھن کا سبب کچھ نہین کُھلتا مجھکو
ہونگے واقف تو وہ گیسوے پریشان ہونگے

آج عاشق شب وعدہ جو نہ وہ آئے تو ہم
صبح محشر کیطرح چاک گریبان ہونگے

۹۳ ۱۲
فضلی



قطعات تاریخ از جانب مصنفِ دیوان ہذا

قطعۂ تاریخ تولد فرزند جناب میر بندہ علی صاحب رئیس کوڑا جہان آباد ضلع فتحپور ہسوہ

تمکو اے بندہ علی خالق نے
لکھدو تاریخ ولادت عاشق

ماہ رخسار کیا پور عطا
کوکب برج شرافت چمکا

قطعۂ تاریخ تولد فرزند جناب میر برکت حسین صاحب رئیس فتحپور

برکت کو خدا نے پور بخشا
عاشق کہو تم بھی بہر تاریخ

گلفام و حسین و خوبرو ہے
نوبادہ باغ آرزو ہے
۱۳۰۰ھ

قطعۂ تاریخ کتخدائی جناب شیخ محمد حسین صاحب فرزند رئیس فتحپور

اے محمد حسین مژدہ باد
ہے یہ تاریخ عقد اے عاشق

منعقد گشت محفل شادی
ہاتف غیب گفت عیش و خوشی
۱۳۰۲ھ

قطعۂ تاریخ دیوان نغمۂ بہار مصنفہ فصیح زمان تلمیذ داغ دہلوی

لمعۂ شمس الضحا ہے فصاحت شعشۂ بدر الدجا ہے بلاغت
نشتی بے نظیر و بے مثال سخنور ذو المفاخر حضرت مولوی منشی
محمد ذاکر علی صاحب متخلص بہ ذاکر سلمہ القادر رئیس
خطۂ پُر نور قصبۂ شاہپور ضلع فتحپور اوستاد مصنف

عجب اُستاد ذاکر کا ہے دیوان پئے تاریخ ہاتف نے یہ عاشق	کلام پاک ہے یا ہے کوئی سحر کہا مرغوب دل ہو غنچۂ مہر ۱۲۹۳ ف ۱۳۰۴ھ

ایضاً در سنہ عیسوی

میرے اوستاد جناب ذاکر لکھہ و تاریخ مسیحی عاشق	آپکا باغ سخن خوب پھلا خوب الحق چمن نظم کھلا ۱۸ ۸۶ ء

قطعۂ تاریخ فرمایشی دیوان جناب کریم بخش صاحب کریم
رئیس اندولی وکیل عدالت فتحپور

بیمثل وہ خوب لکھا دیوان کریم نے یہ	ہر شعر مین بھری ہے کیا خوبی و نزاکت

فصل میں یہی دونوں تاریخیں ہیں بنا نہ
اب لکھو سال ہجری میں کو یہ عاشق

باحسن منظر وبہ میل خوبصورت
۱۲۹۶ھ ۱۸۸۹ع
بزیب تیغ الفت اور خنجر محبت
سنہ ۱۹۴۳ ۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب محمد بشیر علی صاحب رئیس ہنسوا ضلع فتحپور

ہو مبارک پسر بشیر علی
کرے اللہ اوسکی عمر دراز
سال ہجری میں کہدے وہ عاشق

ہوا پیدا بفضل رب قدیر
طفل سے ہو جوان جوان سے پیر
نام تاریخی ہے غلام کبیر
۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ تولد فرزند جناب مولوی میر رضا علی صاحب رئیس فتحپور ہسوہ مخلص

آنکہ نامش رضا بلفظ علی ست
سال مولد بجواب عاشق دید

داد اور اپسر خدا ہے احد
شد تجسم آفتاب بہ آمد
۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ دیوان جناب منشی لیاقت حسین صاحب متخلص بہ حسرت رئیس ملنواں ضلع فتحپور

دیکھا دیوان ہنرکار جسنے کہا
تم بھی تاریخ لکھو وے عاشق

کیا ہی عمدہ کلام ہے واللہ
بے نظیر و عجیب و حسن ہے واہ
۱۳۰۳ھ

ایضاً در سنہ عیسوی

اچھا لکھا ہے یہ دیوان
سال ترتیب لکھدو اے عاشق

خط ہے اسکا کہ خط روئے نگار
خوب با زیب دفتر اشعار
۱۸۸۶ ع

ایضاً در سنہ فصلی

خوب تر دیوان ہنر ترتیب داد
گفت عاشق مصرعہ تاریخ سال

دلکشا و دلچسپ دلکش دلپذیر
چیدہ و با زیب دیوان بینظیر
۱۲۹۳ ف

قطعہ تاریخ انتقال محمد عبدالشکور برادر خورد مصنف

از وفات برادرے عاشق
سال فوتش بگفت ہاتف غیب

شد دو بر قلب صدمہ جسمانی داد
خورد عبدالشکور ہیہات آہ
۱۳۰۴ ھ

ایضاً در سنہ عیسوی

حیف از باغ جہان عبدالشکور
رفت سوئے قصر گلزار ارم

بود یوم از جنوری حادی عشر
یوم شنبه زیستی وقتِ شب
او قدم در گلشن جنت نهاد
هست یک فرزند او عبد العزیز
اے برادر شاد رفتے تو بخلد
عفو عصیانش بفرما یا غفور
گفت عاشق سال تاریخِ وفات

کِشت نهالِ زندگانی شد قلم
رفت سی ساله سوے ملکِ عدم
پشت من خم شد ز درد و رنج و غم
یازده سال ست عمرش بیش و کم
من بخاک افتاده چون نقشِ قدم
این دعاے خیر هر دم میکنم
رفت هوش و صبر و طاقت از دلم
۱۸۶۷ع

ایضاً در سنه فصلی

از جهان بگذشت چون عبد الشکور
عاشق غمگین نوشت این سال فوت

هر یکے در رنج و غم شد مبتلا
رفت ازین دار الفنا سوے بقا
۱۲۹۴ف

قطعۂ تاریخ تولد فرزند جناب ولاد حسین صاحب صادق رئیس فتحپور شاگرد حضرت ذاکر

شد پسر در خانۂ اولادِ حسین
نیک اختر مہ جبین و مہ لقا

گفت عاشق بہرِ سالِ مولدش — نام تاریخی غلام کبریا
۱۳۰۴ھ

قطعۂ تاریخ وفات جناب واجد علی شاہ صاحب شاہ اودھ

رفت از دنیا شہِ واجد علی
بہرِ سالِ رحلتش با غم و سوز
بود متخلص بہ اختر رشکِ ماہ
زد رقم عاشق کہ اختر حیف آہ
۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ تولد فرزند میر برکت علی صاحب مختار رئیس فتحپور

شدہ در خانۂ برکت چو تولد فرزند
زد رقم مصرعۂ تاریخِ ولادت عاشق
صبح طالع شد و خورشید درخشان آمد
بیرون از برجِ اسد نیّرِ تابان آمد
۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ دیوان بی بی وزیر جان دلبر متوطنۂ غازیپور ضلع فتحپور

واہ ای دلبر لکھا کیا خوب دیوان جواب
کہہ دو عاشق سالِ ترتیب اسکا تم بھی ہمثال
ہر غزل ہر شعر میں بندش نئی مضمون غریب
بے عدیل و بے بدل بے مثل بے ہمتا عجیب
۱۳۰۵ھ

ایضاً درسنہ عیسوی

دیوان وزیر جان کا ترتیب پا چکا
عاشق یہ کہہ دو مصرعہ تاریخ لاجواب

سبب تصنیف کا شرف باقی رہا انتظام ہے
اچھا ہے بے نظیر ہے شیریں کلام ہے
۱۲۸۸ھ

ایضاً در سنہ فصلی

وہ دیوان دلبر کا پر نور ہے
ہوا مصرعہ سال بھی پر ضیا

خجل مہر ہے پیش مہتاب سخن
یہ دیوان ہے آفتاب سخن
۱۲۹۵ف

ایضاً در سمبت بکرمی

وصف کیا دیوان دلبر کا لکھوں
سارے مضمون سخن ہیں لاجواب
کہہ دو عاشق مصرعہ تاریخ سال

آجکل میری طبیعت ہے علیل
بے بہا دیوان ہے بے قال و قیل
خوش فضا بازیب اچھا بے عدیل
سمبت ۱۹۴۵

قطعۂ تاریخ وفات جناب مولوی واجد حسین صاحب رئیس فتحپور

حیف صد حیف سوئے دار بقا
مصرع سال فوت عاشق گفت

شدہ راہی ز کشور فانی
رفت واجد حسین از ہستی
۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ وفات جناب میر وارث حسن صاحب رئیس فتحپور۔

رفت صاحب بسوئے فردوس
مصرع فوت بگو اے عاشق

میر وارث حسن از دنیا حیف
شدہ وارث حسن از دنیا حیف
۱۳۰۵ھ

قطعۂ تاریخ وفات میر کاظم حسین صاحب رئیس فتحپور

راہی جنت ہوئے کاظم حسین
لکھ دو عاشق مصرع تاریخ فوت

مرگ کا دن کے ہوا ہر اک کو غم
حیف کاظم چلدیئے سوئے عدم
۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ تعمیر مسجد میر رضا علی جوہر تخلص رئیس فتحپور

آنکہ از تعمیر مسجد فخر یافت
سال تعمیرش چنین عاشق بگفت

ہست بالفظ علی نامش رضا
گشت دیگر مسجد اقصےٰ بنا
۱۳۰۶ھ

قطعۂ تاریخ وفات نواب صدیق حسن خانصاحب بھوپال

درغمش حشر بپا شد عاشق
زیر این چرخ کہن حیف افسوس

گفت ہاتف سپے تاریخ وفات

رفت صدیق حسن حیف افسوس
۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب عبدالحق صاحب خلف جناب نصیر الدین صاحب رئیس فتحپور

سوے فردوس عبدالحق سفر کرد
بزرگ و خورد را گشتہ قلق حیف

مگو از ماتمش چاک لحد شد
شدہ قلب زمین از رنج شق حیف
۱۳۰۷ھ

سروش غیب سال فوت گفتا
معین مذہب حق عبد حق حیف
۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ وفات جناب مولانا قادر بخش صاحب رئیس ملکنور ضلع فتحپور

ہوا روز روشن شب تار عاشق
چھپا روے پر نور جب دم کفن میں

پئے سال رحلت ندا غیب نے دی
صد افسوس خورشید آیا گہن میں
۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ انتقال حامد حسین پسر محمد حسین صاحب مرحوم رئیس فتحپور

آہ رہی شدہ حامد حسین
عازم ملک عدم افسوس حیف

ہاتف غیبی پئے تاریخ گفت
رفت بسوے ارم افسوس حیف
۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ دیوان جناب مولوی رضی الدین صاحب منیب
مدرس اول فارسی ضلع اسکول فتحپور رئیس قصبہ ہنسوا

آپ نے دیوان کہا ہے ایسا کہ واہ
سچ تو یہ ہے شاعری کے جاگ اٹھے نصیب

تم بھی عاشق کہہ دو یہ مصرع پئے تاریخ سال
رونقِ بزمِ سخن بازیب دیوانِ منیب
١٣١٠ھ

قطعہ تاریخ از نتائج طبع عالی فصیح زمان بلیغ دوران لمعۃ شمس الضحیٰ
فصاحت شعشعہ بدر الدجیٰ بلاغت منتہی منظر سخنوران ملقب حضرت
مولوی محمد ذاکر علی صاحب متخلص بہ ذاکر سلمہ القادر رئیس خطہ
پرنور قصبہ شاہپور ضلع فتحپور استاد مصنف

بہ غیرتِ حسنِ پری ہے دیوان
دیکھیں تو جن و بشر کھائیں فریب

الحمد ذاکر پئے سال ترتیب
سخنِ نغز و کلامِ بازیب
١٨٩٢ع

قطعہ تاریخ از جناب شیخ محمد نظیر حسن صاحب کیل برادر کلاں حقیقی مصنف متخلص بہ نظیر

خوب شد دیوان عاشق اختتام
جانفزا و حسب دلکش دلپذیر

بہرِ سالِ ختمِ دیوان اے نظیر
گفت ہاتف چیدہ عمدہ بنظیم
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از جناب حافظ عبد اللہ صاحب متخلص حافظ برادر کلان حقیقی مصنف

نغمۂ درد دیکھکر حافظ
بلبلِ دل نے سال ختم کہا
دل ہمارا ہوا کمال نہال
چیدہ باغِ حسن بوستانِ خیال
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از جناب محمد عبد الرحمن صاحب فوٹو گرافر برادر کلان حقیقی مصنف

عاشق کہا ہے تمنے کیا بنظیر دیوان
تھی سالِ ختمِ دیوان کی فکر مجھکو بیحد
جسکا بدل جہاں میں کوئی نہیں ہے ہمتا
ہاتف پکارا اٹھا بیمثل فرد یکتا
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از محمد عبد الشکور صابر تخلص برادر خورد حقیقی مصنف

بھائی عبد الغفور صاحب کے
کہدو صابر یہ مصرعِ تاریخ
کیسی عمدہ کلام کی ہے بہار
اچھا ہے چیدہ دفتر اشعار
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از محمد عبد الوحید خلف اکبر مصنف

قبلہ گاہی سے مرے دیوان یہ

سال ختم و طبع دیوان ہیں وحید

بے بدل بے مثل کیا مرغوب دل

سمبت ۱۹۴۲

واہ بازیب و عجیب و بے نظیر

۱۳۰۳ھ

اچھا ہے بے بدل باغ سخن

۱۸۹۰ع

بے بدل لاثانی ہے ہمتا نفیس

۱۲۹۸ف

باصفا باحسن کیا اچھا لکھا

ہاتف غیبی نے یہ مجھ سے کہا

ہے کتاب الفت و مہر و وفا

۱۲۹۳ف

بے بہا مضمون ہے کیا بافضا

۱۸۸۶ع

غیرت گلشن چمن دیوان لکھا

سمبت ۱۹۴۲

دفتر اشعار کیا اچھا چھپا

۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ از محمد عبد المجید خلف اصغر مصنف

ے قبلہ گاہی کے دیوان کی

ہاتف غیب نے دی مجید

ہوئی خوب تاریخ ہجری نصیب

کہ دیوان ہے یہ عجیب و غریب

۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ از محمد بشیر علی برادرزادہ مصنف

کہ عموی جناب عاشق کا

ع سال ختم کہہ دو بشیر

ہوا دیوان یہ بے مثال تمام

واہ بازیب و بے نظیر کلام

۱۳۰۴ھ

ہ تاریخ از محمد عبد الحی فوٹو گرافر برادرزادہ مصنف

رنگین کلام حضرت عاشق جو دیکھلے
تاریخ ہی کے فکر میں تھی عندلیب طبع

وہ بھول کرے نہ کبھی بوستان کو
ہاتف نے کہدیا کہ لکھو غنچہ ہزار
۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ از محمد عبد العزیز برادر زادہ مصنف

سیر ہے عموی جناب عاشق نے
مصرع سال تم بھی کہدو عزیز

کہا دیوان یہ خوب ہے واد
بے بدل ہے بے نظیر دیوان و
۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ از جناب شیخ قدرت اللہ صاحب برادر مصنف

ہوگیا باغ باغ دل میرا
کہا ہاتف نے مصرع تاریخ

دیکھا جسدم یہ بوستان سخن
اچھا بازیب گلستان سخن
۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ از جناب شیخ جمال الدین صاحب برادر مصنف

رشک گلشن ہے وہ عاشق کا کلام
مصرع تاریخ بھی ہے پر بہار

گل ہوں شرمندہ جو رنگین بازا
بے بہا ہے بے بہا گلزار نظ
۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ از جناب ملتفی سید طاہر علی صاحب طاہر رئیس ضلع فرخ آ

…ے نظم و خوشا دیوانِ دلکش
…ے تاریخ سالِ اختتامش

که گلزاریست رنگین حیرت افزا
سرودش غیبِ باغِ فکر گفتا
۱۳۰۳ھ

…طعهٔ تاریخ از جناب نواب محمد رضوان خان صاحب بهادر رضوان رئیس اعظم مراد آباد

…ذ المثل کلامے که بود روحِ سخن
…مصحف حق ست که همپایهٔ او
…سنِ عیسوی از رودِ طرب گفتم

چون مدون شده از عبدغفور حاذق
نیست در حال دنیا شده بزبان سابق
نادر العصر گلے گلشن فکر عاشق
۱۸۸۶

…طعهٔ تاریخ از جناب منشی دهینت رائے صاحب رئیس شهر لکهنو

…وان فصیح عاشقِ ذی حشمت
…یخ رقم کرد محقق فورا

ترتیب چو یافته بفضل خالق
مقبول زمان هست کلام عاشق
۱۳۰۳ھ

ایضاً در سنه عیسوی

…ب تر دیوان خود ترتیب داد
…محقق زد ندا هاتف زغیب

نامور عبدالغفور خوش مقال
ختم شد دیوان عاشق بے مثال
[illegible]

ایضاً در صنعت زبر و بیّنات در سمبت بکرمی

یاس چون بعد ختم این دیوان
فی البدیهہ د بہ بیّنات و زبر

بہر تاریخ از محقق گفت
ہست عمارہ کلاہ عاشق گفت
سمبت ۱۹۴۴ بکرما

قطعہ تاریخ از جناب منشی محمد ذاکر حسین صاحب یاس رئیس شہر لکھنؤ

سب مرتب ہو گیا اوسکا کلام
بے بدل تاریخ اوسکی کر رقم

یاس جو ہے عاشق صاحب ہنر
ہاے عاشق کا کلام با اثر
۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ از جناب منشی لیاقت حسین صاحب رئیس ملنوہ ضلع فتحپورہ

شیخ عبد الغفور صاحب نے
سن ہجری مین اے ہنر تاریخ

خوب ظاہر کیا کمالِ سخن
لکھو عاشق کا ہے نہالِ سخن
۱۳۰۳ھ

قطعہ تاریخ از جناب حافظ محمد عبد الغفور صاحب رئیس حتورہ ضلع فتحپورہ ہنسوا

یہ گلزار اشعار رنگین بہار
جو دیکھے تو ہو باغ رضوان خجل

سے نئے سال تاریخ کہدو غفور
کہ بیمثل باز یب مرغوب دل
١٨٨٦ء

قطعۂ تاریخ از جناب حکیم محمد انور صاحب رئیس الہ آباد تلمیذ ناسخ ضلع فتحپور

ختم دیوان یہ ہو گیا جس دم
مجھکو تاریخ کا خیال ہوا
بولا ہاتف کہ کہدو اے انور
خوشنما طرفہ بیمثال ہوا
١٨٨٦ء

قطعۂ تاریخ از جناب اولاد حسین صاحب صادق رئیس فتحپور شاگرد حضرت فدا اکبر شاہپوری

عاشق کا ہے کیا کلام روشن
دیوان ہے پر ضیا و با زیب
صادق کہو تم بھی مصرع سال
خورشید سخن کلام با زیب
١٨٨٦ء

قطعۂ تاریخ از جناب محمد بشیر علی صاحب رئیس قصبہ ہنسوا ضلع فتحپور

وہ مصفا کلام عاشق ہے
جسکا ہر نقطہ ہے دُر مکنون
غیب سے اے بشیر ہاتف نے
دی ندا واہ دلکشا مضمون
١٣٠٢ھ

قطعۂ تاریخ از جناب ابو الفتح حسین صاحب

خوب دیوان یہ لکھا ہے عاشق | آپ پر فنِ شاعری ہے تمام
کہدو الفت یہ مصرعِ تاریخ | بے بہا اچھا بے نظیر کلام
۱۲۹۳ ف

قطعۂ تاریخ از جناب محمد حسین صاحب رئیس شہر فتح پور

آفرین اے عاشق صاحب سخن | بے مثال و بے بدل دیوان لکھا
مصرعِ تاریخ فرحت کہدو یہ | بے نظیر اچھا عجیب و بے بہا
۱۲۹۳ ف

قطعۂ تاریخ از جناب محمد ظفر علی صاحب رئیس قصبہ ایرانوان سیادات ضلع فتحپور

یکتا و بے مثال ہے دیوان بے بہا | عاشق نے رکھا نغمۂ دل اسکا نام ہے
کیا خوب سال ختم میں ہاتف نے دی ندا | کہدو کہ بے نظیر ہے اچھا کلام ہے
۱۲۹۳ ف

قطعۂ تاریخ از جناب شیخ حمید اللہ صاحب رئیس ایرانوان سیادات ضلع فتحپور

صفحہ صفحہ تختۂ گلزار ہے | واہ کیا دیوان ہے یہ رشکِ چمن
عندلیبِ خامہ لکھ مصراعِ سال | چیدہ ہے باحسن ہے باغ سخن
۱۸۸۶ع

قطعۂ تاریخ از جناب حافظ علی حسن صاحب سیاہہ نویس رئیس شہر فتحپور

ہو دیوان عاشق نکیون پُر بہار
ہے سال ترتیب کے تحفہ نے یہ
کہ ہے قدر دانِ سخن کا چمن
کہا ہے ہمیشہ بہارِ سخن
۱۳۰۴ھ

غزل تاریخ از جناب مولوی میر رضا علی صاحب جو رئیس شہر فتحپور مختار عدالت

مرحبا کیا خوب ہے شانِ سخن
پُر فضا ہے کیا یہ دیوانِ سخن

واہ عاشق شاہ شاہانِ سخن
کر دیا جاری یہ فرمانِ سخن

روپ پر ہے کیا کلامِ پر بہار
غیرتِ گلشن ہے دیوانِ سخن

صفحہ صفحہ تختۂ گلزار ہے
رشکِ گلشن ہے یہ بستانِ سخن

دیکھے جو دلچسپ مضمون اسکا تو
ہو دل و جان سے وہ قربانِ سخن

سینے مین دلکو مرے برما دیا
تیز تر ہے کیسا پیکانِ سخن

واہ کیا ہے بندشِ مضمون عجیب
سب سخنور ہین ثنا خوانِ سخن

کیا لب جانبخش عاشق کی ہے بات
گویا جنبش اوسکی ہے جانِ سخن

کہہ دو جو ہر مصرعۂ ترتیب سال
ہے بدل بازیب بستانِ سخن
۱۲۹۳ف

عندلیبِ خامہ لکھ اب سالِ طبع
واہ اچھا ہے گلستانِ سخن
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ از جناب منشی سید سعید الدین صاحب وکیل رئیس قصبہ برانوان سادات ضلع فتحپور ہسوہ

خوب عاشق سنے نے یہ لکھا دیوان ۔ ہے بے بدل بے نظیر یکتا فرد

بولا ہاتف یہ خوب ہے تاریخ ۔ کیا کہا بے مثال نغمۂ درد

۵۲ ۵۸۴ ۱۸۸۶ع ۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از جناب سید برکت علی صاحب مختار رئیس شہر فتحپور

ہے منور ایسا عاشق کا کلام ۔ مہر شرمندہ خجل ہے ماہتاب

کہہ دو برکت مصرعِ تاریخ یہ ۔ فردِ لاثانی و رشکِ آفتاب

۱۸۸۶ع

قطعۂ تاریخ از جناب مدح خان صاحب رئیس شہر فتحپور محلہ چھینکین ٹولہ

نہ کہون کیون جناب عاشق کو ۔ اوستادِ زمان یگانۂ فن

اونکا نور کلام عالم مین ۔ صورتِ آفتاب ہے روشن

کرے جو وصف اونکے دیوان کا ۔ ایسی کسکی زبان ہے کسکا دہن

پہر تاریخ سال دیوان مین ۔ بولا ہاتف زہے شعار سخن

۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از جناب میر اولاد علی صاحب رئیس شہر فتحپور محلہ مہاجری

عاشق یہ خوب سکہ مضمون چلا دیا ۔ بے شبہ آپ ملکِ سخن کے ہین بادشاہ

خوش ہو کے مین بھی مصرعِ تاریخ لکھدوں اب
بے مثل و بنیظیر ہے دیوان عجیب واہ
سمبت ۱۹۴۳

قطعۂ تاریخ از جناب کریم بخش صاحب وکیل رئیس و زمیندار اندولی ضلع فتحپور

واہ عبد الغفور صاحب خوب
لکھا دیوان آپنے یہ عجیب
ہاتفِ غیب بول اوٹھا کہ کریم
کہدو تاریخ ہے کلامِ غریب
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از لالہ بھگوان شا پرشاد صاحب رئیس فتحپور طالب العلم ہائی اسکول فتحپور

دیکھو ہے کیسی بندش مضمون عجیب تر
دیوان گویا بہنے یہ زنجیرِ عشق ہے
تاریخ سالِ ختم مین دیوان کے ناگہان
آواز آئی غیب سے تحریرِ عشق ہے
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از بی وزیر جان صاحبہ دلبر متوطنہ غازیپور ضلع فتحپور

کیا ہے بازیب و پر فضا دیوان
گلشن حسن کا ہے ایک نہال
لکھدو دلبر یہ مصرعِ تاریخ
ہے یہ دیوان گلستانِ خیال
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ از بی امیرن صاحب آدا متوطنہ باندا

دیکھو عاشق کا پرضیا ہے کلام
مصرعِ سال ختم لکھدو آدا

کیسا پُرنور ہے بہ آبِ سخن
پاک دیوان ہے آفتابِ سخن
۱۳۰۲ھ

قطعۂ تاریخ از بی وزیر جان صاحب گکر و متوطنہ گھورا ضلع فتحپور

بیمثل ہے کیا کلام عاشق
گکرو لکھو تم بھی مصرعہ سال

کہتے ہیں جہا نمیں سب زن و مرد
عاشق کا کلام ۵۸۳ ۱۸۸۶ء
نغمۂ درد ۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ از نظیر بیگ متوطن آگرہ ایکرا انڈین امپیریل تھیٹر کل کمپنی

للّٰہ الحمد حضرتِ عاشق
ہے تاریخ سال ہاتف نے

ہوا دیوان آپکا یہ تمام
دی ندا بے نظیر ہے یہ کلام
۱۲۹۳ف

قطعہ تاریخ از محمد عبد الواحد صاحب متوطن اٹاوا ایکٹر انڈین
امپیریل تھیٹر کل کمپنی

عجب نکتہ پرور ہیں عبد الغفور
یہ کیا خوب ہے مصرعِ سال ختم

کلام اونکا ہے شہریارِ سخن
لکھے اسمیں عاشق نے کیا کیا سخن
۱۳۰۴ھ

قطعۂ تاریخ از جناب راجی سعادت علی صاحب رئیس مانکپور ضلع پرتاب گڈھ

لفت دیوان خوب تر عبد الغفور
هست نادر مصرعِ تاریخ سال

شاعرِ صاحب ہنر عاشق لقب
بیمثال و خوب تر دیوان عجب
سمت ۱۹۴۳

قطعات طبع دیوان

قطعۂ تاریخ از جناب شیخ بدیع الدین احمد صاحب رئیس قصبہ ہینوا شاگرد حضرت منیب

زہے عاشقِ شاعر خوش بیان
ہوئی فرحتِ تازہ احباب کو
یہ دیوان نہیں بلکہ ہے گلستان
بدیع حزین کو ہوئی جب یہ فکر
دل بیچ سے تب یہ آئی ندا

کیا آپنے خوب دیوان رقم
حسد سے ہوا حاسدوں کو الم
کہ سیر اسکی ہے دافع رنج و غم
کہ لائے حسنِ طبع زیر قلم
کیا خوب دیوان نادر رقم
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از جناب جے بہادر صاحب رئیس فتحپور طالب العلم ہائی اسکول فتحپور

لکھا عاشق نے کیا ہی خوب دیوان
فصاحت اسکی ہر مصرع سے ظاہر
کہان تو اور کہان توصیف اسکی
کٹا جب فرق دشمن نکلی تاریخ

ہے جسکا نقطہ نقطہ گوہر دُر
بلاغت اسکی ہر معنی مین ہی پر
تو سال طبع لکھ اے جے بہادر
یہ ہے دیوان عاشق عشق سے پر
۱۳۱۰ھ

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ دیوان بماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۰ ہجری مطابق ماہ جولائی سنہ ۱۸۹۳ع چھپکر تیار ہوگیا چونکہ یہ دیوان سنہ ۱۳۰۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۹۱ع چھپنا شروع ہوا تھا اور قطعات تاریخ طبع جو اوسوقت آگئے تھے وہ سب خارج کرکے صرف وہ رکھ لئے گئے ہین جنمین تاریخ اختتام طبع ایک ہی قطعہ مین ہین ٹائٹل پیج اسکا پہلے چھپ گیا تھا اوسوقت یہ دیوان قریب آٹھ جزو کے تھا مگر بعد ہ ین اور بھی غزلیات شامل کی گئین اسکی قیمت حسب ذیل قرار پائی کاغذ سفید ڈبل چکنا فی جلد ۔ کاغذ سفید ... فی جلد جو صاحب پچاس جلدین اکٹھا خرید فرماینگے اونکو ۲ فی روپیہ اور جو سو جلدین خرید فرماینگے اونکو ۳ فی روپیہ کمیشن دیا جائیگا

اشتہار

ہر خاص و عام کو اجازت ہے کہ اس دیوان کو اہل مطبع یا جو صاحب چاہین
بلا تامل چھاپین یا چھپوائین

المشتہر

حافظ محمد عبد الشکور مصنف دیوان و مالک مطبع ...

اشتہار جنتری کلان

ہر خاص و عام کو واضح ہو کہ ہمارے مطبع مین ایک جنتری کلان [illegible]
جسمین بلحاظ سنون کے تاریخون کی مطابقت ہے اور پینسٹھ سنون کی ایک ایک
دوامی جنتریان کہ جنمین ازل سے ابد تک کی تاریخین دریافت ہو سکتی ہین شامل ہین
اور بمطابقت سنین انگریزی ایک جنتری چہار دہ صد سالہ [illegible]
ہجری لغایت سن چودہ سو ہجری کی بھی شامل ہے اور انگریزی وقت کے مطابق ہندوستانی
و ہندوستانی وقت کے مطابق انگریزی وقت دریافت کرنیکی جنتریان و دوامی [illegible]
عید وغیرہ اہل اسلام و عیسائیان و ہنود و پارسیان و یہود کے دریافت کرنیکے
نقشے اور جنتری دریافت جشن پارسیان و عمل عمدہ نقوش شامل ہین جنکی شرح کیفیت
اس مختصر اشتہار مین نہین لکھی جا سکتی عنقریب علیحدہ اشتہار چھپکر شائع ہوگا
یہ جنتری مولفہ و مرتبہ جناب حافظ محمد عبد اللہ صاحب حافظ مرقع نگار رئیس چتور ضلع [illegible]
بانی انڈین امپیریل تھئیٹریکل کمپنی ہی اور حافظ صاحب ممدوح نے حق تالیف
اس مطبع کو ہمیشہ کے لئے ہبہ فرمایا ہے کوئی صاحب بلا اجازت بندہ کے قصد طبع نہ کرین

المشتہر حافظ محمد عبد الغفور مالک مطبع لامع النور [illegible]

سنہ ۱۸۹۲ع